مسدس حالی

الطاف حسین حالی

ان اللہ لایغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

مسدس حالی

مسمےٰ بہ

مدّ و جزرِ اسلام

باضافہ

ضمیمہ نو ترتیب و فرہنگ

حسب فرمایش مصنف مولوی الطاف حسین صاحب حالی تخلص

سنہ ۱۸۸۹ء

مطبع مرتضوی دہلی مین باہتمام حافظ محمد عزیز الدین کے چھپا

(اس کتاب کی رجسٹری حسب ضابطہ ہو گئی ہے)

پہلا دیباچہ

سنہ ۱۳۲۲ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بلبل کی چمن میں ہمزبانی چھوڑی   بزم شعرا میں شعرخوانی چھوڑی
جب سے دل زندہ تو نے ہم کو چھوڑا   ہم نے بھی تری رام کہانی چھوڑی

بچپن کا زمانہ جو کہ حقیقت میں دنیا کی بادشاہت کا زمانہ ہے ایک ایسے دلچسپ اور پر فضا میدان میں گزرا جو کلفت کے گرد و غبار سے بالکل پاک تھا۔ نہ وہاں ریت کے ٹیلے تھے نہ خار دار جھاڑیاں تھیں۔ نہ آندھیوں کے طوفان تھے نہ باد سموم کی لپٹ تھی۔ جب اس میدان سے کھیلتے کودتے آگے بڑھے تو ایک اور صحرا اس سے بھی زیادہ دلفریب نظر آیا۔ جس کے دیکھتے ہی ہزاروں ولولے اور لاکھوں امنگیں خود بخود دل میں پیدا ہو گئیں مگر یہ صحرا جسقدر نشاط انگیز تھا اسی قدر وحشت خیز تھا۔ اس کی سرسبز جھاڑیوں میں ہولناک درندے چھپے ہوئے تھے۔ اور اسکے خوشنما پودوں پر سانپ اور بچھو لپٹے ہوئے تھے۔ جو ہیں اسکی حد میں قدم رکھا ہر گوشہ سے شیر و پلنگ اور مار و کژدم نکل آئے۔ باغ جوانی کی بہار اگرچہ قابل دید تھی مگر دنیا کے مکروہات سے دم لینے کی فرصت نہ ملی نہ خود آرائی کا خیال آیا۔ نہ عشق و جوانی کی ہوا لگی۔ نہ وصل کی لذت اٹھائی۔ نہ فراق کا مزا چکھا۔

پنہاں تھا دامِ سخت قریب آشیان کے　　اُڑنے نہ پائے تھے کہ گرفتار ہم ہوئے

البتہ شاعری کی بدولت چند روز جھوٹا عاشق بننا پڑا۔ ایک خیالی معشوق کی چاہ میں برسوں دشتِ جنوں کی وہ خاک اڑائی کہ قیس و فرہاد کو گرد کر دیا۔ کبھی نالۂ نیم شبی سے ربعِ مسکوں کو ہلا ڈالا۔ کبھی چشمِ دریا بار سے تمام عالم کو ڈبو دیا۔ آہ و فغاں کے شور سے کروبیوں کے کان بہرے ہو گئے۔ شکایتوں کی بوچھاڑ سے زمانہ چیخ اٹھا۔ طعنوں کی بھرمار سے آسمان چھلنی ہو گیا۔ جب رشک کا تلاطم ہوا تو ساری خدائی کو رقیب سمجھا۔ یہاں تک کہ آپ اپنے سے بدگمان ہو گئے۔ جب شوق کا دریا امنڈا تو کششِ دل سے جذبِ مقناطیسی اور قوتِ کہربائی کا کام لیا۔ بارہا تیغِ ابرو سے شہید ہوئے اور بارہا ایک ٹھوکر سے جی اٹھے۔ گویا زندگی ایک پیراہن تھا کہ جب چاہا اتار دیا۔ اور جب چاہا پہن لیا۔ میدانِ قیامت میں اکثر گزر ہوا۔ بہشت و دوزخ کی اکثر سیر کی۔ بادہ نوشی پر آئے تو خم کے خم لنڈھا دئے اور پھر بھی سیر نہ ہوئے۔ کبھی خانۂ خمار کی چوکھٹ پر جبہہ سائی کی۔ کبھی مے فروش کے در پر گدائی کی۔ کفر سے مانوس رہے ایمان سے بیزار رہے پیرِ مغاں کے ہاتھ پر بیعت کی۔ برہمنوں کے چیلے بنے۔ بت پوجے۔ زنار باندھا قشقہ لگایا۔ زاہدوں پر پھبتیاں کہیں واعظوں کا خاکا اڑایا۔ دیر اور بتخانہ کی تعظیم کی۔ کعبہ اور مسجد کی توہین کی۔ خدا سے شوخیاں کیں۔ نبیوں کی گستاخیاں کیں۔ اعجازِ مسیحی کو ایک کھیل جانا۔ حسنِ یوسفی کو ایک تماشا سمجھا۔ غزل کہی تو پاک شہدوں کی بولیاں بولیں۔ قصیدہ لکھا تو بھاٹ اور بادخوانوں کے منہ پھیر دئے ہر مشتِ خاک میں اکسیرِ اعظم کے خواص بتلائے۔ ہر چوبِ خشک میں عصائے موسوی کے کرشمے دکھائے۔ ہر نمرود وقت کو ابراہیم خلیل سے جا ملایا۔

ہر فرعون بے سامان کو قادر مطلق سے جا بھڑایا جس کے مداح بنے اُسے ایسا بانس پر چڑھایا کہ خود ممدوح کو اپنی تعریف میں کچھ مزا نہ آیا۔ غرض نامۂ اعمال ایسا سیاہ کیا کہ کہیں سفیدی باقی نہ چھوڑی ÷

چو پرسش گنہم روز حشر خواہد بود ۔۔۔ تمسکات گناہان خلق پارہ کنند

بیس برس کی عمر سے چالیسویں سال تک تیلی کے بیل کی طرح اُسی ایک چکر میں پھرتے رہے اور اپنے نزدیک سارا جہان طے کر چکے۔ جب آنکھیں کھلیں تو معلوم ہوا کہ جہاں سے چلے تھے ابتک وہیں ہیں ÷

شکست رنگ شباب و ہنوز رعنائی ۔۔۔ درآں دیار کہ زادی ہنوز آنجائی

نگاہ اُٹھا کر دیکھا تو دائیں بائیں آگے پیچھے ایک میدان وسیع نظر آیا جس میں بیشمار راہیں چاروں طرف کھلی ہوئی تھیں اور خیال کے لئے کہیں عرصہ تنگ نہ تھا جی میں آیا کہ قدم آگے بڑھائیں اور اس میدان کی سیر کریں مگر جو قدم بیس برس تک ایک چال سے دوسری چال نہ چلے ہوں اور جن کی دوڑ گز دو گز زمین میں محدود رہی ہو اُن سے اس وسیع میدان میں کام لینا آسان نہ تھا۔ اِس کے سوا بیس برس کی بیکار اور نکمی گردش میں ہاتھ پاؤں چور ہو گئے تھے اور طاقتِ رفتار جواب دے چکی تھی۔ لیکن پاؤں میں چکر تھا اسلئے نچلا بیٹھنا بھی دشوار تھا۔ چند روز اسی تردد میں یہ حال رہا کہ ایک قدم آگے پڑتا تھا دوسرا پیچھے ہٹتا تھا۔ ناگاہ دیکھا کہ ایک خدا کا بندہ جو اس میدان کا مرد ہے۔ ایک دشوار گزار رستے میں رہ نورد ہے۔ بہت سے لوگ جو اُس کے ساتھ چلے تھے تھک کر پیچھے رہ گئے ہیں۔ بہت سے ابھی اُس کے ساتھ اُفتاں و خیزاں چلے جاتے ہیں۔ مگر ہونٹوں پر پپڑیاں جمی ہیں پیروں میں چھالے پڑے ہیں دم چڑھ رہا ہے۔ چہرہ پر ہوائیاں اُڑ رہی ہیں لیکن

وہ اولوالعزم آدمی جو ان سب کا رہنما ہے۔ اُسیطرح تازہ دم ہے نہ اُسے رستہ کی تکان ہے۔ نہ ساتھیوں کے چھوٹ جانے کی پروا ہے نہ منزل کی دوری سے کچھ ہراس ہے اُس کی چتونوں میں غضب کا جادو بھرا ہے۔ کہ جسکی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھتا ہے۔ وہ آنکھیں بند کر کے اُس کے ساتھ ہو لیتا ہے۔ اُس کی ایک نگاہ ادھر بھی پڑی اور اپنا کام کر گئی + میں بس کے تھکے ہارے خستہ و کوفتہ اسی دشوار گزار رستے پر ہو لئے۔ نہ یہ خبر ہے۔ کہ کہاں جاتے ہیں نہ یہ معلوم ہے کہ کیوں جاتے ہیں۔ نہ طلب صادق ہے۔ نہ قدم راسخ ہے۔ نہ عزم ہے۔ نہ استقلال ہے۔ نہ صدق ہے نہ اخلاص ہے۔ مگر ایک زبردست ہاتھ ہے کہ کھینچے لئے چلا جاتا ہے +

آں دل کہ رم نمودے از خوبرو جواناں   دیرینہ سال پیرے بُردش بیک نگاہے

زمانہ کا نیا ٹھاٹھ دیکھ کر پرانی شاعری سے دل سیر ہو گیا تھا اور جھوٹے ڈھکوسلے باندھنے سے شرم آنے لگی تھی۔ نہ یاروں کے ابھارو ں سے دل بڑھتا تھا۔ نہ ساتھیوں کی ریس سے کچھ جوش آتا تھا۔ مگر یہ ایک ایسے ناسور کا منہ بند کرنا تھا جو کسی نہ کسی راہ سے تراوش کئے بغیر نہیں رہ سکتا اسلئے بخارات درونی جن کے رکنے سے دم گھٹا جاتا تھا۔ دل و دماغ میں تلاطم کر رہے تھے اور کوئی رخنہ ڈھونڈتے تھے۔ قوم کے ایک سچے خیر خواہ نے جو اپنی قوم کے سوا تمام ملک میں اسی نام سے پکارا جاتا ہے اور جسطرح خود اپنے پُرزور ہاتھ اور قوی بازو سے بھائیوں کی خدمت کر رہا ہے اسیطرح ہر اپاہج اور نکمے کو اسی کام میں لگانا چاہتا ہے آکر ملامت کی اور غیرت دلائی کہ حیوان ناطق ہونیکا دعویٰ کرنا اور خدا کی دی ہوئی زبان سے کچھ کام نہ لینا بڑی شرم کی بات ہے +

رو چو انساں لب بجنباں در دہن   ور جمادی لاف انسانی مزن

قوم کی حالت تباہ ہے۔ عزیز ذلیل ہوگئے ہیں۔ شریف خاک میں مل گئے ہیں۔ علم کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ دین کا صرف نام باقی ہے۔ افلاس کی گھر گھر پکار ہے پیٹ کے چاروں طرف دہائی ہے۔ اخلاق بالکل بگڑ گئے ہیں اور بگڑتے جاتے ہیں تعصب کی گھنگھور گھٹا تمام قوم پر چھائی ہوئی ہے۔ رسم و رواج کی بیڑی ایک ایک کے پاؤں میں پڑی ہے۔ جہالت اور تقلید سب کی گردن پر سوار ہے امرا جو قوم کو بہت کچھ فائدہ پہنچا سکتے ہیں غافل اور بے پروا ہیں علما جن کو قوم کی اصلاح میں بہت بڑا دخل ہے۔ زمانہ کی ضرورتوں اور مصلحتوں سے ناواقف ہیں ایسے میں جس سے جو کچھ بن آئے سو بہتر ہے ورنہ ہم سب ایک ہی ناؤ میں سوار ہیں اور ساری ناؤ کی سلامتی میں ہماری سلامتی ہے۔ ہرچند لوگ بہت کچھ لکھ چکے ہیں اور لکھ رہے ہیں۔ مگر نظم جو کہ بالطبع سب کو مرغوب ہے اور خاص کر عرب کا ترکہ اور مسلمانوں کا موروثی حصہ ہے قوم کے بیدار کرنے کے لئے اب تک کسی نے نہیں لکھی۔ اگرچہ ظاہر ہے کہ اور تدبیروں سے کیا ہوا جو اس تدبیر سے ہوگا۔ مگر ایسی تنگ حالتوں میں انسان کے دل پر ہمیشہ دو طرح کے خیال گذرتے رہے ہیں ایک یہ کہ ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ دوسرے یہ کہ ہم کو کچھ کرنا چاہئے۔ پہلے خیال کا نتیجہ ہمیشہ یہ ہوا کہ کچھ نہ ہوا۔ اور دوسرے خیال سے دُنیا میں بڑے بڑے عجائبات ظاہر ہوئے۔

در فیض بست منشیں از کشائش نا امید اینجا   برنگ دانہ زیر قفل می روید کلید اینجا

وَهُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوا وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهُ

ہرچند اس حکم کی بجا آوری مشکل تھی۔ اور اس خدمت کا بوجھ اُٹھانا دشوار تھا۔ مگر ناصح کی جادو بھری تقریر جی میں گھر کر گئی۔ دل ہی سے نکلی تھی دل ہی میں جا کر

ٹھیری۔ برسوں کی بجھی ہوئی طبیعت میں ایک ولولہ پیدا ہوا۔ اور باسی کڑھی میں ایک اُبال آیا۔ افسردہ دل اور بوسیدہ دماغ جو امراض کے متواتر حملوں سے کسی کام کے نہ رہے تھے انھیں سے کام لینا شروع کیا اور ایک مسدس کی بنیاد ڈالی۔ دُنیا کے مکروہات سے فرصت بہت کم ملی۔ اور بیماریوں کے ہجوم سے اطمینان کبھی نصیب نہ ہوا۔ مگر ہر حال میں یہ دُھن لگی رہی۔ بارے الحمد للہ کہ بہت سی دقتوں کے بعد ایک ٹوٹی پھوٹی نظم اس عاجز بندہ کی بساط کے موافق تیار ہو گئی۔ اور ناصح مشفق سے شرمندہ ہونا نہ پڑا۔ صرف ایک امید کے سہارے پر یہ راہ دور و دراز طے کی گئی ہے۔ ورنہ منزل کا نشان نہ ابتک ملا ہے نہ آیندہ ملنے کی توقع ہے ✦

خبرم نیست کہ منزلگہ مقصود کجاست　　اینقدر ہست کہ بانگ جرسے مے آید

اس مسدس کے آغاز میں پانچ سات بند تمہید کے لکھ کر اول عرب کی اُس ابتر حالت کا خاکا کھینچا ہے جو ظہور اسلام سے پہلے تھی اور جس کا نام اسلام کی زبان میں جاہلیت رکھا گیا۔ پھر کوکب اسلام کا طلوع ہونا اور نبیّ اُمّیؐ کی تعلیم سے اُس ریگستان کا دفعتہً سرسبز و شاداب ہو جانا اور اُس ابر رحمت کا اُمّت کی کھیتی کو رحلت کے وقت ہرا بھرا چھوڑ جانا اور مسلمانوں کا دینی و دنیوی ترقیات میں تمام عالم پر سبقت لیجانا بیان کیا ہے۔ اسکے بعد اُنکے تنزل کا حال لکھا ہے اور قوم کے لئے اپنے بے ہنر ہاتھوں سے ایک آئینہ خانہ بنایا ہے جس میں آکر وہ اپنے خط و خال دیکھ سکتے ہیں۔ کہ ہم کون تھے اور کیا ہو گئے ✦

اگرچہ اس جانکاہ نظم میں جسکی دشواریاں لکھنے والے کا دل اور دماغ ہی خوب جانتا ہے بیان کا حق نہ مجھ سے ادا ہوا ہے نہ ہو سکتا تھا۔ مگر شکر ہے کہ جسقدر

ہوگیا اتنی بھی امید نہ تھی۔ ہمارے ملک کے اہل مذاق ظاہر ہیں وہ کبھی پھیکی سیدھی سادی نظم کو پسند نہ کرینگے۔ کیونکہ اس میں یا تاریخی واقعات ہیں، یا چند آیتوں اور حدیثوں کا ترجمہ ہے۔ یا جو آجکل قوم کی حالت ہے اُس کا صحیح صحیح نقشہ کھینچا گیا ہے۔ نہ کہیں نازک خیالی ہے۔ نہ رنگیں بیانی ہے۔ نہ مبالغہ کی چاٹ ہے۔ نہ تکلف کی چاشنی ہے غرض کوئی بات ایسی نہیں ہے جس سے اہل وطن کے کان مانوس اور مذاق آشنا ہوں۔ اور کوئی کرشمہ ایسا نہیں ہے کہ لَا عَیْنٌ رَأَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ گویا اہل دہلی و لکھنؤ کی دعوت میں ایک ایسا دسترخوان چُنا گیا ہے۔ جس میں اُبالی کھچڑی اور بے مرچ سالن کے سوا کچھ نہیں۔ مگر اس نظم کی ترتیب مزے لینے اور واہ واہ سننے کے لئے نہیں کی گئی۔ بلکہ عزیزوں اور دوستوں کو غیرت اور شرم دلانے کے لئے کی گئی ہے۔ اگر دیکھیں اور پڑھیں اور سمجھیں تو اُنکا احسان ہے ورنہ کچھ شکایت نہیں۔

حافظ وظیفۂ تو دعا گفتن است و بس
در بند آں مباش کہ نشنید یا شنید

نہ کسی آنکھ نے دیکھا۔ نہ کسی کان نے سُنا۔ نہ کسی بشر کے دل میں گزرا۔

دوسرا دیباچہ

سنہ ۱۳۰۱ھ

حدیث درد دلاویز داستانیست که ذوق بیش دہد چوں دراز تر گردد

مسدس مدوجزر اسلام اول ہی اول ۱۲۹۶ ہجری میں چھپکر شائع ہوا تھا۔ اگرچہ اس نظم کی اشاعت سے شاید کوئی معتدبہ فائدہ سوسائٹی کو نہیں پہنچا مگر چھ برس میں جسقدر قبولیت یا شہرت اس نظم کو اطراف ہندوستان میں ہوئی وہ فی الواقع تعجب انگیز ہے۔ نظم بالکل غیر مانوس تھی اور مضمون اکثر طعن و ملامت پر مشتمل تھے قوم کی برائیاں چن چن کر ظاہر کی گئی تھیں اور زبان سے تیغ و سناں کا کام لیا گیا تھا ناظم کی نسبت قوم کے اکثر ابرار و اخیار مذہبی سوء ظن رکھتے تھے۔ تعصب عموماً کلمۂ حق سننے سے مانع تھا۔ بااینہمہ اس تھوڑی سی مدت میں یہ نظم ملک کے اطراف و جوانب میں پھیل گئی۔ ہندوستان کے مختلف اضلاع میں اس کے آٹھ سات ایڈیشن اب سے پہلے چھپ چکے ہیں۔ بعض قومی مدرسوں میں اس کا انتخاب بچوں کو پڑھایا جاتا ہے۔ مولود شریف کی مجلسوں میں جابجا اس کے بند پڑھے جاتے ہیں۔ اکثر لوگ اس کو پڑھ کر بے اختیار روتے اور آنسو بہاتے ہیں۔ اس کے بہت سے بند ہمارے لڑکوں کی زبان پر جاری ہیں۔ کہیں کہیں قومی ناٹک میں اس کے مضامین ایکٹ کئے جاتے ہیں بہت سے مسدس اسی کی روش پر اسی بحر میں ترتیب دئے گئے ہیں اکثر اخباروں میں موافق و مخالف ریویو اس پر لکھے گئے ہیں شمال مغربی اضلاع کے سرکاری مدارس میں عام قبولیت کی وجہ سے

اُسکو تعلیم میں داخل کر دیا گیا ہے - یہ اور اسی قسم کی اور بہت سی باتیں ایسی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ قوم نے اُسکی طرف کافی توجہ کی ہے مگر اس پر مصنّف کو کچھ فخر کرنیکا محل نہیں ہے - اگر قوم کے دل میں متاثر ہونیکا مادّہ نہ ہوتا تو یہ اور ایسی ایسی ہزار نظمیں بیکار تھیں - پس مصنّف کو اگر فخر ہے تو صرف اس بات پر ہے کہ اُس نے زمین شور میں تخم ریزی نہیں کی اور پتھر میں جونک لگانی نہیں چاہی - اُس نے ایک ایسی جماعت کو مخاطب گردانا ہے جو بے راہ ہے پر گمراہ نہیں ہے - وہ رستے سے بھٹکے ہوئے ہیں - مگر رستے کی تلاش میں چپ و راست نگراں ہیں - اُن کے ہنر مفقود ہو گئے ہیں مگر قابلیت موجود ہے - اُنکی صورت بدل گئی ہے مگر ہیولی باقی ہے - اُنکے قوی مضمحل ہو گئے ہیں مگر زائل نہیں ہوئے - اُنکے جوہر مٹ گئے ہیں مگر جلا سے پھر نمودار ہو سکتے ہیں - اُن کے عیبوں میں خوبیاں بھی ہیں مگر چھپی ہوئی اُن کے خاکستر میں چنگاریاں بھی ہیں مگر دبی ہوئی ✽

یہ نظم جسمیں قوم کی گزشتہ اور موجودہ حالت کا صحیح صحیح نقشہ کھینچنا مد نظر تھا اگرچہ مشرق کی عام نظموں کی نسبت مبالغہ سے خالی تھی - لیکن فروگذاشت سے خالی نہ تھی - دوست کی نگاہ نکتہ چینی اور خردہ گیری میں وہی کام کرتی ہے جو دشمن کی نگاہ کرتی ہے - دونو یکساں عیبوں پر خردہ گیری اور خوبیوں سے چشم پوشی کرتے ہیں - مگر دشمن اس غرض سے کہ عیب ظاہر ہوں اور خوبیاں مخفی رہیں اور دوست اس خوف سے کہ مبادا خوبیوں کا غرور عیبوں کی اصلاح سے باز رکھے مصنّف بھی جو کہ دوستی کا دم بھرتا ہے شاید محبت اور دلسوزی ہی سے قوم کی عیب جوئی پر مجبور ہوا اور ہنر گستری سے معذور رہا - مگر یہ اسلوب جسقدر غیرت دلانے والا تھا اُسی قدر مایوس کرنیوالا بھی تھا - مصنّف کے دل کی آگ بھڑک بھڑک کر بجھ گئی تھی اور اُس کی افسردگی

الفاظ میں سرایت کر گئی تھی۔ نظم کا خاتمہ ایسے دل شکن اشعار پر ہوا جن سے تمام امیدیں منقطع ہو گئیں اور تمام کوششیں رائگاں نظر آنے لگیں۔ شاید اس خرابی کا تدارک کچھ نہ ہو سکتا اگر قوم کی توجہ مصنف کے دل میں ایک نئی تحریک پیدا نہ کرتی اور قوم کو ایک نئے خطاب کا مستحق نہ ٹھیراتی۔ گو قوم نہیں بدلی مگر اس کے تیور بدلتے جاتے ہیں۔ پس اگر تحسین کا وقت نہیں آیا تو نفریں ضرور کم ہونی چاہیے۔ غرض زمانہ کی تحریک نے ان خیالات کی تائید کی اور ایک ضمیمہ بمقتضائے حال کے جو واقع اصل مسدس کے آخر میں لاحق کیا گیا۔ ضمیمہ کو طول دینا مصنف کا مقصود نہ تھا۔ لیکن ہر مضمون کو چھیڑ کر طول سے بچنا ایسا ہی مشکل تھا جیسے سمندر میں کود کر ہاتھ پاؤں نہ مارنا ✣

قدیم مسدس میں بھی جستہ جستہ تصرف کیا گیا ہے۔ شاید بعض تصرفات کو ناظرین اس وجہ سے کہ قدیم اسلوب مانوس ہو گیا تھا پسند نہ کریں۔ مگر مصنف کا فرض تھا کہ دوستوں کی ضیافت میں کوئی ایسی چیز پیش نہ کرے جو خود اس کے مذاق میں ناگوار معلوم ہو۔ نظم نہ پہلے پسند کے قابل تھی اور نہ اب ہے مگر الحمد للہ کہ درد اور سچ پہلے بھی تھا اور اب بھی ہے۔ امید ہے کہ درد پھیلے گا اور سچ چمکے گا۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ✣

حامداً و مصلیاً

پستی کا کوئی حد سے گزرنا دیکھے   اسلام کا گر کر نہ ابھرنا دیکھے
مانے نہ کبھی کہ مد ہے ہر جزر کے بعد   دریا کا ہمارے جو اترنا دیکھے

مسدس

کسی نے یہ بقراط سے جا کے پوچھا   مرض تیرے نزدیک مہلک ہیں کیا کیا
کہا دکھ جہاں میں نہیں کوئی ایسا   کہ جس کی دوا حق نے کی ہو نہ پیدا
مگر وہ مرض جس کو آسان سمجھیں
کہے جو طبیب اُس کو ہذیان سمجھیں

سبب یا علامت گر اُن کو سجھائیں   تو تشخیص میں سو نکالیں خطائیں
دوا اور پرہیز سے جی چرائیں   یونہیں رفتہ رفتہ مرض کو بڑھائیں
طبیبوں سے ہرگز نہ مانوس ہوں وہ
یہاں تک کہ جینے سے مایوس ہوں وہ

یہی حال دُنیا میں اُس قوم کا ہے — بھنور میں جہاز آکے جس کا گھرا ہے
کنارا ہے دور اور طوفاں بپا ہے — گماں ہے یہ ہر دم کہ اب ڈوبتا ہے
نہیں لیتے کروٹ مگر اہلِ کشتی
پڑے سوتے ہیں بے خبر اہلِ کشتی

گھٹا سر پہ ادبار کی چھا رہی ہے — فلاکت سماں اپنا دکھلا رہی ہے
نحوست پس و پیش منڈلا رہی ہے — چپ و راس سے یہ صدا آ رہی ہے
کہ کل کون تھے آج کیا ہو گئے تم
ابھی جاگتے تھے ابھی سو گئے تم

پر اُس قومِ غافل کی غفلت وہی ہے — تنزل پہ اپنے قناعت وہی ہے
ملے خاک میں پر رعونت وہی ہے — ہوئی صبح اور خوابِ راحت وہی ہے
نہ افسوس انھیں اپنی ذلت پہ ہے کچھ
نہ رشک اور قوموں کی عزت پہ ہے کچھ

بہائم کی اور اُنکی حالت ہے یکساں — کہ جس حال میں ہیں اُسی میں ہیں شاداں
نہ ذلت سے نفرت نہ عزت کا ارماں — نہ دوزخ سے ترساں نہ جنت کے خواہاں
لیا عقل و دیں سے نہ کچھ کام انھوں نے
کیا دینِ برحق کو بدنام انھوں نے

وہ دیں جس نے اعدا کو اخواں بنایا — وحوش اور بہائم کو انساں بنایا
درندوں کو غمخوارِ دوراں بنایا — گڈریوں کو عالم کا سلطاں بنایا
وہ خطہ جو تھا ایک ڈھوروں کا گلہ
گراں کر دیا اُس کا عالم سے پلہ

عرب جس کا چرچا ہے یہ کچھ وہ کیا تھا — جہاں سے الگ اک جزیرہ نما تھا
زمانہ سے پیوند جس کا جدا تھا — نہ کشورستاں تھا نہ کشور کشا تھا
تمدن کا اُس پہ پڑا تھا نہ سایہ
ترقی کا تھا واں قدم تک نہ آیا

نہ آب و ہوا ایسی تھی روح پرور — کہ قابل ہی پیدا ہوں خود جس سے جوہر
نہ کچھ ایسے ساماں تھے وھاں میسر — کنول جس سے کھل جائیں دل کے سراسر
نہ سبزہ تھا صحرا میں پیدا نہ پانی
فقط آبِ باراں پہ تھی زندگانی

زمیں سنگلاخ اور ہوا آتش افشاں — لُوؤں کی لپٹ بادِ صرصر کے طوفاں
پہاڑ اور ٹیلے سراب اور بیاباں — کھجوروں کے جھنڈ اور خارِ مغیلاں
نہ کھیتوں میں غلہ نہ جنگل میں کھیتی
عرب اور کل کائنات اُسکی یہ تھی

نہ وھاں مصر کی روشنی جلوہ گر تھی — نہ یونان کے علم و فن کی خبر تھی
وہی اپنی فطرت پہ طبعِ بشر تھی — خدا کی زمیں بن جُتی سر بسر تھی
پہاڑ اور صحرا میں ڈیرا تھا سب کا
تلے آسماں کے بسیرا تھا سب کا

کہیں آگ پجتی تھی وھاں بے محابا — کہیں تھا کواکب پرستی کا چرچا
بہت سے تھے تثلیث پر دل سے شیدا — بُتوں کا عمل سو بسو جابجا تھا
کرشموں کا راہب کے تھا صید کوئی
طلسموں میں کاہن کے تھا قید کوئی

وہ دنیا میں گھر سب سے پہلا خدا کا ‏ خلیل ایک معمار تھا جس بنا کا
ازل میں مشیت نے تھا جسکو تاکا ‏ کہ اس گھر سے اُبلیگا چشمہ ہدےٰ کا
وہ تیرتھ تھا اک بت پرستوں کا گویا
جہاں نام حق کا نہ تھا کوئی جویا

قبیلہ قبیلہ کا بُت اک جدا تھا ‏ کسی کا ہُبل تھا کسی کا صفا تھا
یہ عزّےٰ پہ وہ نائلہ پر فدا تھا ‏ اسی طرح گھر گھر نیا اک خدا تھا
نہاں ابر ظلمت میں تھا مہر انور
اندھیرا تھا فاران کی چوٹیوں پر

چلن اُنکے جتنے تھے سب وحشیانہ ‏ ہر اک لوٹ اور مار میں تھا یگانہ
فسادوں میں کٹتا تھا اُنکا زمانہ ‏ نہ تھا کوئی قانون کا تازیانہ
وہ تھے قتل و غارت میں چالاک ایسے
درندے ہوں جنگل میں بیباک جیسے

نہ ٹلتے تھے ہرگز جو اڑ بیٹھتے تھے ‏ سلجھتے نہ تھے جب جھگڑ بیٹھتے تھے
جو دو شخص آپس میں لڑ بیٹھتے تھے ‏ تو صدہا قبیلے بگڑ بیٹھتے تھے
بلند ایک ہوتا تھا گر وہاں شرارا
تو اُس سے بھڑک اُٹھتا تھا ملک سارا

وہ بکر اور تغلب کی باہم لڑائی ‏ صدی جسمیں آدھی اُنھوں نے گنوائی
قبیلوں کی کردی تھی جس نے صفائی ‏ تھی اک آگ ہر سو عرب میں لگائی
نہ جھگڑا کوئی ملک و دولت کا تھا وہ
کرشمہ اِک اُنکی جہالت کا تھا وہ

کہیں تھا مویشی چرانے پہ جھگڑا — کہیں پہلے گھوڑا بڑھانے پہ جھگڑا
لب جو کہیں آنے جانے پہ جھگڑا — کہیں پانی پینے پلانے پہ جھگڑا
یونہی روز ہوتی تھی تکرار اُن میں
یونہی چلتی رہتی تھی تلوار اُن میں

جو ہوتی تھی پیدا کسی گھر میں دختر — تو خوفِ شماتت سے بے رحم مادر
پھرے دیکھتی جب تھی شوہر کے تیور — کہیں زندہ گاڑ آتی تھی اُس کو جا کر
وہ گود ایسی نفرت سے کرتی تھی خالی
جنے سانپ جیسے کوئی جننے والی

جوا اُن کی دن رات کی دل لگی تھی — شراب اُنکی گھٹی میں گویا پڑی تھی
تعیش تھا غفلت تھی دیوانگی تھی — غرض ہر طرح اُن کی حالت بُری تھی
بہت اسطرح گزری تھیں اُنکو صدیاں
کہ چھائی ہوئی نیکیوں پر تھیں بدیاں

یکایک ہوئی غیرتِ حق کو حرکت — بڑھا جانبِ بوقبیس ابرِ رحمت
ادا خاکِ بطحا نے کی وہ ودیعت — چلے آتے تھے جسکی دیتے شہادت
ہوئی پہلوئے آمنہ سے ہویدا
دعائے خلیل اور نویدِ مسیحا

ہوئے محو عالم سے آثارِ ظلمت — کہ طالع ہوا ماہِ برجِ سعادت
نہ چٹکی مگر چاندنی ایک مدت — کہ تھا ابر میں ماہتابِ رسالت
یہ چالیسویں سال لطفِ خدا سے
کیا چاند نے کھیت غارِ حرا سے

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانیوالا　　مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنیوالا　　وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
فقیروں کا ملجا ضعیفوں کا ماویٰ
یتیموں کا والی غلامون کا مولیٰ

خطا کار سے درگذر کرنے والا　　بد اندیش کے دل میں گھر کرنے والا
مفاسد کا زیر و زبر کرنے والا　　قبائل کو شیر و شکر کرنے والا
اُتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا

مس خام کو جس نے کندن بنایا　　کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا
عرب جس پہ قرنوں سے تھا جہل چھایا　　پلٹ دی بس اک آن میں اُسکی کایا
رہا ڈر نہ بیڑے کو موج بلا کا
اِدھر سے اُدھر پھر گیا رخ ہوا کا

پڑی کان میں دھات تھی اک نکمّی　　نہ کچھ قدر تھی اور نہ قیمت تھی جسکی
طبیعت میں جو اُسکی جوہر تھے اصلی　　ہوئے سب تھے مٹی میں ملکر وہ مٹی
یہ تھا ثبت علم قضا و قدر میں
کہ بنجائے گی وہ طلا اک نظر میں

وہ فخر عرب زیب محراب و منبر　　تمام اہل مکہ کو ہمراہ لےکر
گیا ایک دن حسب فرمان داور　　سوئے دشت اور چڑھ کے کوہ صفا پر
یہ فرمایا سب سے کہ اے آل غالب
سمجھتے ہو تم مجھ کو صادق کہ کاذب

کہا سب نے "قول آج تک کوئی تیرا | کبھی ہم نے جھوٹا سنا اور نہ دیکھا
کہا گر سمجھتے ہو تم مجھ کو ایسا | تو باور کرو گے اگر میں کہوں گا
کہ فوج گراں پشت کوہ صفا پر
پڑی ہے کہ لوٹے تمہیں گھات پا کر
کہا "تیری ہر بات کا یاں یقیں ہے | کہ بچپن سے صادق ہے تو اور امیں ہے
کہا گر مری بات یہ دل نشیں ہے | تو سن لو خلاف اسمیں اصلا نہیں ہے
کہ سب قافلہ یاں سے ہے جانیوالا
ڈرو اس سے جو وقت ہے آنیوالا
وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی | عرب کی زمیں جس نے ساری ہلا دی
نئی اک لگن دل میں سب کے لگا دی | اک آواز میں سوتی بستی جگا دی
پڑا ہر طرف غل یہ پیغام حق سے
کہ گونج اٹھے دشت و جبل نام حق سے
سبق پھر شریعت کا اُن کو پڑھایا | حقیقت کا گر اُن کو ایک ایک بتایا
زمانہ کے بگڑے ہوؤں کو بنایا | بہت دن کے سوتے ہوؤں کو جگایا
کھلے تھے نہ جو راز اب تک جہاں پر
وہ دکھلا دئے ایک پردہ اٹھا کر
کسی کو ازل کا نہ تھا یاد پیماں | بھلائے تھے بندوں نے مالک کے فرماں
زمانہ میں تھا دور صہبائے بطلاں | مئے حق سے محرم نہ تھی بزم دوراں
اچھوتا تھا توحید کا جام اب تک
خم معرفت کا تھا منہ خام اب تک "

نہ واقف تجھے انساں قضا اور جزا سے　　نہ آگاہ تجھے مبدا و منتہیٰ سے
لگائی تھی ایک اک نے لو ما سوا سے　　پڑے تھے بہت دور بندے خدا سے
یہ سنتے ہی تھرا گیا گلہ سارا
یہ راعی نے للکار کر جب پکارا

کہ ہے ذات واحد عبادت کے لائق　　زباں اور دل کی شہادت کے لائق
اُسی کے ہیں فرماں اطاعت کے لائق　　اُسی کی ہے سرکار خدمت کے لائق
لگاؤ تو لو اپنی اُس سے لگاؤ
جھکاؤ تو سر اُسکے آگے جھکاؤ

اُسی پر ہمیشہ بھروسا کرو تم　　اُسی کے سدا عشق کا دم بھرو تم
اُسی کے غضب سے ڈرو گر ڈرو تم　　اُسی کی طلب میں مرو جب مرو تم
مبرا ہے شرکت سے اُسکی خدائی
نہیں اُس کے آگے کسی کو بڑائی

خرد اور ادراک رنجور ہیں وھاں　　مہ و مہر ادنے سے مزدور ہیں وھاں
جہاندار مغلوب و مقہور ہیں وھاں　　نبی اور صدیق مجبور ہیں وھاں
نہ پرسش ہے رہبان و احبار کی وھاں
نہ پروا ہے ابرار و احرار کی وھاں

تم اوروں کی مانند دھوکا نہ کھانا　　کسی کو خدا کا نہ بیٹا بنانا
مری حد سے رتبہ نہ میرا بڑھانا　　بڑھا کر بہت تم نہ مجھ کو گھٹانا
سب انساں ہیں وھاں جسطرح سرفگندہ
اسیطرح ہوں میں بھی ایک اُسکا بندہ

بنانا نہ تربت کو میری صنم تم　　نہ کرنا مری قبر پر سر کو خم تم
نہیں بندہ ہونے میں کچھ مجھ سے کم تم　　کہ بیچارگی میں برابر ہیں ہم تم
مجھے دی ہے حق نے بس اتنی بزرگی
کہ بندہ بھی ہوں اُس کا اور ایلچی بھی

اسیطرح دل اُن کا ایک اک سے توڑا　　ہر ایک قبلۂ کج سے مُنہ اُن کا موڑا
کہیں ماسوے کا علاقہ نہ چھوڑا　　خداوند سے رشتہ بندوں کا جوڑا
کبھی کے جو پھرتے تھے مالک سے بھاگے
دئے سر جھکا اُن کے مالک کے آگے

پتا اصل مقصود کا پا گیا جب　　نشاں گنج دولت کا ہاتھ آگیا جب
محبت سے دل اُنکا گرما گیا جب　　سماں اُن پہ توحید کا چھا گیا جب
سکھائے معیشت کے آداب اُن کو
پڑھائے تمدن کے سب باب اُن کو

جتائی اُنھیں وقت کی قدر و قیمت　　دلائی اُنھیں کام کی حرص و رغبت
کہا چھوڑ دیں گے سب آخر رفاقت　　ہو فرزند و زن اسمیں یا مال و دولت
نہ چھوڑے گا پر ساتھ ہرگز تمھارا
بھلائی میں جو وقت تم نے گزارا

غنیمت ہے صحت علالت سے پہلے　　فراغت مشاغل کی کثرت سے پہلے
جوانی- بڑھاپے کی زحمت سے پہلے　　اقامت- مسافر کی رحلت سے پہلے
فقیری سے پہلے غنیمت ہے دولت
جو کرنا ہے کرلو کہ تھوڑی ہے مہلت

یہ کہہ کر کیا علم پر اُن کو شیدا — کہ ہیں دور رحمت سے سب اہل دُنیا
مگر دھیان ہے جن کو ہر دم خدا کا — ہے تعلیم کا یا سدا جن میں چرچا
اُنھیں کے لئے یہاں ہے لعنت خدا کی
اُنھیں پر ہے وھاں جا کے رحمت خدا کی

سکھائی اُنھیں نوع انساں پہ شفقت — کہا ہے یہ اسلامیوں کی علامت
کہ ہمسایہ سے رکھتے ہیں وہ محبت — شب و روز پہنچاتے ہیں اُسکو راحت
وہ جو حق سے اپنے لئے چاہتے ہیں
وہی ہر بشر کے لئے چاہتے ہیں

خدا رحم کرتا نہیں اُس بشر پر — نہو درد کی چوٹ جس کے جگر پر
کسی کے اگر آفت گزر جائے سر پر — پڑے غم کا سایہ نہ اُس بے اثر پر
کرو مہربانی تم اہل زمیں پر
خدا مہرباں ہوگا عرش بریں پر

ڈرایا تعصب سے اُن کو یہ کہہ کر — کہ زندہ رہا اور مرا جو اسی پر
ہوا وہ ہماری جماعت سے باہر — وہ ساتھی ہمارا نہ ہم اُس کے یاور
نہیں حق سے کچھ اُس محبت کو بہرہ
کہ جو تم کو اندھا کرے اور بہرہ

بچایا بُرائی سے اُن کو یہ کہہ کر — کہ طاعت سے ترک معاصی ہے بہتر
تورّع کا ہے ذات میں جنکی جوہر — نہ ہونگے کبھی عابد اُن کے برابر
کرو ذکر اہل ورع کا جہاں تم
نہ لو عابدوں کا کبھی نام وھاں تم

غریبوں کو محنت کی رغبت دلائی　　کہ بازو سے اپنے کرو تم کمائی
خبر تا کہ لو اُس سے اپنی پرائی　　نہ کرنی پڑے تم کو دَر دَر گدائی

طلب سے ہو دُنیا کی گر یاں یہ نیت
تو چمکو گے وہاں ماہ کامل کی صورت

امیروں کو تنبیہ کی اس طرح پر　　کہ نہیں تم میں جو اغنیا اور تونگر
اگر اپنے طبقہ میں ہیں سب سے بہتر　　بنی نوع کے ہوں مددگار و یاور

نہ کرتے ہوں بے مشورت کام ہرگز
اُٹھاتے نہ ہوں بے دھڑک گام ہرگز

تو مُردوں سے آسودہ تر ہے وہ طبقہ　　زمانہ مبارک ملے جس کو ایسا
پہ جب اہل دولت ہوں اشرار دنیا　　نہ ہو عیش میں جن کو اوروں کی پروا

نہیں اُس زمانہ میں کچھ خیر و برکت
اقامت سے بہتر ہی اُسوقت رحلت

دئے پھیر دل اُن کے مکر و ریا سے　　بھرا اُن کے سینہ کو صدق و صفا سے
بچایا انھیں کذب سے افترا سے　　کیا سُرخرو خلق سے اور خدا سے

رہا قول حق میں نہ کچھ باک اُن کو
بس اک شوب میں کر دیا پاک اُن کو

کہیں حفظ صحت کے آئیں سکھائے　　سفر کے کہیں شوق اُن کو دلائے
مفاد اُن کو سوداگری کے سجھائے　　اصول اُن کو فرماندہی کے بتائے

نشاں راہ و منزل کا اک اک دکھایا
بنی نوع کا اُن کو رہبر بنایا

ہوئی ایسی عادت پہ تعلیم غالب — کہ باطل کے شیدائی ہو حق کے طالب
مناقب سے بدلے گئے سب مثالب — ہوئے روح سے بہرہ ور انکے قالب
جسے راج رد کر چکے تھے۔ وہ پتھر
ہوا جاکے آخر کو قائم سرے پر

جب اُمت کو سب مل چکی حق کی نعمت — ادا کر چکی فرض اپنا رسالت
رہی حق پہ باقی نہ بندوں کی حجت — نبی نے کیا خلق سے قصد رحلت
تو اسلام کی وارث اک قوم چھوڑی
کہ دُنیا میں جسکی مثالیں ہیں تھوڑی

سب اسلام کے حکم بردار بندے — سب اسلامیوں کے مددگار بندے
خدا اور نبی کے وفادار بندے — یتیموں کے رانڈوں کے غمخوار بندے
رہ کفر و باطل سے بیزار سارے
نشہ میں مئے حق کے سرشار سارے

جہالت کی رسمیں مٹا دینے والے — کہانت کی بنیاد ڈھا دینے والے
سر احکام دیں پر جھکا دینے والے — خدا کے لئے گھر لٹا دینے والے
ہر آفت میں سینہ سپر کرنے والے
فقط ایک اللہ سے ڈرنے والے

اگر اختلاف اُن میں باہم دگر تھا — تو بالکل مدار اُس کا اخلاص پر تھا
جھگڑتے تھے لیکن نہ جھگڑوں میں شر تھا — خلاف آشتی سے خوش آیندہ تر تھا
یہ تھی موج پہلی اُس آزادگی کی
ہرا جس سے ہونیکو تھا باغ گیتی

نہ کھانوں میں تھی واں تکلف کی کلفت — نہ پوشش سے مقصود تھی زیب و زینت
امیر اور لشکر کی تھی ایک صورت — فقیر اور غنی سب کی تھی ایک حالت
لگایا تھا مالی نے اک باغ ایسا
نہ تھا جس میں چھوٹا بڑا کوئی پودا

خلیفہ تھے اُمت کے ایسے نگہباں — ہو گلّہ کا جیسے نگہبان چوپان
سمجھتے تھے ذمی و مسلم کو یکساں — نہ تھا عبد و حر میں تفاوت نمایاں
کنیز اور بانو تھی آپس میں ایسی
زمانہ میں ماں جائی بہنیں ہوں جیسی

رہِ حق میں تھی دوڑ اور بھاگ اُنکی — فقط حق پہ تھی جس سے تھی لاگ اُنکی
بھڑکتی نہ تھی خود بخود آگ اُن کی — شریعت کے قبضہ میں تھی باگ اُنکی
جہاں کر دیا نرم نرما گئے وہ
جہاں کر دیا گرم گرما گئے وہ

کفایت جہاں چاہیئے واں کفایت — سخاوت جہاں چاہیئے واں سخاوت
بچی اور تُلی دشمنی اور محبت — نہ بے وجہ اُلفت نہ بے وجہ نفرت
جھکا حق سے جو جھک گئے اُس سے وہ بھی
رکا حق سے جو رک گئے اُس سے وہ بھی

ترقی کا جب دم خیال اُن کو آیا — اک اندھیر تھا ربع مسکوں میں چھایا
ہر اک قوم پر تھا تنزل کا سایا — بلندی سے تھا جس نے سب کو گرایا
وہ نیشن جو ہیں آج گردوں کے تارے
دھندلکے میں پستی کے پنہاں تھے سارے

نہ وہ دور دورہ تھا عبرانیوں کا — نہ یہ بخت و اقبال نصرانیوں کا
پراگندہ دفتر تھا یونانیوں کا — پریشاں تھا شیرازہ ساسانیوں کا
جہاز اہل روما کا تھا ڈگمگاتا
چراغ اہل ایراں کا تھا ٹمٹماتا

اِدھر ہند میں ہر طرف تھا اندھیرا — کہ تھا گیان گن کا لدا بھائے ڈیرا
اُدھر تھا عجم کو جہالت نے گھیرا — کہ دل سب نے کیش و کنش سے تھا پھیرا
نہ بھگوان کا دھیان تھا گیانیوں میں
نہ یزداں پرستی تھی یزدانیوں میں

ہوا ہر طرف موج زن تھی بلا کی — گلوں پر چھری چل رہی تھی جفا کی
عقوبت کی حد تھی نہ پرسش خطا کی — پڑی لٹ رہی تھی ودیعت خدا کی
زمیں پر تھا ابر ستم کا دڑیڑا
تباہی میں تھا نوع انساں کا بیڑا

وہ قومیں جو ہیں آج غمخوار انساں — درندوں کی اور انکی طینت تھی یکساں
جہاں عدل کے آج جاری ہیں فرماں — بہت دور پہنچا تھا وھاں ظلم و طغیاں
بنے آج جو گلہ باں ہیں ہمارے
وہ تھے بھیڑیئے آدمی خوار سارے

ہنر کا جہاں گرم بازار ہے اب — جہاں عقل و دانش کا بیوپار ہے اب
جہاں ابر رحمت گہربار ہے اب — جہاں یمن برستا لگاتار ہے اب
تمدن کا پیدا نہ تھا وھاں نشاں اب
سمندر کی آئی نہ تھی موج وھاں تک

نہ رستہ ترقی کا اب تک کھلا تھا — نہ زینہ بلندی پہ کوئی لگا تھا
وہ صحرا انھیں قطع کرنا پڑا تھا — جہاں نقش پا تھا نہ شور درا تھا
جو ہیں کان میں حق کی آواز آئی
لگا کرنے خود اُن کا دل رہنمائی

گھٹا اک پہاڑوں سے بطحا کے اٹھی — پڑی چار سو یک بیک دھوم جسکی
کڑک اور دمک دُور دُور اسکی پہنچی — جو ٹیگس پہ گرجی تو گنگا پہ برسی
رہے اُس سے محروم آبی نہ خاکی
ہری ہو گئی ساری کھیتی خدا کی

کیا اُمیوں نے جہاں میں اُجالا — ہوا جس سے اسلام کا بول بالا
بتوں کو عرب اور عجم سے نکالا — ہر اک ڈوبتی ناؤ کو جا سنبھالا
زمانہ میں پھیلائی توحیدِ مطلق
لگی آنے گھر گھر سے آوازِ حق حق

ہوا غلغلہ نیکیوں کا بدوں میں — پڑی کھلبلی کفر کی سرحدوں میں
ہوئی آتش افسردہ آتشکدوں میں — لگی خاک سی اُڑنے سب معبدوں میں
ہوا کعبہ آباد سب گھر اُجڑ کر
جمے ایک جا سارے جنگل بچھڑ کر

لئے علم و فن اُنسے نصرانیوں نے — کیا کسب اخلاق روحانیوں نے
ادب اُنسے سیکھا صفاہانیوں نے — کہا بڑھ کے لبیک یزدانیوں نے
ہر اک دل سے رشتہ جہالت کا توڑا
کوئی گھر نہ دُنیا میں تاریک چھوڑا

ارسطو کے مردہ فنوں کو جلایا فلاطون کو زندہ پھر کر دکھایا
ہر اک شہر و قریہ کو یوناں بنایا مزا علم و حکمت کا سب کو چکھایا

کیا بر طرف پردہ چشمِ جہاں سے
جگایا زمانہ کو خوابِ گراں سے

ہر اک میکدہ سے بھرا جا کے ساغر ہر اک گھاٹ سے آئے سیراب ہو کر
گرے مثلِ پروانہ ہر روشنی پر گرہ میں لیا باندھ حکمِ پیمبر

کہ "حکمت کو اک گم شدہ لال سمجھو
جہاں پاؤ اپنا اسے مال سمجھو"

ہر اک علم کے فن کے جویا ہوئے وہ ہر اک کام میں سب سے بالا ہوئے وہ
فلاحت میں بے مثل و یکتا ہوئے وہ سیاحت میں مشہورِ دنیا ہوئے وہ

ہر اک ملک میں ان کی پھیلی عمارت
ہر اک قوم نے ان سے سیکھی تجارت

کیا جا کے آباد ہر ملک ویراں مہیا کیے سب کی راحت کے ساماں
خطرناک تھے جو پہاڑ اور بیاباں انھیں کر دیا رشکِ صحنِ گلستاں

بہار اب جو دنیا میں آئی ہوئی ہے
یہ سب پود انھیں کی لگائی ہوئی ہے

یہ ہموار سڑکیں یہ راہیں مصفا دو طرفہ برابر درختوں کا سایا
نشاں جا بجا میل و فرسخ کے برپا سرِ رہ کوئیں اور سرائیں مہیا

انھیں کے ہیں سب نے یہ چربے اتارے
اسی قافلہ کے نشاں ہیں یہ سارے

سدا اُن کو مرغوب سیر و سفر تھا — ہر اک برّاعظم میں اُنکا گزر تھا
تمام اُن کا چھانا ہوا بحر و بر تھا — جو لنکا میں ڈیرا تو بربر میں گھر تھا
وہ گنتے تھے یکساں وطن اور سفر کو
گھر اپنا سمجھتے تھے ہر دشت و در کو

جہاں کو ہے یاد اُن کی رفتار اب تک — کہ نقش قدم ہیں نمودار اب تک
ملایا میں ہیں اُن کے آثار اب تک — اُنھیں رو رہا ہے ملیبار اب تک
ہمالہ کو ہیں واقعات اُنکے ازبر
نشاں اُن کے باقی ہیں جبرالٹر پر

نہیں اس طبق پر کوئی برّاعظم — نہ ہوں جس میں اُن کی عمارات محکم
عرب ۔ ہند ۔ مصر ۔ اندلس ۔ شام ۔ دیلم — بناؤں سے ہے اُن کی معمور عالم
سرِ کوہِ آدم سے تا کوہ بیضا
جہاں جاؤ گے کھوج پاؤ گے اُن کا

وہ رنگیں محل اور وہ اُن کی صفائی — جمی جنکے کھنڈروں پہ ہے آج کائی
وہ مرقد کہ گنبد تھے جنکے طلائی — وہ معبد جہاں جلوہ گر تھی خدائی
زمانہ نے گو اُن کی برکت اُٹھالی
نہیں کوئی ویرانہ پر اُن سے خالی

ہوا اندلس اُن سے گلزار یکسر — جہاں اُنکے آثار باقی ہیں اکثر
جو چاہے کوئی دیکھ لے آج جا کر — یہ ہے بیت حمرا کی گویا زباں پر
کہ تھے آل عدنان سے میرے بانی
عرب کی ہوں میں اس زمیں پر نشانی

ہویدا ہے غرناطہ سے شوکت اُنکی　　عیاں ہے بلنسیہ سے قدرت اُنکی
بَطَلیُوس کو یاد ہے عظمت اُنکی　　ٹپکتی ہے قادس میں سے حسرت انکی
نصیب اُنکا اشبیلیہ میں ہے سوتا
شب و روز ہے قرطبہ اُن کو روتا

کوئی قرطبہ کے کھنڈر جا کے دیکھے　　مساجد کے محراب و در جا کے دیکھے
حجازی امیروں کے گھر جا کے دیکھے　　خلافت کو زیر و زبر جا کے دیکھے
جلال اُنکا کھنڈروں میں ہے یوں چمکتا
کہ ہو خاک میں جیسے کندن دمکتا

وہ بلدہ کہ فخرِ بلادِ جہاں تھا　　تر و خشک پر جس کا سکہ رواں تھا
گڑا جس میں عباسیہ کا نشاں تھا　　عراقِ عرب جس سے رشکِ جناں تھا
اُڑا لے گئی بادِ پندار جس کو
بہا لے گئی سیلِ تاتار جس کو

سنے گوشِ عبرت سے گر جا کے انساں　　تو وھاں ذرّہ ذرّہ یہ کرتا ہے اعلاں
کہ تھا جن دنوں مہرِ اسلام تاباں　　ہوا یہاں کی تھی زندگی بخشِ دوراں
پڑی خاکِ اتھنز میں جاں یہیں سے
ہوا زندہ پھر نامِ یوناں یہیں سے

وہ لقمان و سُقراط کے دُرِّ مکنوں　　وہ اسرارِ بقراط و درسِ فلاطوں
ارسطو کی تعلیم سولن کے قانوں　　پڑے تھے کسی قبرِ کہنہ میں مدفوں
یہیں آ کے مُہرِ سکوت اُنکی ٹوٹی
اسی باغِ رعنا سے بُو اُنکی پھوٹی

یہ تھا علم پر وھاں توجہ کا عالم
کہ ہو جیسے مجروح جویاے مرہم
کسی طرح پیاس اُن کی ہوتی نہ تھی کم
بجھاتا تھا آگ اُن کی باراں نہ شبنم
حریم خلافت میں اونٹوں پہ لدکر
چلے آتے تھے مصر و یوناں کے دفتر

وہ تارے جو تھے شرق میں لمعہ افگن
پہ تھا اُن کی کرنوں سے تا غرب روشن
نوشتوں سے ہیں جن کے ابتک مزین
کتب خانۂ پیرس و روم و لندن
پڑا غلغلہ جن کا تھا کشوروں میں
وہ سوتے ہیں بغداد کے مقبروں میں

وہ سنجار کا اور کوفہ کا میدان
فراہم ہوئے جس میں مساح دوراں
کرہ کی مساحت کے پھیلائے ساماں
ہوئی جزو سے قدر کل کی نمایاں
زمانہ وہاں آج تک نوحہ گر ہے
کہ عباسیوں کی سبھا وہ کدھر ہے

سمرقند سے اندلس تک سراسر
اُنھیں کی رصدگاہیں تھیں جلوہ گستر
سواد مراغہ میں اور قاسیونؔ
زمیں سے صدا آرہی ہے برابر
کہ جن کی رصد کے یہ باقی نشاں ہیں
وہ اسلامیوں کے منجم کہاں ہیں

مورخ ہیں جو آج تحقیق والے
تفحص کے ہیں جنکے آئیں نرالے
جنھوں نے ہیں عالم کے دفتر کھنگالے
زمیں کے طبق سربسر چھان ڈالے
عرب ہی نے دل اُنکے جاکر اُبھارے
عرب ہی سے وہ بھرنے سیکھے ترارے

اندھیرا تواریخ پر چھا رہا تھا — ستارہ روایت کا گہنا رہا تھا
درایت کے سورج پہ ابر آ رہا تھا — شہادت کا میدان دھندلا رہا تھا
سرِ رہ چراغ اک عرب نے جلایا
ہر اک قافلہ کا نشاں جس سے پایا

گروہ ایک جویا تھا علمِ نبی کا — لگایا پتا جس نے ہر مفتری کا
نہ چھوڑا کوئی رخنہ کذبِ خفی کا — کیا قافیہ تنگ ہر مدعی کا
کئے جرح و تعدیل کے وضع قانون
نہ چلنے دیا کوئی باطل کا افسوں

اسی دھن میں آساں کیا ہر سفر کو — اسی شوق میں طے کیا بحر و بر کو
سنا خازنِ علمِ دیں جس بشر کو — لیا اس سے جا کر خبر اور اثر کو
پھر آپ اس کو پرکھا کسوٹی پہ رکھ کر
دیا اور کو خود مزا اس کا چکھ کر

کیا فاش راوی میں جو عیب پایا — مناقب کو چھانا مثالب کو تایا
مشائخ میں جو قبح نکلا جتایا — ائمہ میں جو داغ دیکھا بتایا
طلسمِ ورع ہر مقدس کا توڑا
نہ ملا کو چھوڑا نہ صوفی کو چھوڑا

رجال اور اسانید کے جو ہیں دفتر — گواہ ان کی آزادگی کے ہیں یکسر
نہ تھا ان کا احساں یہ اک اہلِ دیں پر — وہ تھے اس میں ہر قوم و ملت کے رہبر
لبرٹی میں جو آج فائق ہیں سب سے
بتائیں کہ لبرل بنے ہیں وہ کب سے

فصاحت کے دفتر تھے سب گاؤخوردہ بلاغت کے رستے تھے سب ناسپردہ
اُدھر روم کی شمع انشا تھی مردہ اِدھر آتش پارسی تھی فسردہ
یکایک جو برق آ کے چمکی عرب کی
کھُلی کی کھُلی رہ گئی آنکھ سب کی

عرب کی جو دیکھی وہ آتش زبانی سُنی برمحل اُن کی شیوا بیانی
وہ اشعار کی دل میں ریشہ دوانی وہ خطبوں کی مانند دریا روانی
وہ جادو کے جملے وہ فقرے فسوں کے
تو سمجھے کہ گویا ہم اب تک تھے گونگے

سلیقہ کسی کو نہ تھا مدح و ذم کا نہ ڈھب یاد تھا شرح شادی و غم کا
نہ انداز تلقین و وعظ و حِکم کا خزانہ تھا مدفون زباں اور قلم کا
نوا سنجیاں اُن سے سیکھیں سب نے
زباں کھول دی سب کی نطق عرب نے

زمانہ میں پھیلی طب اُنکی بدولت ہوئی بہرہ ور جس سے ہر قوم و ملت
نہ صرف ایک مشرق میں تھی اُنکی شہرت مسلّم تھی مغرب تک اُنکی حذاقت
سلرنو میں جو ایک نامی مطب تھا
وہ مغرب میں عطار رشک عرب تھا

ابوبکر رازی علی ابن عیسےٰ حکیم گرامی حسین ابن سینا
حنین ابن اسحٰق قسّیس دانا ضیا ابن بیطار راس الاطبّا
انھیں کے ہیں مشرق میں سب نام لیوا
انھیں سے ہوا بار مغرب کا کھیوا

غرض فن ہیں جو مایۂ دین و دولت — طبیعی الٰہی ریاضی و حکمت
طب اور کیمیا ہندسہ اور ہیئت — سیاحت تجارت عمارت فلاحت
لگاؤ گے کھوج اُن کا جاکر جہاں تم
نشاں اُنکے قدموں کے پاؤ گے وھاں تم

ہوا گو کہ پامال بستاں عرب کا — مگر اک جہاں ہے غزلخواں عرب کا
ہرا کر گیا سب کو باراں عرب کا — سپید و سیہ پر ہے احساں عرب کا
وہ قومیں جو ہیں آج سرتاج سب کی
کنوڈی رہیں گی ہمیشہ عرب کی

رہے جبتک ارکانِ اسلام برپا — چلن اہل دیں کا رہا سیدھا سادا
رہا میل سے شہد صافی مصفا — رہی کھوٹ سے سیم خالص مبرا
نہ تھا کوئی اسلام کا مرد میداں
عَلَم ایک تھا شش جہت میں فشاں

یہ گدلا ہوا جب کہ چشمہ صفا کا — گیا چھوٹ سر رشتہ دین ہدیٰ کا
رہا سر پہ باقی نہ سایہ ہُما کا — تو پورا ہوا عہد تھا جو خدا کا
کہ ہم نے بگاڑا نہیں کوئی ابتک
وہ بگڑا نہیں آپ دنیا میں جبتک

برے اُنپہ وقت آکے پڑنے لگے اب — وہ دُنیا میں بسکر اُجڑنے لگے اب
بھرے اُنکے میلے بچھڑنے لگے اب — بنے تھے وہ جیسے بگڑنے لگے اب
ہری کھیتیاں جل گئیں لہلہا کر
گھٹا کھل گئی سارے عالم میں چھا کر

نہ ثروت رہی اُنکی قائم نہ عزت　　گئے چھوڑ ساتھ اُن کا اقبال و دولت
ہوئے علم و فن اُنسے ایک ایک رخصت　　مٹیں خوبیاں ساری نوبت بہ نوبت
رہا دین باقی نہ اسلام باقی
اِک اسلام کا رہ گیا نام باقی

ملے کوئی ٹیلا اگر ایسا اونچا　　کہ آتی ہو وھاں سے نظر ساری دُنیا
چڑھے اُسپہ پھر اک خرد مند دانا　　کہ قدرت کے دنگل کا دیکھے تماشا
تو قوموں میں فرق اسقدر پائیگا وہ
کہ عالم کو زیر و زبر پائیگا وہ

وہ دیکھے گا ہر سو ہزاروں چمن وھاں　　بہت تازہ تر صورت باغ رضواں
بہت اُنسے کمتر پہ سرسبز و خنداں　　بہت خشک اور بے طراوت پہ گریاں
نہیں لائے گو برگ و بار اُنکے پودے
نظر آتے ہیں ہونہار اُنکے پودے

پھر اک باغ دیکھے گا اُجڑا سراسر　　جہاں خاک اڑتی ہے ہر سو برابر
نہیں تازگی کا کہیں نام جس پر　　ہری ٹہنیاں جھڑ گئیں جسکی جل کر
نہیں پھول پھل جسمیں آنیکے قابل
ہوئے روکھ جسکے جلانیکے قابل

جہاں زہر کا کام کرتا ہے باراں　　جہاں آکے دیتا ہے رُو ابر نیساں
تردد سے جو اور ہوتا ہے ویراں　　نہیں راس جس کو خزاں ور بہاراں
یہ آواز پیہم وہاں آرہی ہے
کہ اسلام کا باغ ویراں یہی ہے

وہ دینِ حجازی کا بیباک بیڑا　　نشاں جس کا اقصائے عالم میں پہنچا
مزاحم ہوا کوئی خطرہ نہ جس کا　　نہ عمّاں میں ٹھٹکا نہ قلزم میں جھجکا
کئے پے سپر جس نے ساتوں سمندر
وہ ڈوبا دہانے میں گنگا کے آکر

اگر کان دھر کر سنیں اہلِ عبرت　　تو سیلوں سے تا بہ کشمیر و تبت
زمیں دکھن پھول پھل ریت پربت　　یہ فریاد سب کر رہے ہیں بحسرت
کہ کل فخر تھا جن سے اہلِ جہاں کو
لگا اُن سے عیب آج ہندوستاں کو

حکومت نے تم سے کیا گر کنارا　　تو اس میں نہ تھا کچھ تمہارا اجارا
زمانہ کی گردش سے ہے کس کو چارا　　کبھی یہاں سکندر کبھی یہاں ہے دارا
نہیں بادشاہی کچھ آخر خدائی
جو ہے آج اپنی تو کل ہے پرائی

ہوئی مقتضی جب کہ حکمت خدا کی　　کہ اقلیم جاری ہو خیر الورٰے کی
پڑی دھوم عالم میں دینِ ہدٰے کی　　تو عالم کی تم کو حکومت عطا کی
کہ پھیلاؤ دنیا میں حکمِ شریعت
کرو ختم بندوں پہ مالک کی حجت

ادا کر چکی جب حق اپنا حکومت　　رہی اب نہ اسلام کو اُس کی حاجت
مگر حیف اے فخرِ آدم کی اُمت　　ہوئی آدمیت بھی ساتھ اُسکے رخصت
حکومت تھی گویا کہ اک جھول تم پر
کہ اُڑتے ہی اُسکے نکل آئے جوہر

زمانہ میں ہیں ایسی قومیں بہت سی — نہیں جن میں تخصیص فرماندہی کی
پر آفت کہیں ایسی آئی نہ ہوگی — کہ گھر گھر یہ یہاں چھا گئی آکے پستی

چکور اور شہباز سب اوج پر ہیں
مگر ایک ہم ہیں کہ بے بال و پر ہیں

وہ ملت کہ گردوں پہ جسکا قدم تھا — ہر ایک کھونٹ میں جسکا برپا علم تھا
وہ فرقہ جو آفاق میں محتشم تھا — وہ اُمت لقب جس کا خیر الامم تھا

نشاں اُس کا باقی ہے صرف اسقدر یہاں
کہ گنتے ہیں اپنے کو ہم بھی مسلماں

وگرنہ ہماری رگوں میں لہو میں — ہمارے ارادوں میں اور جستجو میں
دلوں میں زبانوں میں اور گفتگو میں — طبیعت میں فطرت میں عادت میں خو میں

نہیں کوئی ذرہ نجابت کا باقی
اگر ہو کسی میں تو ہے اتفاقی

ہماری ہر اک بات میں سفلہ پن ہے — کمینوں سے بدتر ہمارا چلن ہے
لگا نام آبا کو ہم سے گہن ہے — ہمارا قدم ننگ اہل وطن ہے

بزرگوں کی توقیر کھوئی ہے ہم نے
عرب کی شرافت ڈبوئی ہے ہم نے

نہ قوموں میں عزت نہ جلسوں میں وقعت — نہ اپنوں سے الفت نہ غیروں سے ملت
مزاجوں میں سستی دماغوں میں نخوت — خیالوں میں پستی کمالوں سے نفرت

عداوت نہاں دوستی آشکارا
غرض کی تواضع غرض کی مدارا

نہ اہلِ حکومت کے ہمراز ہیں ہم — نہ درباریوں میں سرافراز ہیں ہم
نہ علموں میں شایانِ اعزاز ہیں ہم — نہ صنعت میں حرفت میں ممتاز ہیں ہم
نہ رکھتے ہیں کچھ منزلت نوکری میں
نہ حصہ ہمارا ہے سوداگری میں

تنزّل نے کی ہے بُری گت ہماری — بہت دور پہنچی ہے نکبت ہماری
گئی گذری دُنیا سے عزت ہماری — نہیں کچھ اُبھرنے کی صورت ہماری
پڑے ہیں اک امید کے ہم سہارے
توقع پہ جنت کی جیتے ہیں سارے

سیاحت کی گوں ہیں نہ مردِ سفر ہیں — خدا کی خدائی سے ہم بے خبر ہیں
یہ دیواریں گھر کی جو پیشِ نظر ہیں — یہی اپنے نزدیک حدِّ بشر ہیں
ہیں تالاب میں مچھلیاں کچھ فراہم
وہی اُنکی دُنیا وہی اُن کا عالم

بہشت اور ارم سلسبیل اور کوثر — پہاڑ اور جنگل جزیرے سمندر
اسی طرح کے اور بھی نام اکثر — کتابوں میں پڑھتے رہے ہیں برابر
پہ جبتک نہ دیکھیں کہیں کس یقیں سے
کہ یہ آسماں پر ہیں یا ہیں زمیں پر

وہ بے مول پونجی کہ ہے اصل دولت — وہ شائستہ ملکوں کا گنجِ سعادت
وہ آسودہ قوموں کا راس البضاعت — وہ دولت کہ ہے وقت جس سے عبارت
نہیں اُسکی وقعت نظر میں ہماری
یونہیں مفت جاتی ہے برباد ساری

اگر ہم سے مانگے کوئی ایک پیسا   تو ہوگا کم و بیش بار اُس کا دینا
مگر ہاں وہ سرمایۂ دین و دُنیا   کہ ایک ایک لمحہ ہے انمول جسکا
نہیں کرتے خست اڑانے میں اُسکے
بہت ہم سخی ہیں لٹانے میں اُسکے

اگر سانس دن رات کے سب گنیں ہم   تو نکلیں گے انفاس ایسے بہت کم
کہ ہو جن میں کل کے لئے کچھ فراہم   یونہیں گزرے جاتے ہیں دن رات پیہم
نہیں کوئی گویا خبردار ہم میں
کہ یہ سانس آخر ہیں اب کوئی دم میں

گڈرئے کا وہ حکم بردار کتا   کہ بھیڑوں کی ہر دم ہے رکھوال کرتا
جو ریوڑ میں ہوتا ہے پتے کا کھڑکا   تو وہ شیر کی طرح پھرتا ہے بپھرا
گر انصاف کیجے تو ہے ہم سے بہتر
کہ غافل نہیں فرض سے اپنے دم بھر

وہ قومیں جو سب راہیں طے کر چکی ہیں   ذخیرے ہر اک جنس کے بھر چکی ہیں
ہر اک بوجھ بار اپنے سر دھر چکی ہیں   ہوئیں تب ہیں زندہ کہ جب مر چکی ہیں
اُسی طرح راہ طلب میں ہیں پویا
بہت دور ابھی اُنکو جانا ہے گویا

کسی وقت جی بھر کے سوتے نہیں وہ   کبھی سیر محنت سے ہوتے نہیں وہ
بضاعت کو اپنی ڈبوتے نہیں وہ   کوئی لمحہ بیکار کھوتے نہیں وہ
نہ چلنے سے تھکتے نہ اکتاتے ہیں وہ
بہت بڑھ گئے اور بڑھے جاتے ہیں وہ

مگر ہم کہ اب تک جہاں تھے وہیں ہیں — جمادات کی طرح بارِ زمیں ہیں
جہاں میں ہیں ایسے کہ گویا نہیں ہیں — زمانہ سے کچھ ایسے فارغ نشیں ہیں
کہ گویا ضروری تھا جو کام کرنا
وہ سب کر چکے ایک باقی ہے مرنا

یہاں اور ہیں جتنی قومیں گرامی — خود اقبال ہے آج اُن کا سلامی
تجارت میں ممتاز دولت میں نامی — زمانہ کے ساتھی ترقی کے حامی
نہ فارغ ہیں اولاد کی تربیت سے
نہ بے فکر ہیں قوم کی تقویت سے

دکاں اُنکی ہے اور بازار اُن کا — بنج اُن کا ہے اور بیوپار اُن کا
زمانہ میں پھیلا ہے بیوپار اُن کا — ہے پیر و جواں بر سرِ کار اُن کا
مدار اہلکاری کا ہے اب اُنھیں پر
اُنھیں کے ہیں اور اُنھیں کے ہیں دفتر

معزز ہیں ہر ایک دربار میں وہ — گرامی ہیں ہر ایک سرکار میں وہ
نہ رسوا ہیں عادات و اطوار میں وہ — نہ بدنام گفتار و کردار میں وہ
نہ پیشہ سے حرفہ سے انکار اُن کو
نہ محنت مشقت سے کچھ عار اُن کو

جو گرتے ہیں گر کر سنبھل جاتے ہیں وہ — پڑے زد تو بچ کر نکل جاتے ہیں وہ
ہر اک سانچے میں جا کے ڈھل جاتے ہیں وہ — جہاں رنگ بدلا بدل جاتے ہیں وہ
ہر اک وقت کا مقتضیٰ جانتے ہیں
زمانہ کے تیور وہ پہچانتے ہیں

مگر ہے ہماری نظر اتنی اونچی کہ یکساں ہے وہاں بلندی و پستی
نہیں اب تک اصلا خبر ہم کو یہ بھی کہ ہے کون مُردار گُشیا ترقی
جدھر کھول کر آنکھ ہم دیکھتے ہیں
زمانہ کو اپنے سے کم دیکھتے ہیں

زمانہ کا دن رات ہے یہ اشارا کہ ہے آشتی میں مری یہاں گزارا
نہیں پیروی جن کو میری گوارا مجھے اُن سے کرنا پڑے گا کنارا
سدا ایک ہی رُخ نہیں ناؤ چلتی
چلو تم اُدھر کو ہوا ہو جدھر کی

چمن میں ہوا آچکی ہے خزاں کی پھری ہے نظر دیر سے باغباں کی
صدا اور ہے بلبل نغمہ خواں کی کوئی دم میں حالت ہے اب گلستاں کی
تباہی کے خواب آ رہے ہیں نظر سب
مصیبت کی ہے آنیوالی سحر اب

فلاکت جسے کہئے اُم الجرائم نہیں رہتے ایمان پہ دل جس سے قائم
بناتی ہے انسان کو جو بہائم مُصلّی ہیں دل جمع جس سے نہ صائم
وہ یوں اہل اسلام پر چھا رہی ہے
کہ مسلم کی گویا نشانی یہی ہے

کہیں مکر کے گُر سکھاتی ہے ہم کو کہیں جھوٹ کی لو لگاتی ہے ہم کو
خیانت کی چالیں سجھاتی ہے ہم کو خوشامد کی گھاتیں بتاتی ہے ہم کو
فسوں جب یہ باقی نہیں کارگر وہ
تو کرتی ہے آخر کو دریوزہ گر وہ

یہاں جتنی قومیں ہمارے سوا ہیں — ہزار اُنمیں خوش ہیں تو دو بینوا ہیں
یہاں لاکھ میں دو اگر اغنیا ہیں — تو سو نیم بسمل ہیں باقی گدا ہیں

ذرا کام غیرت کو فرمائیں گر ہم
تو سمجھیں کہ ہیں پست و ذل کسقدر ہم

بگاڑے ہیں گردش نے جو خاندانی — نہیں جانتے بسکہ روٹی کمانی
دلوں میں ہے یہ یکقلم سب نے ٹھانی — کہ کیجے بسر مانگ کر زندگانی

جہاں قدر دانوں کا ہیں کھوج پاتے
پہنچتے ہیں وھاں مانگتے اور کھاتے

کہیں باپ دادا کا ہیں نام لیتے — کہیں روشناسی سے ہیں کام لیتے
کہیں جھوٹے وعدوں پہ ہیں دام لیتے — یونہیں ہیں وہ دے دیکے دم دام لیتے

بزرگوں کے نازاں ہیں جس نام پر وہ
اُسے بیچتے پھرتے ہیں در بدر وہ

یہ ہیں ڈھنگ اُن تازہ آفت زدوں کے — بہت کم زمانہ ہوا جن کو بگڑے
ابھی ایک عالم ہے آگاہ جن سے — کہ ہیں کسکے بیٹے وہ اور کسکے پوتے

جنھیں دیس پردیس سب جانتے ہیں
حسب اور نسب جن کا پہچانتے ہیں

مگر مٹ چکا جن کا نام و نشاں ہے — پرانی ہوئی جن کی اب داستاں ہے
فسانوں میں قصّوں میں جنکا بیاں ہے — بہت نسل پر تنگ اُنکی جہاں ہے

نہیں اُنکی قدر اور پرسش کہیں اب
انھیں بھیک تک کوئی دیتا نہیں اب

بہت آگ چلموں کی سلگانے والے | بہت گھاس کی گٹھڑیاں لانیوالے
بہت دربدر مانگ کر کھانیوالے | بہت فاقے کر کر کے مرجانیوالے

جو پوچھو کہ کس کان کے ہیں وہ جوہر
تو نکلیں گے نسلِ ملوک اُن میں اکثر

انھیں کے بزرگ ایک دن حکمراں تھے | انھیں کے پرستار پیر و جواں تھے
یہی مامنِ عاجز و ناتواں تھے | یہی مرجع دیلم و اصفہاں تھے

یہی کرتے تھے ملک کی گلہ بانی
انھیں کے گھروں میں تھی صاحبقرانی

یہ اے قومِ اسلام عبرت کی جا ہے | کہ شاہوں کی اولاد دردر گدا ہے
جسے سنیئے افلاس میں مبتلا ہے | جسے دیکھئے مفلس و بینوا ہے

نہیں کوئی اُنھیں کمانیکے قابل
اگر ہیں تو ہیں مانگ کھانیکے قابل

نہیں مانگنے کا طریق ایک ہی یہاں | گدائی کی ہیں صورتیں نت نئی یہاں
نہیں حصر کنگلوں پہ گدیہ گری یہاں | کوئی دے تو منگتوں سے ہے کیا کمی یہاں

بہت ہاتھ پھیلائے زیرِ ردا ہیں
چھپے اُجلے کپڑوں میں اکثر گدا ہیں

بہت آپکو کہہ کے مسجد کے بانی | بہت بنکے خود سیدِ خاندانی
بہت سیکھ کر نوحہ و سوزخوانی | بہت مدح میں کر کے رنگیں بیانی

بہت آستانوں کے خدام بن کر
پڑے مانگتے کھاتے پھرتے ہیں در در

مشقت کو محنت کو جو عار سمجھیں — ہنر اور پیشہ کو جو خوار سمجھیں
تجارت کو کھیتی کو دشوار سمجھیں — فرنگی کے پیسے کو مردار سمجھیں
تن آسانیاں چاہیں اور آبرو بھی
وہ قوم آج ڈوبے گی گر کل نہ ڈوبی

کریں نوکری بھی تو بے عزتی کی — جو روٹی کمائیں تو بے حرمتی کی
کہیں پائیں خدمت تو بے غیرتی کی — قسم کھائیے ان کی خوش قسمتی کی
امیروں کے بنتے ہیں جب یہ مصاحب
تو جاتے ہیں ہو کر حمیت سے تائب

کہیں اُن کی صحبت میں گانا بجانا — کہیں مسخرہ بن کے ہنسنا ہنسانا
کہیں پھبتیاں کہہ کے انعام پانا — کہیں چھیڑ کر گالیاں سب سے کھانا
یہ کام اَور بھی کرتے ہیں پر نہ ایسے
مسلمان بھائی سے بن آئیں جیسے

امیروں کا عالم نہ پوچھو کہ کیا ہے — خَمیر اُن کا اور اُنکی طینت جدا ہے
سزاوار ہے اُن کو جو ناسزا ہے — روا ہے اُنھیں سب کو جو ناروا ہے
شریعت ہوئی ہے نکونام اُن سے
بہت فخر کرتا ہے اسلام اُن سے

ہر اک بول پر اُن کے مجلس فدا ہے — ہر اک بات پر وہاں درست اور بجا ہے
نہ گفتار میں اُن کے کوئی خطا ہے — نہ کردار اُن کا کوئی ناسزا ہے
وہ جو کچھ کہ کہتے ہیں کہہ سکے کون اُن کو
بنایا ندیموں نے فرعون اُن کو

وہ دولت کہ ہے مایۂ دین و دنیا — وہ دولت کہ ہے توشۂ راہ عقبیٰ
سُلیماں نے کی جس کی حق سے تمنا — بڑھا جس سے آفاق میں نام کسریٰ
کیا جس نے حاتم کو مشہور دوراں
کیا جس نے یوسف کو مسجودِ اخواں

ملا ہے یہ فخر اُس کو اِن کی بدولت — کہ سمجھی گئی ہے وہ اصلِ شقاوت
کہیں ہے وہ سرمایۂ جہل و غفلت — کہیں نشۂ بادۂ کبر و نخوت
جہاں کے لئے جو کہ آبِ بقا ہے
وہ اِس قوم کے حق میں سمّی ہوا ہے

اِدھر مال و دولت نے یہاں مُنہ دکھایا — اُدھر ساتھ ساتھ اُس کے ادبار آیا
پڑا آکے جس گھر پہ ثروت کا سایا — عمل وہاں سے برکت نے اپنا اُٹھایا
نہیں راس یہاں چار پیسے کسی کو
مُبارک نہیں جیسے پر چیونٹی کو

سمجھتے ہیں سب عیب جن عادتوں کو — بہا ہم سے نسبت ہے جن سیرتوں کو
چھپاتے ہیں اوباش جن خصلتوں کو — نہیں کرتے اجلاف جن حرکتوں کو
وہ یہاں اہلِ دولت کو ہیں شیرِ مادر
نہ خوفِ خدا ہے نہ شرمِ پیمبر

طبیعت اگر لہو و بازی پہ آئی — تو دولت بہت سی اسی میں لُٹائی
جو کی حضرتِ عشق نے رہنمائی — تو کر دی بھرے گھر کی دم میں صفائی
پھر آخر لگے مانگنے اور کھانے
یونہیں مٹ گئے یہاں ہزاروں گھرانے

نہ آغاز پر اپنے غور اُن کو اصلا   نہ انجام کا اپنے کچھ اُن کو کھٹکا
نہ فکر اُن کو اولاد کی تربیت کا   نہ کچھ ذلّتِ قوم کی اُن کو پروا
نہ حق کوئی دنیا پہ ان کا نہ دیں کا
خدا کو وہ کیا مُنہ دکھائینگے جا کر

کسی قوم کا جب اُلٹتا ہے دفتر   تو ہوتے ہیں مسخ اُن میں پہلے تونگر
کمال اُن میں رہتے ہیں باقی نہ جوہر   نہ عقل اُنکی ہادی نہ دیں اُن کا رہبر
نہ دنیا میں ذلت نہ عزت کی پروا
نہ عقبےٰ میں دوزخ نہ جنّت کی پروا

نہ مظلوم کی آہ و زاری سے ڈرنا   نہ مفلوک کے حال پر رحم کرنا
ہوا و ہوس میں خودی سے گذرنا   تعیّش میں جینا نمائش پہ مرنا
سدا خوابِ غفلت میں بیہوش رہنا
دمِ نزع تک خود فراموش رہنا

پریشاں اگر قحط سے اک جہاں ہے   تو بیفکر ہیں کیونکہ گھر میں سماں ہے
اگر باغ اُمّت میں فصلِ خزاں ہے   تو خوش ہیں کہ اپنا چمن گلفشاں ہے
بنی نوعِ انساں کا حق اُنپہ کیا ہے
وہ اِک نوع نوعِ بشر سے جدا ہے

کہاں بندگانِ ذلیل اور کہاں وہ   بسر کرتے ہیں بے غم قوت و ناں وہ
پہنتے نہیں جز سمور و کتاں وہ   مکاں رکھتے ہیں رشکِ خلدِ جناں وہ
نہیں چلتے وہ بے سواری قدم بھر
نہیں رہتے بے نغمۂ و ساز دم بھر

کمر بستہ ہیں لوگ خدمت میں اُنکی — گل و لالہ رہتے ہیں صحبت میں اُنکی
نفاست بھری ہے طبیعت میں اُنکی — نزاکت سو داخل ہے عادت میں اُنکی
دواؤں میں مُشک اُنکی اُٹھتا ہے ڈھیروں
وہ پوشاک میں عطر ملتے ہیں سیروں

یہ ہو سکتے ہیں اُن کے ہمجنس کیونکر — نہیں چین جن کو زمانہ سے دم بھر
سواری کو گھوڑا نہ خدمت کو نوکر — نہ رہنے کو گھر اور نہ سونے کو بستر
پہننے کو کپڑا نہ کھانے کو روٹی
جو تدبیر اُلٹی تو تقدیر کھوٹی

یہ پہلا سبق تھا کتابِ ہُدےٰ کا — کہ ہے ساری مخلوق کُنبہ خدا کا
وہی دوست ہے خالقِ دوسرا کا — خلائق سے ہے جس کو رشتہ ولا کا
یہی ہے عبادت یہی دین و ایماں
کہ کام آئے دنیا میں انساں کے انساں

عمل جن کا تھا اس کلامِ متیں پر — وہ سرسبز ہیں آج روئے زمیں پر
تفوّق ہے اُنکو کہیں و مہیں پر — مدار آدمیت کا ہے اب اُنھیں پر
شریعت کے جو ہمنے پیمان توڑے
وہ لیجا کے سب اہلِ مغرب نے جوڑے

سمجھتے ہیں گمراہ جن کو مسلماں — نہیں جن کو عقبےٰ میں امید غفراں
نہ حصہ میں فردوس جنکے نہ رضواں — نہ تقدیر میں حور جن کے نہ غلماں
پس از مرگ دوزخ ٹھکانا ہے جنکا
حمیم آب و زقوم کھانا ہے جن کا

وہ ملک اور ملت پہ اپنی فدا ہیں — سب آپس میں ایک اک کے حاجت روا ہیں
اولوالعلم ہیں اُن میں یا اغنیا ہیں — طلبگار بہبودِ خلقِ خدا ہیں

یہ تمغا تھا گویا کہ بس اُنھیں کا
کہ حب الوطن ہے نشاں مومنیں کا

امیروں کی دولت غریبوں کی ہمت — ادیبوں کی انشا حکیموں کی حکمت
فصیحوں کے خطبے شجاعوں کی جرأت — سپاہی کے ہتیار شاہوں کی طاقت

دلوں کی امیدیں اُمنگوں کی خوشیاں
سب اہل وطن اور وطن پر فیضاں

عروج اُنکا جو تم عیاں دیکھتے ہو — جہاں میں اُنھیں کامراں دیکھتے ہو
مطیع اُنکا سارا جہاں دیکھتے ہو — اُنھیں برتر از آسماں دیکھتے ہو

یہ ثمرے ہیں اُنکی جوانمردیوں کے
نتیجے ہیں آپس کی ہمدردیوں کے

غنی ہم میں ہیں جو کہ ارباب ہمت — مسلّم ہے عالم میں جن کی سخاوت
اگر ہے مشایخ سے اُن کو عقیدت — تو ہے پیرزادوں پہ وقف اُنکی دولت

نکمّے ہیں دن رات وہاں عیش کرتے
یہ نوکر ہیں جتنے وہ بھوکے ہیں مرتے

عمل واعظوں کے اگر قول پر ہے — تو بخشش کی اُمید بے صرف زر ہے
نماز اور روزہ کی عادت اگر ہے — تو روز حساب اُنکو پھر کس کا ڈر ہے

اگر شہر میں کوئی مسجد بنا دی
تو فردوس میں نیو اپنی جما دی

عمارت کی بنیاد ایسی اُٹھائی　　نہ نکلے کہیں ملک میں جس کا ثانی
تماشوں میں ثروت بڑوں کی اُڑائی　　نمایش میں دولت خدا کی لُٹائی
چھٹی بیاہ میں کرنے لاکھوں کے ساماں
یہ ہیں اُنکے ارماں یہ ہیں اُنکی خوشیاں

مگر دین برحق کا بوسیدہ ایواں　　تزلزل میں مدت سے ہیں جسکے ارکاں
زمانہ میں ہے جو کوئی دن کا مہماں　　نہ پائیں گے ڈھونڈا جسے پھر مسلماں
عزیزوں نے اُس سے توجہ اُٹھالی
عمارت کا ہے اُس کی اللہ والی

پڑی ہیں سب اُجڑی ہوئی خانقاہیں　　وہ درویش و سلطاں کی امید گاہیں
کھلی تھیں جہاں علم باطن کی راہیں　　فرشتوں کی پڑتی تھیں جن پر نگاہیں
کہاں ہیں وہ جذب الٰہی کے پھندے
کہاں ہیں وہ اللہ کے پاک بندے

وہ علم شریعت کے ماہر کدھر ہیں　　وہ اخبار دیں کے مبصر کدھر ہیں
اصولی کدھر ہیں مناظر کدھر ہیں　　محدث کہاں ہیں مفسر کدھر ہیں
وہ مجلس جو کل سربسر تھی چراغاں
چراغ اب کہیں ٹمٹماتا نہیں واں

مدارس وہ تعلیم دیں کے کہاں ہیں　　مراحل وہ علم و یقیں کے کہاں ہیں
وہ ارکان شرع متیں کے کہاں ہیں　　وہ وارث رسول امیں کے کہاں ہیں
رہا کوئی اُمت کا ملجا نہ ماوے
نہ قاضی نہ مفتی نہ صوفی نہ مُلا

کہاں ہیں وہ دینی کتابوں کے دفتر　　کہاں ہیں وہ علمِ الٰہی کے مظہر
چلی ایسی اس بزم میں بادِ صرصر　　بجھیں مشعلیں نورِ حق کی سراسر
رہا کوئی ساماں نہ مجلس میں باقی
صراحی نہ طنبور مطرب نہ ساقی

بہت لوگ بن کر ہوا خواہِ اُمت　　سفیہوں سے منوا کے اپنی فضیلت
سدا گاؤں در گاؤں نوبت بہ نوبت　　پڑے پھرتے ہیں کرتے تحصیلِ دولت
یہ ٹھیرے ہیں اسلام کے رہنما اب
لقب انکا ہے وارثِ انبیا اب

بہت لوگ پیروں کی اولاد بن کر　　نہیں ذات والا میں کچھ جنکے جوہر
بڑا فخر ہے جنکو لے دے کے اس پر　　کہ تھے اُنکے اسلاف مقبولِ داور
کرشمے ہیں جا جا کے جھوٹے دکھاتے
مُریدوں کو ہیں لوٹتے اور کھاتے

یہ ہیں جادہ پیمائے راہِ طریقت　　مقام انکا ہے ماورائے شریعت
انھیں پر ہے ختم آج کشف و کرامت　　انھیں کے ہے قبضہ میں بندوں کی قسمت
یہی ہیں مُراد اور یہی ہیں مرید اب
یہی ہیں جُنید اور یہی بایزید اب

بڑھے جس سے نفرت وہ تحریر کرنی　　جگر جس سے شق ہوں وہ تحریر کرنی
گنہگار بندوں کی تحقیر کرنی　　مسلمان بھائی کی تکفیر کرنی
یہ ہے عالموں کا ہمارے طریقہ
یہ ہے ہادیوں کا ہمارے سلیقہ

کوئی مسئلہ پوچھنے اُن سے جائے　　تو گردن پہ بارِ گراں لے کے آئے
اگر بد نصیبی سے شک اُسمیں لائے　　تو قطعی خطاب اہلِ دوزخ کا پائے
اگر اعتراض اُسکی نکلا زباں سے
تو آنا سلامت ہے دشوار وہاں سے

کبھی وہ گلے کی رگیں ہیں پھلاتے　　کبھی جھاگ پر جھاگ ہیں مُنہ پہ لاتے
کبھی خوک اور سگ ہیں اُسکو بتاتے　　کبھی مارنے کو عصا ہیں اُٹھاتے
ستون چشمِ بد دور ہیں آپ دیں کے
نمونہ ہیں خلقِ رسولِ امیں کے

جو چاہے کہ خوش اُنسے ملکر ہو انساں　　تو ہے شرط وہ قوم کا ہو مسلماں
نشاں سجدہ کا ہو جبیں پر نمایاں　　تشرع میں اُس کے نہ ہو کوئی نقصاں
لبیں بڑھ رہی ہوں نہ ڈاڑھی چڑھی ہو
اِزار اپنی حد سے نہ آگے بڑھی ہو

عقائد میں حضرت کا ہمداستاں ہو　　ہر اک اصل میں فرع میں ہمزباں ہو
حریفوں سے اُنکے بہت بدگماں ہو　　مُریدوں کا اُنکے بڑا مدح خواں ہو
گر ایسا نہیں ہے تو مردودِ دیں ہے
بزرگوں سے ملنے کے قابل نہیں ہے

شریعت کے احکام تھے وہ گوارا　　کہ شیدا تھے اُن پر یہود اور نصاریٰ
گواہ اُن کی نرمی کا قرآں ہے سارا　　خود الدّین یسّر نبی نے پکارا
مگر یہاں کیا ایسا دشوار اُن کو
کہ مومن سمجھنے لگے بار اُن کو

نہ کی اُنکی اخلاق میں رہنمائی　　نہ باطن میں کی اُنکے پیدا صفائی
پہ احکامِ ظاہر کی لی یہ بڑھائی　　کہ ہوتی نہیں اُنسے دم بھر رہائی
وہ دیں جو کہ چشمہ تھا خُلقِ نکو کا
کیا قُلتین اُس کو غسل و وضو کا

سدا اہلِ تحقیق سے دل میں بل ہے　　حدیثوں پہ چلنے میں دیں کا خلل ہے
فتاووں پہ بالکل مدارِ عمل ہے　　ہر اک رائے قرآں کا نعم البدل ہے
کتاب اور سُنت کا ہے نام باقی
خدا اور نبی سے نہیں کام باقی

جہاں مختلف ہوں روایات باہم　　کبھی ہوں نہ سیدھی روایت سے خوش ہم
جسے عقل رکھے نہ ہرگز مسلّم　　اُسے ہر روایت سے سمجھیں مقدّم
سب اس میں گرفتار چھوٹے بڑے ہیں
سمجھ پر ہماری یہ پتھر پڑے ہیں

کرے غیر گر بت کی پوجا تو کافر　　جو ٹھیرائے بیٹا خدا کا تو کافر
کہے آگ کو اپنا قبلہ تو کافر　　کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر
مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں
پرستش کریں شوق سے جسکی چاہیں

نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں　　اماموں کا رُتبہ نبی سے بڑھائیں
مزاروں پہ دن رات نذریں چڑھائیں　　شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دعائیں
نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے
نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

وہ دیں جس سے توحید پھیلی جہاں میں　　ہوا جلوہ گر حق زمین و زماں میں
رہا شرک باقی نہ وہم و گماں میں　　وہ بدلا گیا آکے ہندوستاں میں
ہمیشہ سے اسلام تھا جس پہ نازاں
وہ دولت بھی کھو بیٹھے آخر مسلماں

تعصب کہ ہے دشمنِ نوعِ انساں　　بھرے گھر کئے سیکڑوں جسنے ویراں
ہوئی بزمِ نمرود جس سے پریشاں　　کیا جس نے فرعوں کو نذرِ طوفاں
گیا جوش میں بولہب جسکے کھویا
ابوجہل کا جس نے بیڑا ڈبویا

وہ یہاں اک عجب بھیس میں جلوہ گر ہے　　چھپا جسکے پردہ میں اُس کا ضرر ہے
بھرا زہر جس جام میں سر بسر ہے　　وہ آبِ بقا ہم کو آتا نظر ہے
تعصب کو اک جزوِ دیں سمجھے ہیں ہم
جہنم کو خلدِ بریں سمجھے ہیں ہم

ہمیں بد اعظموں نے یہ تعلیم دی ہے　　کہ جو کام دینی ہے یا دنیوی ہے
مخالف کی ریس اُسمیں کرنی بری ہے　　نشاں غیرتِ دینِ حق کا یہی ہے
نہ ٹھیک اُس کی ہرگز کوئی بات سمجھو
وہ دن کو کہے دن تو تم رات سمجھو

قدم گر رہِ راست پر اُس کا پاؤ　　تو تم ٹھیک رستہ سے کترا کے جاؤ
پڑیں اِس میں جو دقتیں وہ اُٹھاؤ　　لگیں جسقدر ٹھوکریں اسمیں کھاؤ
جو نکلے جہاز اُس کا بچ کر بھنور سے
تو تم ڈالدو ناؤ اندر بھنور کے

اگر مسخ ہو جائے صورت تمھاری ہما تم میں مل جائے سیرت تمھاری
بدل جائے بالکل طبیعت تمھاری سراسر بگڑ جائے حالت تمھاری
تو سمجھو کہ ہے حق کی اک شان یہ بھی
ہے اک جلوۂ نورِ ایمان یہ بھی

نہ اوضاع میں تم سے نسبت کسی کو نہ اخلاق میں تم پہ سبقت کسی کو
نہ حاصل یہ کھانوں میں لذت کسی کو نہ پیدا یہ پوشش یہ زینت کسی کو
تمھیں فضل ہر علم میں برملا ہے
تمھاری جہالت میں بھی اک ادا ہے

کوئی چیز سمجھو نہ اپنی بُری تم رہو بات کو اپنی کرتے بڑی تم
حمایت میں ہو جبکہ اسلام کی تم تو ہو ہر بدی اور گنہ سے بری تم
بدی سے نہیں مومنوں کو مضرت
تمھارے گناہ اور وں کی طاعت

مخالف کا اپنے اگر نام لیجے تو ذکر اُس کا ذلت سے خواری سے کیجے
کبھی بھولکر طرح اس میں نہ دیجے قیامت کو دیکھو گے اس کے نتیجے
گناہوں سے ہوتے ہو گویا مبرّا
مخالف پہ کرتے ہو جب تم تبرّا

نہ سُنّی میں اور جعفری میں ہو اُلفت نہ نعمانی و شافعی میں ہو ملت
وہابی سے صوفی کی کم ہو نہ نفرت مقلّد کرے نامقلّد پہ لعنت
رہے اہل قبلہ میں جنگ ایسی باہم
کہ دین خدا پہ ہنسے سارا عالم

کرے کوئی اصلاح کا گر ارادہ — تو شیطان سے اُس کو سمجھو زیادہ
جسے اپنے مفسد سے ہے اعتقادہ — رہِ حق سے ہے برطرف اُسکا جادہ

شریعت کو کرتے ہیں برباد دونو
ہیں مردود شاگرد و اُستاد دونو

وہ دیں جس نے الفت کی بنیاد ڈالی — کیا طبعِ دوراں کو نفرت سے خالی
بنایا اجانب کو جس نے موالی — ہر اِک قوم کے دل سے نفرت نکالی

عرب اور حبش ترک و تاجیک و دیلم
ہوئے سارے شیر و شکر ملکے باہم

تعصب نے اُس صاف چشمہ کو آکر — کیا بغض کے خار و خس سے مکدّر
بنے خصم جو تھے عزیز اور برادر — نفاق اہلِ قبلہ میں پھیلا سراسر

نہیں دستیاب ایسے اب دس مسلماں
کہ ہو ایک کو دیکھ کر ایک شاداں

ہمارا یہ حق تھا کہ سب یار ہوتے — زمانہ میں یاروں کے غمخوار ہوتے
سب ایک اِک کے باہم مددگار ہوتے — عزیزوں کے غم میں دل افگار ہوتے

جب الفت میں یوں ہوتے ثابت قدم ہم
تو کہہ سکتے اپنے کو خیر الامم ہم

اگر بھولتے ہم نہ قولِ پیمبر — کہ ہیں سب مسلمان باہم برادر
برادر ہے جب تک برادر کا یاور — معین اُس کا ہے خود خداوند داور

تو آتی نہ بیڑے پہ اپنے تباہی
فقیری میں بھی کرتے ہم بادشاہی

وہ گھر جس میں ہوں دل ملے سب کے باہم   خوشی ناخوشی میں ہوں سب یار و ہمدم
اگر ایک خوش دل تو گھر سارا خرم   اگر ایک غمگیں تو دل سب کے پُرغم

مبارک ہے اُس قصرِ شاہنشہی سے
جہاں ایک دل ہو مکدر کسی سے

اگر ہو مدار اِس پہ تحقیق دیں کا   کہ ہے دین والوں کا برتاؤ کیسا
کھرا اُن کا بازار ہے یا کہ کھوٹا   ہے قول و قرار ان کا جھوٹا کہ سچا

تو ایسے نمونے بہت شاذ ہیں یاں
کہ اسلام پہ جن سے قایم ہو بُرہاں

مجالس میں غیبت کا زور اسقدر ہے   کہ آلودہ اِس خون میں ہر بشر ہے
نہ بھائی کو بھائی سے یہاں درگذر ہے   نہ مُلّا کو صوفی کو اس سے حذر ہے

اگر نشۂ مے ہو غیبت میں پنہاں
تو ہشیار پائے نہ کوئی مسلماں

جنھیں چار پیسے کا مقدور ہے یہاں   سمجھتے نہیں ہیں وہ انساں کو انساں
موافق نہیں جن سے ایامِ دوراں   نہیں دیکھ سکتے کسی کو وہ شاداں

نشہ میں تکبر کے ہے چور کوئی
حسد کے مرض میں ہے رنجور کوئی

اگر مرجعِ خلق ہے ایک بھائی   نہیں ظاہرا جس میں کوئی بُرائی
بھلا جس کو کہتی ہے ساری خدائی   ہر اک دل میں عظمت ہے جسکی سمائی

تو پڑتی ہیں اُس پر نگاہیں غضب کی
کھٹکتا ہے کانٹا سا آنکھوں میں سب کی

بگڑتا ہے جب قوم میں کوئی بن کر ابھی بخت و اقبال تھے جسکے یاور
ابھی گردنیں جھکتی تھیں جس کے در پر مگر کر دیا اب زمانے نے بے پر
تو ظاہر میں کڑھتے ہیں خوش ہیں جی میں
کہ ہمدرد ہاتھ آیا اک مفلسی میں

اگر اک جواں مرد ہمدرد انساں کرے قوم پر دل سے جان اپنی قرباں
تو خود قوم اس پر لگائے یہ بہتاں کہ ہے اسکی کوئی غرض اسمیں پنہاں
وگرنہ پڑی کیا کسی کو کسی کی
یہ چالیں سراسر ہیں خود مطلبی کی

نکالے گر ان کی بھلائی کی صورت تو ڈالیں جہانتک بنے اسمیں کھنڈت
سنیں کامیابی میں گر اسکی شہرت تو دل سے تراشیں کوئی تازہ تہمت
منہ اپنا ہو گو دین و دنیا میں کالا
نہو ایک بھائی کا پر بول بالا

اگر پاتے ہیں دو دلوں میں صفائی تو ہیں ڈالتے اسمیں طرح جدائی
ٹھنی دو گروہوں میں جس دم لڑائی تو گویا تمنا ہماری بر آئی
بس اس سے نہیں مشغلہ خوب کوئی
تماشا نہیں ایسا مرغوب کوئی

تغلب میں بدنیتی میں دغا میں نمود اور بناوٹ فریب اور ریا میں
سعایت میں بہتان میں افترا میں کسی بزم بیگانہ و آشنا میں
نہ پاؤ گے رسوا و بدنام ہم سے
بڑھے پھر نہ کیوں شان اسلام ہم سے

خوشامد میں ہم کو وہ قدرت ہے حاصل — کہ انساں کو ہر طرح کرتے ہیں مائل
کہیں احمقوں کو بناتے ہیں عاقل — کہیں ہوشیاروں کو کرتے ہیں غافل

کسی کو اُتارا کسی کو چڑھایا
یونہیں سیکڑوں کو اسامی بنایا

روایات پر حاشیہ اِک چڑھانا — قسم جھوٹے وعدوں پہ سو بار کھانا
اگر مدح کرنا تو حد سے بڑھانا — مذمت پہ آنا تو طوفاں اُٹھانا

یہ ہے روزمرّہ کا یہاں اُنکے عنواں
فصاحت میں بے مثل ہیں جو مسلماں

اُسے جانتے ہیں بڑا اپنا دشمن — ہمارے کرے عیب جو ہم پہ روشن
نصیحت سے نفرت ہے ناصح سے اَن بَن — سمجھتے ہیں ہم رہنماؤں کو رہزن

یہی عیب ہے سب کو کھویا ہے جس نے
ہمیں ناؤ بھر کر ڈبویا ہے جس نے

وہ عہد ہمایوں جو خیر القروں تھا — خلافت کا جب تک کہ قائم ستوں تھا
نبوت کا سایہ ابھی رہنموں تھا — سماں خیر و برکت کا ہر دم فزوں تھا

عدالت کے زیور سے تھے سب مزیّن
پھلا اور پھولا تھا احمد کا گلشن

سعادت بڑی اُس زمانہ کی یہ تھی — کہ جھکتی تھی گردن نصیحت پہ سب کی
نہ کرتے تھے خود قولِ حق سے خموشی — نہ لگتی تھی حق کی اُنھیں بات کڑوی

غلاموں سے ہوجاتے تھے بند آقا
خلیفہ سے لڑتی تھی اک اک بڑھیا

نبی نے کہا تھا جنہیں خیر امت　　جنہیں خلد کی مل چکی تھی بشارت
مسلّم تھی عالم میں جن کی عدالت　　رہا مفتخر جن سے تختِ خلافت
وہ پھرتے تھے راتوں کو چھپ چھپ کے در در
کہ شرمائیں اپنا کہیں عیب سن کر

مگر ہم کہ ہیں دام و دد ہم سے بہتر　　نہ ظاہر کہیں ہم میں خوبی نہ مضمر
نہ اقران و امثال میں ہم موقّر　　نہ اجداد و اسلاف کے ہم ہیں جوہر
نصیحت سے ایسا برا مانتے ہیں
کہ گویا ہم اپنے کو پہچانتے ہیں

نبوّت نہ گر ختم ہوتی عرب پر　　کوئی ہم پہ مبعوث ہوتا پیمبر
تو ہے جیسے مذکور قرآں کے اندر　　ضلالت یہود اور نصاریٰ کی اکثر
یونہیں جو کتاب اس پیمبر پہ آتی
وہ گمراہیاں سب ہماری جتاتی

ہنر ہم میں جو ہیں وہ معلوم ہیں سب　　علوم اور کمالات معدوم ہیں سب
چلن اور اطوار مذموم ہیں سب　　فراغت سے دولت سے محروم ہیں سب
جہالت نہیں چھوڑتی ساتھ دم بھر
تعصب نہیں بڑھنے دیتا قدم بھر

وہ تقویم پارینہ یونانیوں کی　　وہ حکمت کہ ہے اک ڈھکوسلے کی ٹٹی
یقیں جس کو ٹھیرا چکا ہے نکمی　　عمل نے جسے کر دیا آ کے ردی
اسے وحی سے سمجھے ہیں ہم زیادہ
کوئی بات اس میں نہیں کم زیادہ

زبور اور توریت و انجیل و قرآں
بالاجماع ہیں قابلِ نسخ و نسیاں
مگر لکھ گئے جو اصول اہلِ یوناں
نہیں نسخ و تبدیل کا اُن میں امکاں
نہیں مٹتے جب تک کہ آثار دنیا
مٹے گا کبھی کوئی شوشہ نہ اُن کا

نتائج ہیں جو مغربی علم و فن کے
وہ ہیں ہند میں جلوہ گر سو برس سے
تعصب نے لیکن یہ ڈالے ہیں پردے
کہ ہم حق کا جلوہ نہیں دیکھ سکتے
دلوں میں ہیں نقش اہلِ یوناں کی رائیں
جو اب وحی اُترے تو ایماں نہ لائیں

اب اس فلسفہ پر ہیں جو مرنے والے
شفا اور مجسطی کے دم بھرنے والے
ارسطو کی چوکھٹ پہ سر دھرنے والے
فلاطون کی اقتدا کرنے والے
وہ تیلی کے کچھ بیل سے کم نہیں ہیں
پھرے عمر بھر اور جہاں تھے وہیں ہیں

وہ جب کر چکے ختم تحصیل حکمت
بندھی سر پہ دستارِ علم و فضیلت
اگر رکھتے ہیں کچھ طبیعت میں جودت
تو ہے سب سے اُن کی بڑی یہ لیاقت
کہ گر دن کو وہ رات کہدیں زباں سے
تو منوا کے چھوڑیں اُسے اک جہاں سے

سوا اس کے جو آئے اُسکو پڑھادیں
اُنھیں جو کچھ آتا ہے اُسکو بتادیں
وہ سیکھے ہیں جو بولیاں سکھادیں
میاں مٹھو اپنا سا اُس کو بنادیں
یہ لے دیکے ہے علم کا اُنکے حاصل
اسی پر ہے فخر اُنکو بین الاماثل

نہ سرکار میں کام پانے کے قابل — نہ دربار میں لب ہلانے کے قابل
نہ جنگل میں ریوڑ چرانے کے قابل — نہ بازار میں بوجھ اٹھانے کے قابل
نہ پڑھتے تو سو طرح کھاتے کما کر
وہ کھوئے گئے اور تعلیم پا کر

جو پوچھو کہ حضرت نے جو کچھ پڑھا ہے — مراد آپ کی اسکے پڑھنے سے کیا ہے
مفاد اس میں دنیا کا یا دین کا ہے — نتیجہ کوئی یا کہ اس کے سوا ہے
تو مجذوب کی طرح سب کچھ بکیں گے
جواب اس کا لیکن نہ کچھ دے سکیں گے

نہ حجت رسالت پہ لا سکتے ہیں وہ — نہ اسلام کا حق جتا سکتے ہیں وہ
نہ قرآں کی عظمت دکھا سکتے ہیں وہ — نہ حق کی حقیقت بتا سکتے ہیں وہ
دلیلیں ہیں سب آج بیکار انکی
نہیں چلتی توپوں میں تلوار انکی

پڑے اس مشقت میں ہیں وہ سراپا — نتیجہ نہیں انکو معلوم جس کا
گئیں بھول آگے کی بھیڑیں جو بٹیا — اسی راہ پر پڑلیا سارا گلا
نہیں جانتے یہ کہ جاتے کدھر ہیں
گئے بھول رستہ وہ یا راہ پر ہیں

مثال ان کی کوشش کی ہے صاف ایسی — کہ کھائی کہیں بندروں نے جو سردی
ادھر اور ادھر دیر تک آگ ڈھونڈی — کہیں روشنی ان کو پائی نہ اس کی
مگر ایک جگنو چمکتا جو دیکھا
پتنگا اسے آگ کا سب نے سمجھا

لیا جا کے تھام اور سب نے اُسی دم   کیا گھاس پھونس اُس پہ لاکر فراہم
لگے اُس کو سُلگانے سب مل کے باہم   پہ کچھ آگ سلگی نہ سردی ہوئی کم
یونہیں رات ساری اُنھوں نے گنوائی
مگر اپنی محنت کی راحت نہ پائی

گزرتے تھے جو جانور اُس طرف سے   جب اس کشمکش میں اُنھیں دیکھتے تھے
ملامت بہت سخت تھے اُنکو کرتے   کہ شرمائیں وہ زعم باطل سے اپنے
مگر اپنی کد سے نہ باز آتے تھے وہ
ملامت پہ اور اُلٹے غراتے تھے وہ

نہ سمجھے وہ جب تک ہوا دن نہ روشن   اسی طرح جو ہیں حقیقت کے دشمن
نہ جھاڑیں گے گردِ توہم سے دامن   یہ جب ہوگا نورِ سحر لمعہ افگن
بہت جلد ہو جائے گا آشکارا
کہ جگنو کو سمجھے تھے وہ اِک شرارا

وہ طب جس پہ غش ہیں ہمارے اطبا   سمجھتے ہیں جس کو بیاضِ مسیحا
بتانے میں ہے بخل جسکے بہت سا   جسے عیب کی طرح کرتے ہیں اِخفا
فقط چند نسخوں کا ہے وہ سفینہ
چلے آئے ہیں جو کہ سینہ بسینہ

نہ اُن کو نباتات سے آگہی ہے   نہ اصلا خبر معدنیات کی ہے
نہ تشریح کی لَے کسی پر کھلی ہے   نہ علمِ طبیعی نہ کیمسٹری ہے
نہ پانی کا علم اور نہ علمِ ہوا ہے
مریضوں کا اُنکے نگہباں خدا ہے

نہ قانون میں اُنکے کوئی خطا ہے   نہ مخزن میں انگشت رکھنے کی جا ہے
سدیدی نیں لکھا ہے جو کچھ بجا ہے   نفیسی کے ہر قول پر جاں فدا ہے
سلف لکھ گئے جو قیاس اور گماں سے
صحیفے ہیں اُترے ہوئے آسماں سے

وہ شعر اور قصاید کا ناپاک دفتر   عفونت میں سنڈاس سے جو ہے بدتر
زمیں جس سے ہے زلزلہ میں برابر   ملک جس سے شرماتے ہیں آسماں پر
ہوا علم و دیں جس سے تاراج سارا
وہ ہے ہف نظر علم انشا ہمارا

برا شعر کہنے کی گر کچھ سزا ہے   عبث جھوٹ بکنا اگر ناروا ہے
تو وہ محکمہ جس کا قاضی خدا ہے   مقرر جہاں نیک و بد کی جزا ہے
گنہگار واں چھوٹ جائینگے سارے
جہنم کو بھر دینگے شاعر ہمارے

زمانہ میں جتنے قلی اور نفر ہیں   کمائی سے اپنی وہ سب بہرہ ور ہیں
گوئیے امیروں کے نور نظر ہیں   ڈفالی بھی لے آتے کچھ مانگ کر ہیں
مگر اس تپ دِق میں جو مبتلا ہیں
خدا جانے وہ کس مرض کی دوا ہیں

جو سقّے نہ ہوں جی سے جائیں گذر سب   ہو میلا جہاں گم ہوں دھوبی اگر سب
بنے دم پہ گر شہر چھوڑیں نفر سب   جو ٹھہر جائیں مہتر تو گندے ہوں گھر سب
یہ گر جائیں ہجرت جو شاعر ہمارے
کہیں مل کے "خس کم جہاں پاک" سارے

عرب جو تھے پاس اس فن کے باقی ۔ نہ تھا کوئی آفاق میں جن کا ثانی
زمانہ نے جن کی فصاحت تھی مانی ۔ مٹا دی عزیزوں نے انکی نشانی
سب انکے ہنر اور کمالات کھوکر
رہے شاعری کو بھی آخر ڈبو کر

ادب میں پڑی جان انکی زبان سے ۔ جلا دین نے پائی ان کے بیان سے
سناں کے لئے کام انھوں نے لساں سے ۔ زبانوں کے کوچے تھے بڑھکر سناں سے
ہوئے انکے شعروں سے اخلاق صیقل
پڑی انکے خطبوں سے عالم میں ہلچل

خلف انکے یہاں جو کہ جادو بیاں ہیں ۔ فصاحت میں مقبول پیر و جواں ہیں
بلاغت میں مشہور ہندوستاں ہیں ۔ وہ کچھ ہیں تو لے دیکے اس کو یہاں ہیں
کہ تشبیب میں عمر ساری گنوائیں
تو بھانڈ انکی غزلیں مجالس میں گائیں

طوائف کو ازبر ہیں دیوان ان کے ۔ گویوں پہ بیحد ہیں احسان ان کے
نکلتے ہیں تکیوں میں ارمان ان کے ۔ ثنا خوان ہیں ابلیس و شیطان ان کے
کہ عقادل پہ پردے دیے ڈال انھوں نے
ہمیں کر دیا فارغ البال انھوں نے

شریفوں کی اولاد بے تربیت ہے ۔ تباہ انکی حالت بری انکی گت ہے
کسی کو کبوتر اڑانے کی لت ہے ۔ کسی کو بٹیریں لڑانے کی دھت ہے
چرس اور گانجے پہ شیدا ہے کوئی
مدک اور چنڈو کا رسیا ہے کوئی

سدا گرم نفار سے اُن کی صحبت ہر اک رندو اوباش سے اُنکی رِلّت
پڑھے لکھوں کے سایہ سے اُنکو وحشت مدارس سے تعلیم سے اُن کو نفرت

کمینوں کے جرگے میں عمریں گنوانی
انھیں گالیاں دینی اور آپ کھانی

نہ علمی مدارس میں ہیں اُن کو پاتے نہ شائستہ جلسوں میں ہیں آتے جاتے
یہ میلوں کی رونق ہیں جا کر بڑھاتے پڑے پھرتے ہیں دیکھتے اور دکھاتے

کتاب اور معلم سے پھرتے ہیں بھاگے
مگر ناچ گانے میں ہیں سب سے آگے

اگر کیجے اُن پاک شہدوں کی گنتی ہوا جنکے پہلو سے بچکر ہے چلتی
ملی خاک میں جن سے عزت بڑوں کی مٹی خاندانوں کی جن سے بزرگی

تو یہ جسقدر خانہ برباد ہوں گے
وہ سب اِن شریفوں کی اولاد ہونگے

ہوئی اُنکی بچپن میں یوں پاسبانی کہ قیدی کی جیسے کٹے زندگانی
لگی ہونے جب کچھ سمجھ بوجھ سیانی چڑھی بھوت کی طرح سر پر جوانی

بس اب گھر میں دشوار تھمنا ہے اُنکا
اکھاڑوں میں تکیوں میں رمنا ہے اُنکا

نشہ میں مے عشق کے چور ہیں وہ صفِ فوجِ مژگاں میں محصور ہیں وہ
غمِ چشم و ابرو میں رنجور ہیں وہ بہت ہاتھ سے دل کے مجبور ہیں وہ

کریں کیا کہ ہے عشق طینت میں اُنکی
حرارت بھری ہے طبیعت میں اُنکی

اگر شش جہت میں کوئی دلربا ہے   تو دل اُن کا نادیدہ اُس پر فدا ہے
اگر خواب میں کچھ نظر آگیا ہے   تو یاد اُس کی دن رات نام خدا ہے
بھری سب کی وحشت سے روداد ہے یہاں
جسے دیکھیے قیس و فرہاد ہے یہاں

اگر ماں ہے دُکھیا تو اُن کی بلا سے   اپاہج ہے باوا تو اُن کی بلا سے
جو ہے گھر میں فاقہ تو اُن کی بلا سے   جو مرتا ہے کنبا تو اُن کی بلا سے
جنھوں نے لگا لی ہو لَو دلربا سے
غرض پھر اُنھیں کیا رہی ماسوا سے

نہ گالی سے دشنام سے جی چرائیں   نہ جوتی سے بیزار سے ہچکچائیں
جو میلوں میں جائیں تو بجپن دکھائیں   جو محفل میں بیٹھیں تو فتنے اُٹھائیں
لرزتے ہیں اوباش اُنکی ہنسی سے
گریزاں ہیں رند اُن کی ہمسایگی سے

سپوتوں کو اپنے اگر بیاہ دیجے   تو بہوؤں کا بوجھ اپنی گردن پہ لیجے
جو بیٹی کے پیوند کی فکر کیجیے   تو بدراہ ہیں بھانجے اور بھتیجے
یہی جھینکنا گو بگو گھر بگھر ہے
بہو کو ٹھکانا نہ بیٹی کو بر ہے

نہ مطلب نگاری کا ان کو سلیقہ   نہ دربار داری کا ان کو سلیقہ
نہ امیدواری کا ان کو سلیقہ   نہ خدمت گزاری کا ان کو سلیقہ
قلی یا نفر ہو تو کچھ کام آئے
مگر اِن کو کس مد میں کوئی کھپائے

نہیں ملتی روٹی جنھیں پیٹ بھر کے　　وہ گذران کرتے ہیں سو عیب کر کے
جو ہیں اُن میں دو چار آسودہ گھر کے　　وہ دن رات خواہاں ہیں گرباید کے

نمونے یہ اعیان و اشراف کے ہیں
سلف اِنکے وہ تھے خلف اُنکے یے ہیں

وہ اسلام کی پود شاید یہی ہے　　کہ جسکی طرف آنکھ سب کی لگی ہے
بہت جس سے آیندہ چشم بہی ہے　　بقا منحصر جسپہ اسلام کی ہے

یہی جان ڈالے گی باغ کہن میں؟
اسی سے بہار آئیگی اِس چمن میں؟

یہی ہیں وہ نسلیں مبارک ہماری؟　　کہ بخشیں گی جو دین کو استواری؟
کریں گی یہی قوم کی غمگساری؟　　انھیں پر امیدیں ہیں موقوف ساری

یہی شمع اسلام روشن کریں گی
بڑوں کا یہی نام روشن کریں گی

خلف اُن کے الحق اگر یھاں یہی ہیں　　سلف کے اگر فاتحہ خواں یہی ہیں
اگر یادگارِ عزیزاں یہی ہیں　　اگر نسلِ اشراف و اعیاں یہی ہیں

تو یاد اسقدر اُنکی رہ جاے گی یھاں
کہ اک قوم رہتی تھی اس نام کی یھاں

سمجھتے ہیں شائستہ جو آپ کو یھاں　　ہیں آزادی راے پر جو کہ نازاں
چلن پر ہیں جو قوم کے اپنی خنداں　　مسلماں ہیں سب جنکے نزدیک ناداں

جو ڈھونڈو گے یار و سمجھ دار اُن میں
تو نکلیں گے تھوڑے جوانمرد اُن میں

نہ رنج اُن کے افلاس کا اِنکو اصلا ــ نہ فکر اُن کی تعلیم اور تربیت کا
نہ کوشش کی ہمت نہ دینے کو پیسا ــ اُڑانا مگر مفت ایک اِک کا خاکا

کہیں اُن کی پوشاک پر طعن کرنا
کہیں اُن کی خوراک کو نام دھرنا

عزیزوں کی جس بات میں عیب پانا ــ نشانہ اُسے پھبتیوں کا بنانا
شماتت سے دل بھائیوں کا دُکھانا ــ یگانوں کو بیگانہ بن کر چڑانا

نہ کچھ درد کی چوٹ اُنکے جگر میں
نہ قطرہ کوئی خون کا چشم تر میں

جہاز ایک گرداب میں پھنس رہا ہے ــ پڑا جس سے جھکوں میں چھوٹا بڑا ہے
نکلنے کا رستہ نہ بچنے کی جا ہے ــ کوئی اُن میں سوتا کوئی جاگتا ہے

جو سوتے ہیں وہ مست خواب گراں ہیں
جو بیدار ہیں اُن پہ خندہ زناں ہیں

کوئی اُنسے پوچھے کہ اے ہوش والو ــ کس امید پر تم کھڑے ہنس رہے ہو
بُرا وقت بیڑے پہ آنے کو ہے جو ــ نچھوڑے گا سوتوں کو اور جاگتوں کو

بچوگے نہ تم اور نہ ساتھی تمھارے
اگر ناؤ ڈوبی تو ڈوبینگے سارے

غرض عیب کیجے بیاں اپنے کیا کیا ــ کہ بگڑا ہوا یھاں ہے آوے کا آوا
فقیہ اور جاہل ضعیف اور توانا ــ تاسف کے قابل ہے احوال سب کا

مریض ایسے مایوس دُنیا میں کم ہیں
بگڑ کر کبھی جو نہ سنبھلیں وہ ہم ہیں

کسی نے یہ اِک مردِ دانا سے پوچھا　　　کہ نعمت ہے دنیا میں سب سے بڑی کیا
کہا "عقل جس سے ملے دین و دُنیا　　　کہا "گر نہو اُس سے انساں کو بہرہ"
کہا "پھر اہم سب سے علم و ہنر ہے
کہ جو باعثِ افتخارِ بشر ہے"
کہا "گر نہ ہو یہ بھی اُس کو میسّر"　　　کہا "مال و دولت ہے پھر سب سے بڑھ کر"
کہا "در ہو یہ بھی اگر بند اُس پر"　　　کہا "اُس پہ بجلی کا گرنا ہے بہتر"
وہ ننگِ بشر تا کہ ذلت سے چھوٹے
خلائق سب اُسکی نحوست سے چھوٹے

مجھے ڈر ہے اے میرے ہم قوم یارو　　　مبادا کہ وہ ننگِ عالم تمھیں ہو
اگر اسلام کی کچھ حمیّت ہے تمکو　　　تو جلدی سے اُٹھو اور اپنی خبر لو
وگرنہ یہ قول آئے گا راست تمپر
کہ ہونے سے اُنکا نہونا ہے بہتر

رہوگے یونہیں فارغ البال کبتک　　　نہ بدلوگے یہ چال اور ڈھال کبتک
رہے گی نئی پود پامال کب تک　　　نچھوڑوگے تم بھیڑیا چال کب تک
بس اگلے فسانے فراموش کردو
تعصّب کے شعلے کو خاموش کردو

حکومت نے آزادیاں تم کو دی ہیں　　　ترقی کی راہیں سراسر کھلی ہیں
صدائیں یہ ہر سمت سے آرہی ہیں　　　کہ راجا سے پرجا تلک سب سُکھی ہیں
تسلط ہے ملکوں میں امن و اماں کا
نہیں بند رستہ کسی کارواں کا

نہ بدخواہ ہے دین و ایماں کا کوئی — نہ دشمن حدیث اور قرآں کا کوئی
نہ ناقض ہے ملّت کے ارکاں کا کوئی — نہ مانع شریعت کے فرماں کا کوئی
نمازیں پڑھو بے خطر معبدوں میں
اذانیں دھڑلّے سے دو مسجدوں میں

کھلی ہیں سفر اور تجارت کی راہیں — نہیں بند صنعت کی حرفت کی راہیں
جو روشن ہیں تحصیل حکمت کی راہیں — تو ہموار ہیں کسبِ دولت کی راہیں
نہ گھر میں غنیم اور دشمن کا کھٹکا
نہ باہر ہے قزّاق و رہزن کا کھٹکا

مہینوں کے کٹتے ہیں رستے پلوں میں — گھروں سے سوا چین ہے منزلوں میں
ہر اک گوشہ گلزار ہے جنگلوں میں — شب و روز ہے امن قافلوں میں
سفر جو کبھی تھا نمونہ سقر کا
وسیلہ ہے وہ اب سراسر ظفر کا

پہنچتی ہیں ملکوں سے دم دم کی خبریں — چلی آتی ہیں شادی و غم کی خبریں
عیاں ہیں ہر اک برِّ اعظم کی خبریں — کھلی ہیں زمانہ پہ عالم کی خبریں
نہیں واقعہ کوئی پنہاں کہیں کا
ہے آئینہ احوال روئے زمیں کا

کرو قدر اس امن و آزادگی کی — کہ ہے صاف ہر سمت راہِ ترقی
ہر اک راہرو کا زمانہ ہے ساتھی — یہ ہر سو سے آواز پیہم ہے آتی
کہ دشمن کا کھٹکا نہ رہزن کا ڈر ہے
نکل جاؤ رستہ ابھی بے خطر ہے

بہت قافلے دیر سے جا رہے ہیں — بہت بوجھ بار اپنے لدوا رہے ہیں
بہت چل چلاؤ میں گھبرا رہے ہیں — بہت سے نہ چلنے سے پچھتا رہے ہیں
مگر اک تمھیں ہو کہ سوتے ہو غافل
مبادا کہ غفلت میں کھوئی ہو منزل

نہ بدخواہ سمجھو بس اب یاوروں کو — لٹیرے نہ ٹھیراؤ تم رہبروں کو
دو الزام پیچھے نصیحت گروں کو — ٹٹولو ذرا پہلے اپنے گھروں کو
کہ خالی ہیں یا پُر ذخیرے تمھارے
بُرے ہیں کہ اچھے وتیرے تمھارے

امیروں کی تم سُن چکے داستاں سب — چلن ہو چکے عالموں کے بیاں سب
شریفوں کی حالت ہے تم پر عیاں سب — بگڑنے کو تیار بیٹھے ہیں یہاں سب
یہ بوسیدہ گھر اب گرا کا گرا ہے
ستوں مرکز ثقل سے ہٹ چکا ہے

یہ جو کچھ ہوا ایک شمّہ ہے اُسکا — کہ جو وقت یاروں پہ ہے آنیوالا
زمانہ نے اونچے سے جسکو گرایا — وہ آخر کو مٹی میں مل کر رہے گا
نہیں گرچہ کچھ قوم میں حال باقی
ابھی اور ہونا ہے پامال باقی

یہاں ہر ترقی کی غایت یہی ہے — سرانجام ہر قوم و ملت یہی ہے
سدا سے زمانہ کی عادت یہی ہے — طلسم جہاں کی حقیقت یہی ہے
بہت یہاں ہوئے خشک چشمے اُبلکر
بہت باغ چھانٹے گئے پھول پھلکر

کہاں ہیں وہ اہرام مصری کے بانی — کہاں ہیں وہ گردان زابلستانی
گئے پیشدادی کدھر اور کیانی — مٹا کر رہی سب کو دُنیائے فانی
لگاؤ کہیں کھوج کلدانیوں کا
بتاؤ نشاں کوئی ساسانیوں کا

وہی ایک ہے جسکو دائم بقا ہے — جہاں کی وراثت اُسی کو سزا ہے
سوا اُسکے انجام سب کا فنا ہے — نہ کوئی رہے گا نہ کوئی رہا ہے
مُسافر یہاں ہیں فقیر اور غنی سب
غلام اور آزاد ہیں رفتنی سب

ضمیمہ

بس اے نااُمیدی نہ یوں دل بجھا تو — جھلک اے اُمید اپنی آخر دکھا تو
ذرا نااُمیدوں کی ڈھارس بندھا تو — فسردہ دلوں کے دل آکر بڑھا تو
ترے دم سے مُردوں میں جانیں پڑی ہیں
جلی کھیتیاں تو نے سرسبز کی ہیں

سفینہ پئے نوح طوفاں میں تو تھی — سکوں بخش یعقوب کنعاں میں تو تھی
زلیخا کی غمخوار ہجراں میں تو تھی — دلآرام یوسف کی زنداں میں تو تھی
مصائب نے جب آکر اُن کو گھیرا
سہارا وہاں سب کو تھا ایک تیرا

بہت ڈوبتوں کو ترایا ہے تو نے　　بگڑتوں کو اکثر بنایا ہے تو نے
اُکھڑتے دلوں کو جمایا ہے تو نے　　اُجڑتے گھروں کو بسایا ہے تو نے
بہت تو نے پستوں کو بالا کیا ہے
اندھیرے میں اکثر اُجالا کیا ہے

قوی تجھ سے ہمت ہے پیر و جواں کی　　بندھی تجھ سے ڈھارس ہے خورد و کلاں کی
تجھی پر ہے بنیاد نظم جہاں کی　　نہ ہو تُو تو رونق نہ ہو اس دُکاں کی
تگاپو ہے ہر مرحلے میں تجھی سے
رَوا رَو ہے ہر قافلے میں تجھی سے

کسانوں سے کلّر میں ہے تو بُواتی　　جہازوں کو گرداب میں ہے کھِواتی
سکندر کو دارا پہ ہے تو چڑھاتی　　فریدوں کو ضحاک سے ہے لڑاتی
چلے سب جدھر تو نے مائل عناں کی
نظر تیری سیٹی پہ ہے کارواں کی

نوازا بہت بے نواؤں کو تو نے　　تونگر بنایا گداؤں کو تو نے
دیا دسترس نارساؤں کو تو نے　　کیا بادشا ناخداؤں کو تو نے
سکندر کو شانِ کئی تو نے بخشی
کلمبس کو دنیا نئی تو نے بخشی

وہ رہرو نہیں رکھتے جو کوئی ساماں　　خور و زاد سے جن کا خالی ہے داماں
نہ ساتھی کوئی جس سے منزل ہو آساں　　نہ محرم کوئی جو سُنے دردِ پنہاں
ترے بل پہ خوش خوش ہیں اس طرح جاتے
کہ جا کر خزانہ ہیں اب کوئی پاتے

زمیں جوتنے کو جب اُٹھتا ہے جوتا   سمیں کا گماں تک نہیں جب کہ ہوتا
شب و روز محنت میں ہے جان کھوتا   مہینوں نہیں پاؤں پھیلا کے سوتا
اگر موجزن اُسکے دل میں نہ تُو ہو
تو دُنیا میں غُل بھُوک کا چار سو ہو

سنبے اِس سے بھی گرسوا اپنے دم پر   بلاؤں کا ہو سامنا ہر قدم پر
پہاڑ اِک فزوں اور ہو کوہِ غم پر   گزرنی ہو جو کچھ گزر جاے ہم پر
نہیں فکر تو دل بڑھاتی ہے جبتک
دماغوں میں تُو تیری آتی ہے جبتک

یہ سچ ہے کہ حالت ہماری زبوں ہے   عزیزوں کی غفلت وہی جوں کی توں ہے
جہالت وہی قوم کی رہنموں ہے   تعصب کی گردن پہ مِلّت کا خوں ہے
مگر اے امید اک سہارا ہے تیرا
کہ جلوہ یہ دُنیا میں سارا ہے تیرا

نہیں قوم میں گرچہ کچھ جان باقی   نہ اُسمیں وہ اسلام کی شان باقی
نہ وہ جاہ و حشمت کے سامان باقی   پر اِس حال میں بھی ہے اک آن باقی
بگڑنے کا گو اونکے وقت آگیا ہے
مگر اس بگڑنے میں بھی اِک ادا ہے

بہت ہیں ابھی جن میں غیرت ہے باقی   دلیری نہیں پر حمیت ہے باقی
فقیری میں بھی بو ے ثروت ہے باقی   تہیدست ہیں پر مروت ہے باقی
مٹے پر بھی پندار ہستی وہی ہے
مکاں گرم ہے آگ گو بجھ گئی ہے

سمجھتے ہیں عزت کو دولت سے بہتر | فقیری کو ذلت کی ثروت سے بہتر
گلیم قناعت کو ثروت سے بہتر | انھیں موت ہے بار منت سے بہتر
سر اُن کا نہیں در بدر جھکنے والا
وہ خود پست ہیں پر نگاہیں ہیں بالا

مشابہ ہے قوم اُس مریض جواں سے | کیا ضعف نے جسکو مایوس جاں سے
نہ بستر سے حرکت نہ جنبش مکاں سے | اجل کے ہیں آثار جس پر عیاں سے
نظر آتے ہیں سب مرض جسکے مزمن
نہیں کوئی مہلک مرض اُس کو لیکن

بجا ہیں حواس اُسکے اور ہوش قائم | طبیعت میں میلِ خور و نوش قائم
دماغ اور دل چشم اور گوش قائم | جوانی کا پندار اور جوش قائم
کرے کوئی اُسکی اگر غور کامل
عجب کیا جو ہو جائے زندوں میں شامل

عیاں سب پہ احوال بیمار کا ہے | کہ تیل اُسمیں جو کچھ تھا سب جل چکا ہے
موافق دوا ہے نہ کوئی غذا ہے | ہزال بدن ہے زوالِ قویٰ ہے
مگر ہے ابھی یہ دیا ٹمٹماتا
بجھا جو کہ ہے یہاں نظر سب کو آتا

یہ سچ ہے کہ ہے قوم میں قحط انساں | نہیں قوم کے پر سب افراد یکساں
سفال و خزف کے ہیں انبار گریاں | جواہر کے ٹکڑے بھی ہیں اُن میں پنہاں
چھپے سنگریزوں میں گوہر بھی ہیں کچھ
ملے ریت میں ریزۂ زر بھی ہیں کچھ

جو بے غم ہیں ان میں تو غمخوار بھی ہیں　　جو بے مہر ہیں کچھ تو کچھ یار بھی ہیں
انہیں غافلوں میں خبردار بھی ہیں　　خرابات میں چند ہشیار بھی ہیں

جماعت سے اپنی نرالے بھی ہیں یہاں
نکمّوں میں کچھ کام والے بھی ہیں یہاں

جو چاہیں پلٹ دیں یہی سب کی کایا　　کہ ایک اک نے ملکوں کو ہے یہاں جگایا
اکیلوں نے ہے قافلوں کو بچایا　　جہازوں کو ہے زور قوں نے ترایا

یونہیں کام دُنیا کا چلتا رہا ہے
دئے سے دیا یونہیں جلتا رہا ہے

یہ سچ ہے کہ ہیں بیشتر ہم میں ناداں　　نہیں جن کے دردِ تعصب کا درماں
جہاں میں ہیں جو اُنکی عزت کے خواہاں　　اُنھیں سے وہ رہتے ہیں دست و گریباں

پہ ایسے بھی کچھ ہوتے جاتے ہیں پیدا
کہ جو خیر خواہوں پہ ہیں اپنے شیدا

کوئی خیر خواہی میں ہے ہمسر اُن کا　　کوئی دست و بازو سے ہے یاور اُنکا
کوئی ہے زباں سے ستائش گر اُن کا　　بہت رکھتے ہیں نقش حُب دل پر اُنکا

بہت اُنکے گُن سنتے ہیں چُپکے چُپکے
بہت سُنکے سر دُھنتے ہیں چُپکے چُپکے

بہت دن سے دریا کا پانی ٹھہرا تھا　　تموّج کا جس میں ہر گز پتا تھا
تغیّر سے یہ حال اُس کا ہوا تھا　　کہ مکروہ تھی بُو تو کڑوا مزا تھا

ہوئی تھی یہ پانی سے زائل روانی
کہ مشکل سے کہہ سکتے تھے اُسکو پانی

پر اب اُسمیں رَو کچھ کچھ آنے لگی ہے — کناروں کو اُسکے ہلانے لگی ہے
ہوا تلاطم کچھ اُٹھانے لگی ہے — عفونت ذرا پانی سے جانے لگی ہے
اگر ہو نہ یہ اِنقلاب اتفاقی
تو دریا میں بس اِک تموّج ہے باقی

حوادث نے آنکھوں ڈرایا ہے کچھ کچھ — مصائب نے نیچا دکھایا ہے کچھ کچھ
ضرورت نے رستہ دکھایا ہے کچھ کچھ — زمانہ کے غل نے جگایا ہے کچھ کچھ
ذرا دست و بازو ہلانے لگے ہیں
وہ سوتے میں کچھ کلبلانے لگے ہیں

رہِ راست پر ہیں وہ کچھ آتے جاتے — تعلّی سے ہیں اپنی شرماتے جاتے
تفاخر سے ہیں اپنے پچھتاتے جاتے — سُراغ اپنا کچھ کچھ ہیں پاتے جاتے
بزرگی کے دعووں سے پھرنے لگے ہیں
وہ خود اپنی نظروں سے گرنے لگے ہیں

نہیں گھاٹ پر گو ترقی کے آتے — نئی بات سے ناک بھوں ہیں چڑھاتے
نئی روشنی سے ہیں آنکھیں چُراتے — مگر ساتھ ہی یہ بھی ہیں کہتے جاتے
کہ دُنیا نہیں گرچہ رہنے کے قابل
پر اس طرح دُنیا میں رہنا ہے مشکل

تنزّل پہ وہ ہاتھ ملنے لگے ہیں — کچھ اِس سوز سے جی پگھلنے لگے ہیں
دُھوئیں کچھ دلوں سے نکلنے لگے ہیں — کچھ آرے سے سینوں پہ چلنے لگے ہیں
وہ غفلت کی راتیں گزرنے کو ہیں اب
نشے جو چڑھے تھے اُترنے کو ہیں اب

نہیں گرچہ کچھ بھی دردِ اسلام اُن کو نہ بہبودیٔ قوم سے کام اُن کو
نہ کچھ فکرِ آغاز و انجام اُن کو برابر ہے ہو صبح یا شام اُن کو
مگر قوم کی سُن کے کوئی مصیبت
اُنھیں کچھ نہ کچھ آ ہی جاتی ہے رقت

خصومت سے ہیں اپنی گو خوار یہاں سب نزاعوں سے باہم کے ہیں ناتواں سب
خود آپس کی چوٹوں سے ہیں خستہ جاں سب یہ ہیں متفق اس پہ پیر و جواں سب
کہ نا اتفاقی نے کھویا ہے ہم کو
اسی جزر و مد نے ڈبویا ہے ہم کو

یہ مانا کہ کم ہم میں ہیں ایسے دانا جنھوں نے حقیقت کو ہے اپنی چھانا
تنزل کو ہے ٹھیک اپنے جانا کہ ہم ہیں کہاں اور کہاں ہے زمانا
یہ اتنا زبانوں پہ ہے سب کی جاری
کہ حالت بُری آج کل ہے ہماری

فرائض میں گو دین کے سب ہیں قاصر نہ مشغولِ باطن نہ پابندِ ظاہر
مساجد سے غائب ملاہی میں حاضر مگر ایسے فاسق ہیں اُن میں نہ فاجر
کہ مذہب پہ حملے ہیں جو ہر طرف سے
وہ دیکھ اُن کو ہٹ جائیں راہِ سلف سے

خود اپنی ہے گو قدر و قیمت گنوائی یہ بھولے نہیں ہیں بڑوں کی بڑائی
جو آپ اُن کی خوبی نہیں کوئی پائی تو ہیں خوبیوں پر انھیں کی فدائی
شرف گو کہ باقی نہیں اُن میں اب کچھ
مگر خواب میں دیکھ لیتے ہیں سب کچھ

ذرا پھر کے پیچھے وہ جب دیکھتے ہیں — وہ اپنا حسب اور نسب دیکھتے ہیں
بزرگوں کا علم و ادب دیکھتے ہیں — سرافرازیٔ جدّ و اب دیکھتے ہیں
تو ہیں فخر سے وہ کبھی سر اُٹھاتے
کبھی ہیں ندامت سے گردن جھکاتے

اگر کچھ بھی باقی ہو یاروں میں ہمت — تو اُن کا ہی افتخار اور ندامت
شگونِ سعادت ہے اور فالِ دولت — کہ آتی ہے کچھ اس سے بوئے حمیت
وہ کھو بیٹھے آخر کمائی بڑوں کی
بھلا دی جنھوں نے بڑائی بڑوں کی

اسیری میں جو گرم فریاد ہیں یہاں — وہی آشیاں کرتے آباد ہیں یہاں
قفس سے وہی ہوتے آزاد ہیں یہاں — چمن کے جنھیں چہچہے یاد ہیں یہاں
وہ شاید قفس ہی میں عمریں گنوائیں
گئیں بھول صحرا کی جن کو فضائیں

بلندی میں ہوں یا کہ پستی میں ہوں ہم — قوی ہوں کہ کمزور افزوں ہوں یا کم
محقر زمانہ میں ہوں یا مکرّم — موخر ہوں اس بزم میں یا مقدّم
عبا میں ہوں پوشیدہ یا شال میں ہوں
کسی رنگ میں ہوں کسی حال میں ہوں

اگر باخبر ہیں حقیقت سے اپنی — تلف کی ہوئی اگلی عظمت سے اپنی
بلندی و پستی کی نسبت سے اپنی — گزشتہ اور آئندہ حالت سے اپنی
تو سمجھو کہ ہے پار کھیوا ہمارا
نہیں دور منجدھار سے کچھ کنارا

الپ ارسلاں سے یہ طغرل نے پوچھا　　کہ قومیں ہیں دُنیا میں جو جلوہ فرما
نشان اُنکی اقبال مندی کے ہیں کیا　　کب اقبال مند اُنکو کہنا ہے زیبا
کہا ملک و دولت ہو ہاتھ اُنکے جبتک
جہاں ہو کمربستہ ساتھ اُنکے جبتک

جہاں جائیں وہ سرخرو ہوکے آئیں　　ظفر ہمعناں ہو جدھر باگ اُٹھائیں
نہ بگڑیں کبھی کام جو وہ بنائیں　　نہ اُکھڑیں قدم جس جگہ وہ جمائیں
کریں مس کو گر مس تو وہ کیمیا ہو
اگر خاک میں ہاتھ ڈالیں طلا ہو

ولیعہد کی جب کہ باتیں سُنیں یہ　　ہنسا سُن کے فرزانہ دوربیں یہ
کہا جانِ عم گپ ہے گو دلنشیں یہ　　مگر شرطِ اقبال ہرگز نہیں یہ
حوادث سہے بن گزارا نہیں یہاں
بلندی و پستی سے چارا نہیں یہاں

بہم ہے کبھی گاہ برہم ہے محفل　　کٹھن ہے کبھی گاہ آساں ہے منزل
زمانہ کی گردش سے بچنا ہی مشکل　　نہ محفوظ ہیں اِس سے مُدبر نہ مقبل
بہت یکہ تازوں کو یہاں گرتے دیکھا
سدا شہسواروں کو یہاں گرتے دیکھا

جہاں سود ہے یہاں وہیں ہے زیاں بھی　　جہاں روشنی ہے وہیں ہے دھواں بھی
سقر بھی ہے یہ خاکداں اور جناں بھی　　بہاریں بھی ہیں اِس چمن میں خزاں بھی
نکھرتے ہیں جو یہاں وہ گدلاتے بھی ہیں
چمکتے ہیں جو یہاں وہ گہناتے بھی ہیں

ضعیف اور قوی ارمنی اور عراقی　　چکھاتا ہے دُردِ قدح سب کو ساقی
یہ اقبال کی ہے رمق جن میں باقی　　یہ سب تلخیاں اُن کی ہیں اتفاقی
بلاؤں میں گھِر کر نکل جاتے ہیں وہ
ذرا ڈگمگا کر سنبھل جاتے ہیں وہ

نہیں ہوتے نیرنگِ گردوں سے حیراں　　ہر اک درد کا ڈھونڈ لیتے ہیں درماں
اُٹھاتے نہیں کچھ حوادث سے نقصاں　　وہ چونک اُٹھتے ہیں دیکھ خوابِ پریشاں
بھڑکتے ہیں افسردہ ہو کر سوا وہ
پھبکتے ہیں پژمردہ ہو کر سوا وہ

پگھلتے ہیں سانچے میں ڈھلنے کی خاطر　　لگاتے ہیں غوطہ اُچھلنے کی خاطر
ٹھہرتے ہیں دم لیکے چلنے کی خاطر　　وہ کھاتے ہیں ٹھوکر سنبھلنے کی خاطر
سبب کو مرض سے سمجھتے ہیں پہلے
اُلجھتے ہیں پیچھے سُلجھتے ہیں پہلے

ضرورت نہیں یہ کہ فرماں روا ہوں　　رعیت ہوں وہ خواہ کشور کشا ہوں
سپاہی ہوں تاجر ہوں یا ناخدا ہوں　　وہ کچھ ہوں یہ اپنے سے واقف ذرا ہوں
کہ ہم کیا ہیں اور کون ہیں اور کہاں ہیں
گھٹے یا بڑھے ہیں سبک یا گراں ہیں

جب آئے اُنھیں ہوش کچھ وقت کھو کر　　رہیں بیٹھ قسمت کو اپنی نہ رو کر
کریں کوششیں سب بہم ایک ہو کر　　رہیں داغِ ذلت کا دامن سے دھو کر
نہ ہو تابِ پرواز گر آسماں تک
تو واں تک اُڑیں ہو رسائی جہاں تک

پڑا ہے وہی وقت اب ہم پہ آ کر کہ اُٹھے ہیں سوتے بہت دن چڑھا کر
سواروں نے کی راہ طے باگ اُٹھا کر گئے قافلے ٹھہر منزل پہ جا کر

گرافتاں و خیزاں سدھارے بھی اب ہم
تو پہنچے بھلا جا کے منزل پہ کب ہم

مگر بیٹھ رہنے سے چلنا ہے بہتر کہ ہے اہلِ ہمت کا اللہ یاور
جو ٹھنڈک میں چلنا نہ آیا میسّر تو پہنچیں گے ہم دھوپ کھا کھا کے سر پر

یہ تکلیف و راحت ہے سب اتفاقی
چلو اب بھی ہے وقت چلنے کا باقی

ہوا کچھ وہی جس نے یہاں کچھ کیا ہے لیا جس نے پھل بیج بو کر لیا ہے
کرو کچھ کہ کرنا ہی کچھ کیمیا ہے مَثل ہے کہ کرنے کی سب بدیا ہے

یونہیں وقت سو سو کے ہیں جو گنواتے
وہ خرگوش کچھووں سے ہیں زک اُٹھاتے

یہ برکت ہے دُنیا میں محنت کی ساری جہاں دیکھیے فیض اسی کا ہے جاری
یہی ہے کلیدِ درِ قفلِ باری اسی پر ہے موقوف عزت تمھاری

اِسی سے ہے قوموں کی یہاں آبرو سب
اِسی پر ہیں مغرور میں اور تو سب

گلستاں میں جو بن گُل و یاسمن کا سماں زلفِ سنبل کی تاب و شکن کا
قدِ دلربا سرو اور نارون کا رخِ جاں فزا لالہ و نسترن کا

غریبوں کی محنت کی ہے رنگ و بو سب
کمیروں کے خوں سے ہیں یہ تازہ رو سب

بلاتے نہ اسکلے اگر دست و بازو　　جہاں عطر حکمت سے ہوتا نہ خوشبو
نہ اخلاق کی وضع ہوتی ترازو　　نہ حق پھیلتا ربع مسکوں میں ہر سو

حقائق یہ سب غیر معلوم رہتے
خدائی کے اسرار مکتوم رہتے

ستارہ شریعت کا تاباں نہ ہوتا　　اثر علم دیں کا نمایاں نہ ہوتا
جدا کفر سے نور ایماں نہ ہوتا　　مساجد میں یوں ورد قرآں نہ ہوتا

خدا کی ثنا معبدوں میں نہ ہوتی
اذاں جا بجا مسجدوں میں نہ ہوتی

نہیں ملتی کوشش سے دنیا ہی تنہا　　کہ ارکان دیں بھی اسی پر ہیں برپا
جنھیں ہو نہ دنیائے فانی کی پروا　　کریں آخرت کا ہی وہ کاش سودا

نہیں ملتے دنیا کی خاطر اگر تم
تو لو دین حق کی ہی اٹھکر خبر تم

بنی نوع میں دو طرح کے ہیں انساں　　تفاوت ہے حالت میں جن کی نمایاں
کچھ ان میں ہیں راحت طلب اور تن آساں　　بدن کے نگہبان بستر کے درباں

نہ محنت پہ مائل نہ قدرت کے قائل
سمجھتے ہیں تنکے کو رستے میں حائل

اگر ہیں تونگر تو بیکار ہیں سب　　اپاہج ہیں روگی ہیں بیمار ہیں سب
تعیش کے ہاتھوں سے لاچار ہیں سب　　تن آسانیوں میں گرفتار ہیں سب

برابر ہے یہاں ان کا ہونا نہ ہونا
نہ کچھ جاگنا ان کا بہتر نہ سونا

اگر ہیں تہیدست اور بے نوا وہ　　تو محنت سے ہیں جی چراتے سدا وہ
نصیبوں کا کرتے ہیں اکثر گلا وہ　　ہلاتے نہیں کچھ مگر دست و پا وہ
اگر بھیک مل جائے قسمت سے اُن کو
تو سو بار بہتر ہے محنت سے اُن کو

نہ جو بے نوا ہیں نہ ہیں کچھ تونگر　　وہ ہیں ڈھور کی طرح قانع اسی پر
کہ کھانے کو ملتا رہے پیٹ بھر کر　　نہیں بڑھتے بس اس سے آگے قدم بھر
ہوئے زیور آدمیت سے عاری
معطل ہوئیں قوتیں اُن کی ساری

نہ ہمت کہ محنت کی سختی اُٹھائیں　　نہ جرأت کہ خطروں کے میداں میں آئیں
نہ غیرت کہ ذلت سے پہلو بچائیں　　نہ عبرت کہ دُنیا کی سمجھیں ادائیں
نہ کل فکر تھا یہ کہ ہیں اسکے پھل کیا
نہ ہے آج پروا کہ ہونا ہے کل کیا

نہیں کرتے کھیتی میں وہ جانفشانی　　نہ ہل جوتتے ہیں نہ دیتے ہیں پانی
پہ جب یاس کرتی ہے دل پر گرانی　　تو کہتے ہیں حق کی ہے نامہربانی
نہیں لیتے کچھ کام تدبیر سے وہ
سدا لڑتے رہتے ہیں تقدیر سے وہ

کبھی کہتے ہیں ہیچ ہیں سب یہ ساماں　　کہ خود زندگی ہے کوئی دن کی مہماں
دھرے سب رہجائینگے کاخ و ایواں　　نہ باقی رہے گی حکومت نہ فرماں
ترقی اگر ہم نے کی بھی تو پھر کیا
یہ بازی اگر جیت لی بھی تو پھر کیا

یہ سرگرم کوشش میں جو روز و شب ہیں   اُٹھاتے سدا بارِ رنج و تعب ہیں
ترقی کے میداں میں سبقت طلب ہیں   نمائش پہ دُنیا کے بھولے یہ سب ہیں
نہیں اِنکو کچھہ اپنی محنت سے لہنا
بناتے ہیں وہ گھر نہیں جس میں رہنا"

کبھی کرتے ہیں عقلِ انساں پہ نفریں   کہ "با وصف کوتاہ بینی ہے خود بیں
وہ تدبیریں اِس طرح کرتی ہے تلقیں   کہ گویا کھُلا اُسپہ ہے سرِ تکویں
مگر سب خیالات ہیں خام اُس کے
ادھورے ہیں جتنے ہیں یہاں کام اُسکے

نہ اسبابِ راحت کی اُسکو خبر کچھہ   نہ آثارِ دولت کی اُس کو خبر کچھہ
نہ عزت نہ ذلت کی اُس کو خبر کچھہ   نہ کلفت نہ راحت کی اُس کو خبر کچھہ
نہ آگاہ اِس سے کہ ہستی ہے شے کا
نہ واقف کہ مقصودِ ہستی سے ہے کیا"

کبھی کہتے ہیں "زہر ہے مال و دولت   اُٹھاتے ہیں جس کے لئے رنج و محنت
اسی سے گناہوں کی ہوتی ہے رغبت   اسی سے دماغوں میں آتی ہے نخوت
یہی حق سے کرتی ہے بندونکو غافل
ہوئے ہیں عذاب اس سے قوموں پہ نازل

کبھی کہتے ہیں "سعی و کوشش سے حاصل؟   کہ مقسوم بن کوششیں سب ہیں باطل
نہیں ہوتی کوشش سے تقدیر زائل   برابر ہیں یہاں محنتی اور کاہل
ہلانے سے روزی کی گر ڈور ہلتی
تو روٹی نکموں کو ہرگز نہ ملتی"

نکموں کے ہیں سب یہ دلکش ترانے　　سُلانے کو قسمت کے رنگیں فسانے
اسی طرح کر کر کے حیلے بہانے　　نہیں چاہتے دست و بازو ہلانے
وہ بھولے ہوئے ہیں عادت خدا کی
کہ حرکت میں ہوتی ہے برکت خدا کی

سُنی تم نے یہ جس جماعت کی حالت　　تنزل کی بنیاد ہے یہ جماعت
بگڑتی ہیں قومیں اسی کی بدولت　　ہوا اسکی ہے مفسدِ ملک و ملت
کیا صور و صیدا کو برباد اسی نے
بگاڑا دمشق اور بغداد اسی نے

جہاں ہے زمیں پر نحوست ہے انکی　　جدھر ہے زمانہ میں نکبت ہے انکی
مصیبت کا پیغام کثرت ہے انکی　　تباہی کا لشکر جماعت ہے انکی
وجود انکا اصل البلیّات ہی یہاں
خدا کا غضب انکی بہتات ہی یہاں

سب ایسے تن آسان و بیکار و کاہل　　تمدن کے حق میں ہیں زہرِ ہلاہل
نہیں انسے کچھ نوعِ انساں کو حاصل　　نہیں انکی صحبت کہ ہے سمّ قاتل
یہ جب پھیلتے ہیں سمٹتی ہے دولت
یہ جوں جوں کہ بڑھتے ہیں گھٹتی ہے دولت

جہاں بڑھ گئی ان کی تعداد حد سے　　ہوئی قوم محجوب سب دام و دد سے
رہا اُس کو بہرہ نہ حق کی مدد سے　　وہ اب بچ نہیں سکتی نکبت کی زد سے
بچو ایسے شوموں کی پرچھائیوں سے
ڈرو ایسے چپ چاپ بینائیوں سے

مگر اک فریق اور ان کے سوا ہے — شرف جنسے نوعِ بشر کو ملا ہے
سب اس بزم میں جن کا نور و ضیا ہے — سب اس باغ کی جن سے نشو و نما ہے

ہوئے جو کہ پیدا ہیں محنت کی خاطر
بنے ہیں زمانہ کی خدمت کی خاطر

نہ راحت طلب ہیں نہ مہلت طلب وہ — لگے رہتے ہیں کام میں روز و شب وہ
نہیں لیتے دم ایک دم بے سبب وہ — بہت جاگ لیتے ہیں سوتے ہیں تب وہ

وہ تھکتے ہیں اور چین پاتی ہے دنیا
کماتے ہیں وہ اور کھاتی ہے دنیا

چنیں گر نہ وہ ہوں کھنڈر کاخ و ایواں — بنیں گر نہ وہ شاہ و کشور ہوں عریاں
جو بوئیں نہ وہ تو ہوں جاندار بے جاں — جو چھانٹیں نہ وہ تو ہوں جنگل گلستاں

یہ چلتی ہے گاڑی انھیں کے سہارے
جو وہ کل سے بیٹھیں تو بے کل ہوں سارے

کھپاتے ہیں کوشش میں تاب و تواں کو — گھلاتے ہیں محنت میں جسمِ رواں کو
سمجھتے نہیں اپنی جاں اپنی جاں کو — وہ مر مر کے رکھتے ہیں زندہ جہاں کو

بس اس طرح جینا عبادت ہے اُن کی
اور اس دھن میں مرنا شہادت ہے اُن کی

مشقت میں عمر اُن کی کٹتی ہے ساری — نہیں آتی آرام کی اُن کے باری
سدا بھاگ دوڑ اُن کی رہتی ہے جاری — نہ آندھی میں عاجز نہ مینہ میں ہیں عاری

نہ لو جیٹھ کی دم تڑاتی ہے اُن کا
نہ ٹھر ماہ کی جی چھڑاتی ہے اُن کا

نہ احباب کی تیغ احساں سے گھائل — نہ بیٹے سے طالب نہ بھائی سے سائل
نہ دکھ درد میں سوئے آرام مائل — نہ دریا و کوہ اُن کے رستے میں حائل

سُنے ہوں کبھی رستم و سام جیسے
غیور اب بھی لاکھوں ہیں گمنام ویسے

کسی کو یہ دھن ہے کہ جو کچھ کمائیں — کھلائیں کچھ اوروں کو کچھ آپ کھائیں
کسی کو یہ کد ہے کہ جھیلیں بلائیں — پہ احساں کسی کا نہ ہرگز اٹھائیں

کوئی محو ہے فکرِ فرزند و زن میں
کوئی چور ہے حُبِّ اہلِ وطن میں

جو مصروف ہے کشتکاری میں کوئی — تو مشغول دوکانداری میں کوئی
عزیزوں کی ہے غمگساری میں کوئی — ضعیفوں کی مددگاری میں کوئی

یہ ہے اپنی راحت کے سامان کرتا
وہ کنبے پہ ہے جان قربان کرتا

کوئی اس تگ و دو میں رہتا ہے ہر دم — کہ دولت جہاں تک ہو کیجے فراہم
رہیں جیتے جی تاکہ خوش شاد و خرم — مریں جب تو دل پر نہ لیجائیں یہ غم

کہ بعد اپنے کھائیں گے فرزند و زن کیا
لباس انکا اور اپنا ہوگا کفن کیا

بہت دل میں اپنے یہ رکھتے ہیں ارماں — کہ کر جائیں یہاں کوئی کار نمایاں
وہ ہوں تاکہ جب چشمِ عالم سے پنہاں — تو ذکرِ جمیل اُن کا باقی رہے یہاں

یہی طالبِ شہرت و نام لاکھوں
بناتے ہیں جمہور کے کام لاکھوں

بہت مخلص اور پاک بندے خدا کے　　نشاں جن سے قائم ہیں صدق و صفا کے
نہ شہرت کے خواہاں نہ طالب ثنا کے　　نمائش سے بیزار دشمن ریا کے

ریاضت سب اُنکی خدا کے لئے ہے
مشقت سب اُسکی رضا کے لئے ہے

کوئی اُن میں سے حق کی طاعت پہ مفتوں　　کوئی نام حق کی اشاعت پہ مفتوں
کوئی زہد و صبر و قناعت پہ مفتوں　　کوئی پند و وعظ جماعت پہ مفتوں

کوئی موج سے آپ کو ہے بچاتا
کوئی ناؤ ہے ڈوبتوں کی ترانا

بہت نوع انساں کے غمخوار و یاور　　ہوا خواہ ملت بہ اندیشہ کشور
سدا اندکے دریائے خوں میں شناور　　جہاں کی پر آشوب کشتی کے لنگر

ہر اک قوم کی ہست و بود اُنسے ہی تھی
سب اس انجمن کی نمود اُنسے ہی تھی

کسی پر ہو سختی صعوبت ہے اِن پر　　کسی پر ہو غم رنج و کلفت ہے اِن پر
کہیں ہو فلاکت مصیبت ہے اِن پر　　کہیں آئے آفت قیامت ہے اِن پر

کسی پر چلیں تیر آماج یہ ہیں
لٹے کوئی رہ گیر تاراج یہ ہیں

یہ ہیں حشر تک بات پر اڑنے والے　　یہ پیماں کو بیخوں سے ہیں جڑنیوالے
یہ فوج حوادث سے ہیں لڑنے والے　　یہ غیروں کی ہیں آگ میں پڑنے والے

اُمنڈتا ہے رُکنے سے اور اِن کا دریا
جنوں سے زیادہ ہے کچھ اِن کا سودا

جاتے ہیں جب پانو ہٹتے نہیں یہ بڑھا کر قدم پھر پلٹتے نہیں یہ
گئے پھیل جب پھر سمٹتے نہیں یہ جہاں بڑھ گئے بڑھ کے گھٹتے نہیں یہ
مہم بن کئے سر نہیں بیٹھتے یہ
جب اُٹھتے ہیں اُٹھکر نہیں بیٹھتے یہ

خدا نے عطا کی ہے جو ان کو قوت سمائی ہے دلمیں بہت اُسکی عظمت
نہیں پھیرتی اُنکا مُنہ کوئی زحمت نہیں کرتی زیر اُن کو کوئی صعوبت
بھروسے پہ اپنے دل و دست و پا کے
سمجھتے ہیں ساتھ اپنے لشکر خدا کے

نہیں مرحلہ کوئی دشوار اُن کو ہر اک راہ ستی ہے ہموار اُن کو
گلستاں ہے صحرائے پُرخار اُن کو برابر ہے میدان و کہسار اُن کو
نہیں حائل اُنکے کوئی رہگذر میں
سمندر ہے پایاب اُنکی نظر میں

اسی طرح یہاں اہل ہمت ہیں جتنے کمربستہ ہیں کام پر اپنے اپنے
جہاں کی ہے سب دھوم دھام اُنکے دم سے فقیر و غنی سب طفیلی ہیں اُنکے
بغیر اُنکے بے ساز و ساماں تھی مجلس
نہ ہوتے اگر یہ تو ویراں تھی مجلس

زمیں سب خدا کی ہے گلزار انھیں سے زمانے کا ہے گرم بازار انھیں سے
ملے ہیں سعادت کے آثار انھیں سے کھلے ہیں خدائی کے اسرار انھیں سے
انھیں پر ہے کچھ فخر ہے گر کسی کو
انھیں سے ہے گر ہے شرف آدمی کو

انہیں سے ہے آباد ہر ملک و دولت ۔ انہیں سے ہے سرسبز ہر قوم و ملت
انہیں پر ہے موقوف قوموں کی عزت ۔ انہیں کی ہے سب ربع مسکوں میں برکت
دم انکا ہے دُنیا میں رحمت خدا کی
انہیں کو ہے پھبتی خلافت خدا کی

انہیں کا اُجالا ہے ہر رہگذر میں ۔ انہیں کی ہے روشنی دشت و در میں
انہیں کا جلوا ہے سب خشک و تر میں ۔ انہیں کے کرشمے ہیں سب بحر و بر میں
انہیں سے یہ رتبہ تھا آدم نے پایا
کہ سر اُس سے روحانیوں نے جھکایا

ہر اک ملک میں خیر و برکت ہے اِن سے ۔ ہر اک قوم کی شان و شوکت ہے اِن سے
نجابت ہے اِن سے شرافت ہے اِن سے ۔ شرف اِنسے فخر انسے عزت ہے اِن سے
جفاکش بنو گر ہو عزت کے خواہاں
کہ عزت کا ہے بھید ذلت میں پنہاں

مشقت کی ذلت جنھوں نے اُٹھائی ۔ جہاں میں ملی اُن کو آخر بڑائی
کسی نے بغیر اِس کے ہرگز نہ پائی ۔ فضیلت نہ عزت نہ فرماں روائی
نہال اس گلستاں میں جتنے بڑھے ہیں
ہمیشہ وہ نیچے سے اوپر چڑھے ہیں

حکومت ملی اُن کو صفار تھے جو ۔ امامت کو پہنچے وہ قصار تھے جو
وہ قطبِ زماں ٹھہرے عطار تھے جو ۔ بنے مرجعِ خلق نجار تھے جو
اولوالفضل یہاں اُٹھے سر اِسے کتنے
ابوالوقت ہو گذرے حلاج کتنے

نہ بُونصر تھا نوع میں ہم سے بالا — نہ تھا بُوعلی کچھ جہاں سے نرالا
طبیعت کو بچپن سے محنت میں ڈالا — ہوئے اِس لئے صاحبِ قدر والا

اگر فکرِ کسبِ ہنر تم کو بھی ہو
تمھیں پھر ابو نصر اور بُوعلی ہو

بڑا ظلم اپنے پہ یہ تم نے کیا ہے — کہ عزت کی یہاں جس ستوں پر بنا ہے
ترقی کی منزل کا جو رہنما ہے — تنزل کی کشتی کا جو ناخدا ہے

قوی پشت تھیں جس سے پشتیں تمھاری
ہوئی دست بردار قوم اُس سے ساری

ہنر ہے نہ تم میں فضیلت ہے باقی — نہ علم و ادب ہے نہ حکمت ہے باقی
نہ منطق ہے باقی نہ ہیئت ہے باقی — اگر ہے تو کچھ قابلیت ہے باقی

اندھیرا نہ چھا جائے اِس گھر میں دیکھو
پھر اُکسا دو اِس ٹمٹماتے دیے کو

بہت ہم میں اور تم میں جوہر ہیں مخفی — خبر کچھ نہ ہم کو نہ تم کو ہے جن کی
اگر جیتے جی کچھ نہ ان کی خبر لی — تو ہو جائیں گے مِل کے مٹی میں مٹی

یہ جوہر ہیں ہم میں امانت خدا کی
مبادا تلف ہو ودیعت خدا کی

یہی نوجواں پھرتے آزاد جو ہیں — کمینوں کی صحبت میں برباد جو ہیں
شریفوں کی کہلاتے اولاد جو ہیں — مگر ننگِ آبا و اجداد جو ہیں

اگر نقدِ فرصت نہ یوں مفت کھوتے
یہی فخرِ آبا و اجداد ہوتے

یہی جو کہ پھرتے ہیں بے علم و جاہل — بہت اِن میں ہیں جن کے جوہر ہیں قابل
رذائل میں پنہاں ہیں اِنکے فضائل — انہیں ناقصوں میں ہیں پوشیدہ کامل
نہ ہوتے اگر مائلِ لہو و بازی
ہزاروں انھیں میں تھے طوسی و رازی

یہی قوم ہے جس میں قحط آدمی کا — جہاں شور ہے ہر طرف ناکسی کا
نہیں جہل میں جسکے حصہ کسی کا — کبھی علم و فن پر تھا قبضہ اِسی کا
وہ تھیں برکتیں سعی و کوشش کی ساری
وہی خوں ہے ورنہ رگوں میں ہماری

حکومت سے مایوس تم ہو چکے ہو — زر و مال سے ہاتھ تم دھو چکے ہو
دلیری کو ڈھک ڈھک کے مُنہ رو چکے ہو — بزرگی بزرگوں کی سب کھو چکے ہو
مدار اب فقط علم پر ہے شرف کا
کہ باقی ہے ترکہ یہی اِک سلف کا

ہمیشہ سے جو کہتے آئے ہیں سب یہاں — کہ ہے علم سرمایۂ فخر انساں
عرب اور عجم ہند اور مصر و یوناں — رہا اتفاق اِسپہ قوموں کا یکساں
یہ دعوی تھا اِک جسپہ حجت نہ تھی کچھ
کھُلی اُسپہ ابتک شہادت نہ تھی کچھ

جواہر تھا اِک سب کی نظروں میں بھاری — پرکھنے کی جسکے نہ آئی تھی باری
فضائل تھے سب علم کے اعتباری — نہ تھیں طاقتیں اُس کی معلوم ساری
یہ اب تجربہ دے رہے ہیں گواہی
کہ تھا علم میں زورِ دستِ الٰہی

کیا کوہساروں کو مسمار اِس نے　　بنایا سمندر کو بازار اِس نے
زمینوں کو منوایا دوّار اِس نے　　ثوابت کو ٹھیرایا سیّار اِس نے

لیا بھاپ سے کام لشکر کشی کا
دیا پتلیوں کو سکت آدمی کا

یہ پتھر کا ایندھن ہے چلوانے والا　　جہازوں کو خشکی میں چلوانے والا
صداؤں کو سانچے میں ڈھلوانے والا　　زمیں کے خزانے اُگلوانے والا

یہی برق کو نامہ بر ہے بناتا
یہی آدمی کو ہے بے پر اُڑاتا

تمدّن کے ایوان کا معمار ہے یہ　　ترقی کے لشکر کا سالار ہے یہ
کہیں دستکاروں کا اوزار ہے یہ　　کہیں جنگجویوں کا ہتیار ہے یہ

دکھایا ہے نیچا دلیروں کو اِس نے
بنایا ہے روباہ شیروں کو اِس نے

اسی کی ہے اب چار سو حکمرانی　　کئے اِس نے زیر ارمنی اور یمانی
ہوئے رام دیوانِ مازندرانی　　گئے زابلی بھول سب پہلوانی

ہوا اسکی طاقت سے تسخیر عالم
پڑے سامنے اِسکے جیر کس نہ دیلم

یہ لاکھوں پہ ہے سیکڑوں کو چڑھاتا　　سواروں کو پیادوں سے ہے زک دلاتا
جہازوں سے ہے زورقوں کو بھڑاتا　　حصاروں کو ہے چٹکیوں میں اُڑاتا

ہوا کوئی حربوں سے اسکے نہ سر بر
نہ ٹھیری زرہ اس کے آگے نہ بکتر

جنھوں نے بنایا اُسے اپنا یاور   ہر اک راہ میں اُس کو ٹھیرایا رہبر
یہ قول آجکل صادق آتا ہے اُن پر   کہ اک نوع ہے نوعِ انساں سے برتر
الگ سب سے کام اُنکے اور طور ہیں کچھ
اگر سب ہیں انساں تو وہ اور ہیں کچھ

بہت اُنکو معجز نما جانتے ہیں   بہت دیوتا اُن کو گردانتے ہیں
یہ جو ٹھیک ٹھیک اُن کو پہچانتے ہیں   وہ اتنا مقرر اُنہیں مانتے ہیں
کہ دُنیا نے جو کی تھی اب تک کمائی
وہ سب جزو و کل اُنکے حصہ میں آئی

کیا علم نے اُن کو ہر فن میں یکتا   نہ ہمسر رہا کوئی اُنکا نہ ہمتا
ہر اک چیز اُن کی ہر اِک کام اُن کا   سمجھ بوجھ سے ہے زمانہ کی بالا
صنائع کو سب اُنکی تکتے ہیں ایسے
عجائب میں قدرت کے حیراں ہوں جیسے

دئے علم نے کھول اُن پر خزانے   چھپے اور ظاہر نئے اور پرانے
دکھائے اُنھیں غیب کے مال خانے   دکھائے فتوحات کے سب ٹھکانے
ہوا جیسے چھائی ہے سب بحر و بر پر
وہ یوں چھا گئے خاور و باختر پر

یہ سچ ہے کہ ہے اصل تعلیم دولت   رہی ہے سدا پشتِ حکمت حکومت
ہوئی سلطنت جس کی دُنیا سے رخصت   نہ علم اُن میں باقی رہا اور نہ حکمت
نہ یونان محکوم ہو کر رہا کچھ
نہ ایران تاج اپنا کھو کر رہا کچھ

پیر اک خارکش صبر و ہمت میں کامل ۔ یہ کہتا تھا محنت سے گھٹتا تھا جب دل
کہ جن سختیوں کا اٹھانا ہے مشکل ۔ وہی ہیں کچھ اے دل اٹھانیکے قابل
حلال آدمی کو ہے کھانا نہ پینا
نہ ہو ایک جبتک لہو اور پسینا

نہیں سہل گر صید کا ہاتھ آنا ۔ تو لازم ہے گھوڑوں کو سرپٹ بھگانا
نہ بیٹھو جو ہے بوجھ بھاری اٹھانا ۔ ذرا تیز ہانکو جو ہے دور جانا
زمانہ اگر ہم سے زور آزما ہے
تو وقت اے عزیزو یہی زور کا ہے

کرو یاد اپنے بزرگوں کی حالت ۔ شدائد میں جو ہارتے تھے نہ ہمت
اٹھاتے تھے برسوں سفر کی مشقت ۔ غریبی میں کرتے تھے کسبِ فضیلت
جہاں کھوج پاتے تھے علم و ہنر کا
نکل گھر سے لیتے تھے رستہ ادھر کا

عراقین و شامات و خوارزم و توراں ۔ جہاں جنس تعلیم سنتے تھے ارزاں
وہیں پے سپر کرکے کوہ و بیاباں ۔ پہنچتے تھے طلاب افتاں و خیزاں
جہانتک عمل دینِ اسلام کا تھا
ہر ایک راہ میں انکا تانتا بندھا تھا

نظامیہ نوریہ مستنصریہ ۔ نفیسیہ ستیہ اور صاحبیہ
رواحیہ عزیہ اور قاہریہ ۔ عزیزیہ زینیہ اور ناصریہ
یہ کالج تھے مرکز سب آفاقیوں کے
حجازی و کردی و قبچاقیوں کے

بشر کو ہے لازم کہ ہمت نہ ہارے — جہاں تک ہو کام آپ اپنے سنوارے
خدا کے سوا چھوڑ دے سب سہارے — کہ ہیں عارضی زور کمزور سارے
اڑے وقت تم دائیں بائیں نہ جھانکو
سدا اپنی گاڑی کو گر آپ ہانکو

بہت خوان بے اشتہا تم نے کھائے — بہت بوجھ بندھے بندھائے تم نے اٹھائے
بہت آس پر سازکی راگ گائے — بہت عارضی تم نے جلوے دکھائے
بس اب اپنی گردن پہ رکھو جوا تم
کرو حاجتیں آپ اپنی روا تم

تمھیں اپنی مشکل کو آساں کرو گے — تمھیں درد کا اپنے درماں کرو گے
تمھیں اپنی منزل کا ساماں کرو گے — کرو گے تمھیں کچھ اگر یاں کرو گے
چھپا دستِ ہمت میں زورِ قضا ہے
مثل ہے کہ ہمت کا حامی خدا ہے

سراسر ہو گو سلطنت فیض گستر — رعیت کی خود تربیت میں ہو یاور
مگر کوئی حالت نہیں اس سے بدتر — کہ ہر بوجھ ہو قوم کا سلطنت پر
ہوا اس طرح ہاتھوں میں اُسکے رعیت
کہ قبضے میں غسّال کے جیسے میت

وہی گر تجارت کے اُسکو سکھائے — وہی صنعت اور حرفت اُسکو بتائے
وہی کشتکاری کے آئیں سکھائے — وہی اُسکو لکھوائے وہ ہی پڑھائے
ملا جس رعیت کو ایسا سہارا
کیا آدمیت نے اُس سے کنارا

یہی سلطنت کی ہے کافی اعانت　　کہ ہو ملک میں امن اُس کی بدولت
نفوس اور اموال کی ہو حفاظت　　حکومت میں ہو اعتدال و عدالت

نہ تُوڑا رعیّت پہ بیجا ہو کوئی
نہ قانون جھُوٹ کارفرما ہو کوئی

جہاں ہو یہ انداز فرماں روائی　　رعیّت کی ہے وھاں نپٹ بیحیائی
کہ ہر کام میں آس ڈھونڈے پرائی　　کرے آپ اپنی نہ مُشکل کشائی

کھڑا ہو سہارے اِک اڑوار کے گھر
ہٹی وہ جہاں آ رہا یہ زمیں پر

گیا اب وہ دِل تنگیوں کا زمانا　　کہ اپنوں کا حصہ تھا پڑھنا پڑھانا
برہمن کا پہنے اگر شُدر بانا　　تو اُس پر نہیں کوئی اب تازیانا

ہوئے برطرف نشیب و فراز اب
سفید و سیہ میں نہیں امتیاز اب

بس اب وقت کا حکمِ ناطق یہی ہے　　کہ جو کچھ ہے دُنیا میں تعلیم ہی ہے
یہی آج کل اصل فرماندہی ہے　　اِسی میں چھُپا سِرِّ شاہنشہی ہے

ملی ہے یہ طاقت اِسی کیمیا کو
کہ کرتی ہے یہ ایک شاہ و گدا کو

سکھاتی ہے محکوم کو یہ اطاعت　　سجھاتی ہے حاکم کو راہِ عدالت
دلوں سے مٹاتی ہے نقشِ عداوت　　جہاں سے اُٹھاتی ہے رسمِ بغاوت

یہی ہے رعیّت کو حقدار کرتی
یہی ہے کہ و مہ کو ہموار کرتی

سنی ہے غریبوں کی فریاد اسی نے ・ کیا ہے غلامی کو برباد اسی نے
یہ پبلک کی ڈالی ہے بنیاد اسی نے ・ بنایا ہے پبلک کو آزاد اسی نے
مقید بھی کرتی ہے یہ اور رہا بھی
بناتی ہے آزاد بھی باوفا بھی

تجارت نے رونق ہے یہ اس سے پائی ・ کہ ہیچ اسکے آگے ہے فرمانروائی
فلاحت کی یہ منزلت ہے بڑھائی ・ کہ فلاح کرتے ہیں جسے ثنائی
ترقی یہ صنعت کو دی ہے بلا کی
کہ ہوتی ہے معلوم قدرت خدا کی

یہ نا اتفاقی ہے قوموں سے کھوتی ・ یہ قومی محبت کا ہے بیج بوتی
یہ آپس کے کینے دلوں سے ہے دھوتی ・ یہ دانے ہے سب ایک سلک میں پروتی
یہ نقطوں پہ خط کی طرح ہے گزرتی
کروڑوں دلوں کو ہے یہ ایک کرتی

جہاں یہ نہیں وہاں نہ قوم اور ملت ・ نہ انکی حمایت نہ قومی حمیت
جدا سب کے رنج اور جدا سب کی راحت ・ الگ سب کی ذلت الگ سب کی عزت
خبر وہاں نہیں یہ کہ ہے قوم شے کیا
چھپا سر حق اس تعلق میں ہے کیا

جنھوں نے کہ تعلیم کی قدر و قیمت ・ نہ جانی۔ مسلط ہوئی اُن پہ ذلت
ملوک اور سلاطین نے کھوئی حکومت ・ گھرانوں پہ چھائی امیروں کے نکبت
رہے خاندانی نہ عزت کے قابل
ہوئے سارے دعوے شرافت کے باطل

نہ چلتے ہیں وهاں کام کاریگروں کے   نہ برکت ہے پیشہ میں پیشہ وروں کے
بگڑنے لگے کھیل سوداگروں کے   ہوئے بند دروازے اکثر گھروں کے
کماتے تھے دولت جو دن رات بیٹھے
وہ ہیں اب دھرے ہات پر ہات بیٹھے

ہنر اور فن وهاں ہیں سب گھٹتے جاتے   ہنرمند ہیں روز و شب گھٹتے جاتے
ادیبوں کے فضل و ادب گھٹتے جاتے   طبیبوں کے اُنکے مطب گھٹتے جاتے
ہوئے پست سب فلسفی اور مناظر
نہ ناظم ہیں سرسبز اُن کے نہ ناثر

اگر اِک پہننے کو ٹوپی بنائیں   تو کپڑا وہ اِک اور دُنیا سے لائیں
جو سینے کو وہ ایک سوئی منگائیں   تو مشرق سے مغرب میں لینے کو جائیں
ہر اِک شے میں غیروں کے محتاج ہیں وہ
مکینکس کی رو میں تاراج ہیں وہ

نہ پاس اُنکے چادر نہ بستر ہے گھر کا   نہ برتن ہیں گھر کے نہ زیور ہے گھر کا
نہ چاقو نہ قینچی نہ نشتر ہے گھر کا   صراحی ہے گھر کی نہ ساغر ہے گھر کا
کنول مجلسوں میں قلم دفتروں میں
اثاثہ ہے سب عاریت کا گھروں میں

جو مغرب سے آئے نہ مالِ تجارت   تو مر جائیں بھوکے وهاں اہلِ حرفت
ہو تجار پر بند راہِ معیشت   دکانوں میں ڈھونڈی نہ پائی بضاعت
پرائے سہارے ہیں بیپار وهاں سب
طفیلی ہیں سیٹھ اور تجار وهاں سب

یہ ہیں ترکِ تعلیم کی سب سزائیں　　وہ کاش اب بھی غفلت سے باز آئیں
مبادا رہِ عافیت پھر نہ پائیں　　کہ ہیں بے پناہ آنے والی بلائیں
ہوا بڑھتی جاتی سرِ رہگذر ہے
چراغوں کو فانوس بن اب خطر ہے

لئے فردِ بخشیِ دوراں کھڑا ہے　　ہر اک فوج کا جائزہ لے رہا ہے
جنھیں ماہر و اور کرتبی دیکھتا ہے　　انھیں بخشتا تیغ و طبل و لوا ہے
یہ ہیں بے ہنر یکقلم چھٹتے جاتے
رسالوں سے نام اُنکے ہیں کٹتے جاتے

بس اب علم و فن کے وہ پھیلاؤ ساماں　　کہ نسلیں تمھاری بنیں جنسِ انساں
غریبوں کو راہِ ترقی ہو آساں　　امیروں میں ہو نورِ تعلیم تاباں
کوئی اُن میں دُنیا کی عزت کو تھامے
کوئی کشتیِ دین و ملت کو تھامے

بنیں قوم کھانے کمانے کے قابل　　زمانے میں ہو مُنہ دکھانے کے قابل
تمدن کی مجلس میں آنے کے قابل　　خطابِ آدمیت کا پانے کے قابل
سمجھنے لگیں اپنے سب نیک و بد وہ
لگیں کرنے آپ اپنی اپنی مدد وہ

کرو قدر اُن کی ہنر جن میں پاؤ　　ترقی کی اور اُن کو رغبت دلاؤ
دل اور حوصلے اُن کے ملکر بڑھاؤ　　ستون اس کھنڈر گھر کے ایسے بناؤ
کوئی قوم کی جن سے خدمت بن آئے
بٹھائیں اُنھیں سر پہ اپنے پرائے

کرو گے اگر ایسے لوگوں کی عزت — تو پاؤ گے اپنے تئیں تم اک جو
بڑھائے گی جو قوم کی شان و شوکت — مگر انکو تم پہلے سمجھو گے کی خیرو

مدد جب تمہاری ہمت وہ آج لے گی
عوض تم کو کل اُس کا دہ چند دے گی

ترقی کے یوناں کے اسباب کیا تھے — ہنر پر جہاں پیر و برنا فدا تھے
تھے تن من سے سیداں میں نذر آزما تھے — وطن کی محبت میں یکسر فدا تھے

مقام ہنر اور آدرش تھے عالی
نہ تھا اس سے چھوٹا بڑا کوئی خالی

سبب کچھ نہ تھا اس کا جز قدردانی — کہ ہوتے تھے جو علم و حکمت کے بانی
ترقی میں کرتے تھے جو جاں فشانی — سیاست انکو ملتی تھی وہ ان جاودانی

ولایت سمجھتی تھی ان پر قرباں تھا سارا
ہر اک دیس سمجھتے تھے وہ آشکارا

اسی کرشمہ تھا جوش سب کو دلایا — کہ تھا اک نیا ہم نے پتہ یہ پایا
اسی شوق نے تھا دلوں کو بڑھایا — اسی نے تھا یوناں کو یوناں بنایا

اسی امید پر کوششیں تھیں ساری
کہ ہو قوم کے دل میں عظمت ہماری

جنھیں ملک میں اپنی رکھنی ہو وقعت — جنھیں سلطنت کی ہو مطلوب قربت
جنھیں تھامنی ہو گھرانے کی عزت — جنھیں دین کی ہو نہ منظور ذلت

جنھیں نسل و اولاد ہو اپنی پیاری
انھیں فرض ہے قوم کی غمگساری

بہت دل ہیں ہم ان دنوں ہوتے جاتے   کہ حالت پہ ہیں قوم کی اُمڈے آتے
تنزل پہ ہیں اُس کے آنسو بہاتے   نہیں آپ کچھ کر کے لیکن دکھاتے
خبر بھی ہے دل اُنکے جلتے ہیں کس پر
وہ ہیں آپ ہی - ہاتھ ملتے ہیں جس پر

رئیسوں کی جاگیرداروں کی دولت   فقیہوں کی دانشوروں کی فضیلت
بزرگوں کی اور واعظوں کی نصیحت   ادیبوں کی اور شاعروں کی فصاحت
سمجھے تب کچھ آنکھوں میں اہل وطن کی
جو کام آئے بہبود میں انجمن کی

جماعت کی عزت میں ہے سب کی عزت   جماعت کی ذلت میں ہے سب کی ذلت
رہی ہے نہ ہرگز رہے گی سلامت   نہ شخصی بزرگی نہ شخصی حکومت
وہی شاخ پھولیگی یاں اور پھلے گی
ہری ہو گی جڑ اس گلستاں میں جسکی

ذخیرہ ہے جب جیونٹا کوئی پاتا   تو بھاگا جماعت میں ہے اپنی آتا
اُنھیں ساتھ لے لیکے ہے پھر سے جاتا   فتوح اپنی ایک ایک کو ہے دکھاتا
سدا اُن کے ہیں اس طرح کام چلتے
کمائی سے ایک اک کی لاکھوں ہیں پلتے

جب اک جیونٹا جس میں دانش نہ حکمت   بنی نوع کی اپنے بر لائے حاجت
معیشت سے ایک اک کو بخشے فراغت   کرے اُن پہ وقف اپنی ساری غنیمت
تو اس سے زیادہ ہے بے عزّتی کیا
کہ ہو آدمی کو نہ پاس آدمی کا

غضب ہے کہ جو نوع ہو سب سے برتر　　گنے آپ کو جو کہ عالم کا سرور
فرشتوں سے جو سمجھے اپنے کو بڑھ کر　　خدا کا بنے جو کہ دنیا میں مظہر
نہ ہو مردمی کا نشاں اُس میں اتنا
مُسلّم ہے مٹی کے کیڑوں میں جتنا

الٰہی بحقِ رسولِ تہامی　　ہر ایک فردِ انساں کا تھا جو کہ حامی
جسے دور و نزدیک تھے سب گرامی　　برابر تھے کیا زنگی و شامی
شریروں کو ساتھ اپنے جس نے نبھایا
بُروں کا ہمیشہ بھلا جس نے چاہا

طفیل اُس کا اور اسکی عترت کا یارب　　پکڑ جلد ہاتھ اُس کی اُمت کا یارب
اِک ابر اُس پہ بھیج اپنی رحمت کا یارب　　غبار اُس سے جو دھو دے ذلت کا یارب
کہ ملت کو ہے ننگ ہستی سے اُس کی
ہوا پست اسلام پستی سے اُس کی

اُنھیں کل کی فکر آج کرنی سکھا دے　　ذرا اُن کی آنکھوں سے پردہ اُٹھا دے
کمینگاہ بازیِ دوراں دکھا دے　　جو ہونا ہے کل آج اُن کو سُجھا دے
چھتیں پاٹ لیں تا کہ باراں سے پہلے
سفینہ بنا رکھیں طوفاں سے پہلے

بچا اُن کو اُس تنگنا سے بلا سے　　کہ رستہ ہو گُم رہ رو و رہنما سے
نہ اُمید یاری ہو یار آشنا سے　　نہ چشم اعانت ہو دست و عصا سے
چپ و راس چھائی ہوئی ظلمتیں ہوں
دلوں میں اُمیدوں کی جا حسرتیں ہوں

فرہنگِ مسدّسِ مدّ و جزرِ اسلام

اعلام

اس سے پہلے مسدّس کے جتنے اڈیشن چھپے اُن میں ہر صفحہ کے نوٹ اُس کے نیچے لکھے گئے تھے۔ مگر چونکہ مسدّس کا ہر بند تین سطر سے کم میں نہیں آسکتا اور تینوں سطروں کا ایک ہی صفحہ میں آجانا ضرور ہے اس سبب سے متن اور حاشیہ کی تقسیم ہر صفحہ میں ٹھیک نہ ہو سکتی تھی۔ اِسی واسطے اَب کی بار یہ فرہنگ کتاب کے اخیر میں لگائی گئی ہے۔ اِس میں حواشی سابقہ کے علاوہ اور بھی بہت سے ایسے الفاظ اور محاورات کے معنی لکھے گئے ہیں جو ہندوستان کے بعض اطراف میں نہیں بولے جاتے اور نیز جن شعروں میں کوئی شرح طلب بات دیکھی گئی اُن کی شرح بھی کی گئی۔ ناظرین کو چاہیے کہ جن لفظوں کے معنی دیکھنے ہوں اُن کو عام فرہنگوں کے قاعدہ کے موافق اپنی اپنی ردیف میں دیکھیں۔ لیکن جس بند میں بہت سے لفظ شرح طلب ہوں اُس کے لئے بند کے پہلے مصرع کا پہلا لفظ نکالنا چاہیے۔ اُسی کے ذیل میں بند کے تمام الفاظ ملیں گے۔ اور اگر کسی خاص مصرع یا شعر کے معنی دیکھنے ہوں تو خاص اُسی مصرع یا شعر کے پہلے لفظ کو دیکھنا چاہیے۔ اور جس بند یا شعر میں کسی حدیث یا آیت کا مضمون بیان کیا گیا ہے اگر اُس کو دیکھنا ہو تو بھی اُس بند

یا شعر کا پہلا لفظ دیکھنا چاہئے۔ مثلاً آل غالب کو الف کی ردیف میں اور بربتاؤ کو بے کی ردیف میں دیکھنا چاہئے۔ اور غرناطہ۔ بلنسیہ۔ بطلیوس۔ قادس۔ اشبیلیہ۔ اور قرطبہ کو ردیف ہائے ہوز میں دیکھنا چاہئے کیونکہ جس بند میں یہ نام آئے ہیں اُس کا پہلا مصرعہ ہائے ہوز سے شروع ہوا ہے یعنی (ہویدا ہے غرناطہ سے شوکت اُن کی) یا مثلاً اس مصرع کی شرح کہ (سلیمان نے کی جس کی حق سے تمنا) ردیف سین میں دیکھنی چاہئے +

یہ بھی معلوم رہے کہ جن لفظوں کے متعدد معنی آتے ہیں فرہنگ میں اُن کے اُسی قدر معنی لکھے گئے ہیں جس قدر مسدس میں مراد لئے گئے ہیں اور باقی کو چھوڑ دیا گیا ہے اور اگر لفظ کے معنی اصل وضع میں کچھ اور اور اردو کے محاورہ میں کچھ اور ہیں تو فرہنگ میں صرف وہی معنی لکھ دئے ہیں جو مسدس میں مراد لئے گئے ہیں خواہ وہ اصل لغت کے مخالف ہوں یا موافق۔ چونکہ مقصود یہ ہے کہ مسدس کے مضامین ہر شخص سمجھ سکے۔ اِس لئے فرہنگ میں بہت سے سہل اور آسان لفظ بھی اِس خیال سے لئے گئے ہیں کہ شاید کسی نواح میں نہ بولے جاتے ہوں +

الف

آس - اُمید - سہارا *

آلِ عدنان - بنی اُمیہ جو کئی صدیوں تک سپین میں فرماں روا رہے - اُن کے جدِّ اعلےٰ کا نام عدنان تھا - پس بنی اُمیہ اور اُن کے بنی عم یعنی بنی ہاشم سب آلِ عدنان ہیں *

آلِ غالب - رسول خداؐ کے دسویں دادا کا نام غالب ہے جو کہ عدنان سے گیارہ پشت نیچے ہیں پس بنی ہاشم اور بنی اُمیہ کو آلِ غالب بھی کہتے ہیں *

آماج - نشانہ *

آمنہ - آمنہ بنت وہب بن عبد مناف آنحضرت کی والدہ ماجدہ کا نام ہے *

ائمہ - امام کی جمع اہلِ سنت کے ہاں بارہ اماموں کے سوا اور لوگوں کو بھی جو کسی علم دین میں اپنے معاصرین سے فائق ہوئے ہیں امام کہا گیا ہے جیسے امام اعظم - امام شافعی - امام اسمٰعیل بخاری - امام فخر الدین رازی امام غزالی وغیرہم *

آنکھ چُرانا - کنارہ کرنا - کترانا - پہلو بچانا *

آنکھ کھلی کی کھلی رہ گئی - حیران رہ گئی *

ابرار - جمع بر بمعنی نیک *

ابُو بکر رازی علی ابن عیسیٰ الخ اس بند میں پانچ نامی طبیبوں کا ذکر ہے - ابُو بکر رے کا باشندہ تھا - اس نے مدتوں رے اور بغداد میں علاج کیا اور آخر عمر میں اندھا ہوگیا اور ۳۲۰ھ میں مرگیا - اس کی تصنیفات ۲۱۳ ہیں جن میں سے اکثر طب میں ہیں *

علیؑ ابن عیسیٰ کو چیمبرز ان سائکلو پیڈیا میں اسلام کے اطبائے نامدار میں سے لکھا ہے *

حسین ابن سینا بو علی شیخ رئیس کا نام ہے اسکی تصنیفات مختلف علوم میں تقریباً چالیس شمار کی گئی ہیں جن میں سے کتاب حاصل و محصول کی ۲۰ جلدیں - شفا کی ۱۸ - قانون کی ۱۴ کتاب الانصاف کی ۲۰ - لسان العرب کی ۱۰ جلدیں ہیں ۴۲۹ھ میں

۸۵ برس کی عمر میں مرا۔ اور ہمدان میں مدفون ہوا + حنینؔ عبادان کا رہنے والا عیسائی مذہب بہت بڑا نامی طبیب ہے چونکہ اس نے خلفاء عباسیہ کے ہاں نشو ونما پائی تھی۔ اور متوکل کے عہد میں سررشتۂ ترجمہ کا افسر تھا۔ اور عراق عرب میں رہتا تھا۔ اسلئے حکمائے اسلام میں شمار کیا گیا ہے ضیاء الدین ابن بیطار اندلسی علم نباتات میں مشہور تھا۔ نباتات کی تحقیقات میں دُور دُور کے سفر کئے ادویہ مفردہ کے بیان میں اکثر کتابوں کا ماخذ اس کی تصنیفات ہیں ۶۴۶ھ میں وفات پائی +

اُبھرنا۔ پستی سے نکلنا۔ ڈوب کر اچھلنا بیماری سے افاقہ پانا +

اثاثہ۔ گھروں کا اسباب +

اجارا دعوے۔ زبردستی۔ زور +

اُجالا۔ روشنی۔ چاندنا +

اجانب۔ اجنبی کی جمع۔ اغیار۔ بیگانے +

اَچھوتا جس کو کسی نے ہاتھ نہ لگایا ہو اور کسی نے استعمال کیا ہو ع اچھوتا تھا توحید کا جام اب تک + اس مصرع میں اس سے یہ مقصود ہے کہ جو توحید اسلام نے تعلیم کی وہ ادیان سابقہ کے حصہ میں نہیں آئی تھی +

اَحرار حُر۔ (آزاد) کی جمع یعنی وہ لوگ جو خدا کے سوا سب چیزوں سے آزاد اور بے تعلق ہیں +

احمد کا گلشن یعنی احمد مجتبیٰ کا باغ جس سے اسلام مقصود ہے +

اخبارِ دین احادیث نبوی +

اَدھورا۔ پورے کی ضد یعنی نامکمل اور ناتمام جو پورا نہ ہو +

اَرکانِ اِسلام۔ اصول اسلام ع رہے جب تک ارکانِ اسلام برپا۔ یعنی جب تک اسلام کے اصول اپنی حالت پر قائم رہے۔ اور اُن میں تزلزل نہیں آیا +

اَرسطُو۔ یونان کا مشہور حکیم ہے سکندر کا

استاد اور افلاطون کا شاگرد مسیح
سے ۳۲۲ برس پہلے ۶۳ برس کی
عمر میں مرا +

ارسطو کی تعلیم - حکماے اسلام
ارسطو کو معلم اول اور ابو نصر فارابی کو
معلم ثانی کہتے ہیں - اسیواسطے ارسطو
کے افادات کو تعلیم کے لفظ کے ساتھ
تعبیر کیا +

اِرَم - کہتے ہیں کہ شداد نے ملک
یمن میں مابین صنعا اور حضرموت
کے ایک باغ بنوایا تھا - جس کا
عرض و طول بارہ بارہ فرسنگ
تھا - اُس کا نام اِرَم ہے اور شعرا
نے بمعنی بہشت بھی اِسکو استعمال کیا ہے

اَرمنی - آرمینیا کے
باشندے +

اُڑا لیگئی باد پندار جس کو + الخ
یعنی جس کو غرور نے برباد کیا -
مستعصم باللہ جس پر خلافت بغداد کا
خاتمہ ہوا - اُسکے غرور کا یہ حال تھا کہ قصر
خلافت کے آستانہ پر ایک پتھر بمنزلۂ
حجر الاسود کے پڑا ہوا تھا جسکو
اُمرا اور اعیان سلطنت اندر جاتے
وقت بوسہ دیتے تھے اُس غفلت و پندار
کا انجام یہ ہوا کہ تاتاریوں نے خلافت
کا نام و نشان صفحہ ہستی سے
مٹا دیا - دوسرے مصرع میں سیل تاتاری
سے مراد ہے +

اَڑواڑ - وہ لکڑی جو پرانی چھت وغیرہ
کے نیچے گر پڑنے کے اندیشہ سے
لگا دیتے ہیں +

اَزل کا پیمان - پیمان الست جسکا
اِشارہ قرآن کی اس آیت میں ہے
اَلَستُ بِرَبِّکُم قالُوا بلیٰ -

اَسامی بنانا - کسی دولتمند آدمی کو
فریب دیکر ٹھگنا - اور اُس سے روپیہ
وصول کرنا +

اَسانید - جمع اسناد یعنی حدیث کی وہ
کتابیں جن میں ہر ایک حدیث مع اُس کے
راویوں کے نام کے لکھی گئی ہے -

جیسے بخاری اور مسلم وغیرہ +
استفادہ - فائدہ حاصل کرنا
تلمذ - شاگردی - ارادت +
اسی جزر و مد نے ڈبویا ہے ہم کو +
نا اتفاقی کو سمندر کے جزر و مد سے تشبیہ
دی ہے کیونکہ اُس میں بھی ایک قسم کا
اختلاف پایا جاتا ہے +
اشاعت - پھیلانا - رواج دینا +
اشراف شریف کی جمع - مگر اردو
میں واحد یعنی شریف کی جگہ زیادہ مستعمل
ہوتا ہے +
اصل - جڑ - قاعدہ کلیہ اور
مذہبی اصطلاح میں جو مسائل اعتقاد
سے علاقہ رکھتے ہیں اُن کو اصول
کہتے ہیں اور جو عمل سے علاقہ رکھتے ہیں
اُن کو فروع کہتے ہیں +
اصلِ شقاوت - بدبختی کی جڑ +
اصولی - علمِ اصول فقہ کے جاننے والے
اعیان - شرفا - امرا اور ممتاز لوگ +
اقامت سے بہتر ہے اُس وقت رحلت
یعنی اُس وقت دنیا میں رہنے سے کوچ کر جانا
یعنی مرجانا بہتر ہے +
اقران و امثال - ہمسر - ہمچشم -
ہمعصر اور ہم عمر لوگ +
اقصائے عالم - اطراف
عالم - قصا کنارہ اس کی جمع اقصا
ہے جیسے رجا (کنارہ) کی جمع ارجا
ہے +
اُگلنا چراغ کو شعلہ نکال دینا +
اگر نشۂ مے ہو غیبت میں یہاں الخ
یعنی اگر غیبت میں بھی شراب کا سا نشہ
ہو تو تمام مسلمان مست و مدہوش ہو جائیں - کیونکہ غیبت سے کوئی بچا ہوا
نہیں ہے +
الپ ارسلان - سلجوقیوں کے سلسلہ
کا دوسرا بادشاہ ہے اُس کے باپ کا
نام جغر بیگ اور چچا کا نام طغرل بیگ تھا
طغرل بیگ نے اپنی زندگی میں اُسکو
ولیعہد مقرر کر دیا تھا - چنانچہ طغرل کے
بعد اُس کا جانشین ہوا +

اَلدِّینُ یُسْرٌ — یعنی دین آسان ہے یہ حدیث نبوی کے الفاظ ہیں بہت سی قرآن کی آیتیں اور حدیثیں اس مضمون پر دلالت کرتی ہیں *

اِلٰہی — وہ علم ہے جس میں ذات باری تعالےٰ اور ارواح و مجردات سے بحث کی جاتی ہے۔ یونانی میں اس کو تھیولوجی کہتے ہیں جس کو عرب نے اثولوجیا بنا لیا ہے *

اُمّ الجرائم یعنی تمام گناہوں کی جڑ *

اُمنڈتا ہے رکنے سے اور اِن کا دریا — یعنی اِن لوگوں کی جس قدر مزاحمت ہوتی ہے اُسی قدر اُن کا جوش زیادہ ہوتا ہے *

اُمّی — اَن پڑھ۔ ابتدائے اسلام میں اور اُس سے پہلے چونکہ عرب میں تعلیم و تعلّم کا رواج نہ تھا اِس لئے عربوں کو اُمّی کہا گیا ہے *

امیروں کو تنبیہ کی اِس طرح پر۔ الخ — اس بند میں حدیث ذیل کی طرف اشارہ ہے

اذا كان اُمَرَاؤُكُمْ خِيَارَكُمْ وَاَغْنِيَاؤُكُمْ سُمَحَاؤُكُمْ وَاُمُوْرُكُمْ شُوْرٰى بَيْنَكُمْ فَظَهْرُ الارضِ خَيْرٌ لَّكُمْ مِنْ بَطْنِهَا وَاِذَا كَانَ اُمَرَاؤُكُمْ شِرَارَكُمْ وَاَغْنِيَاؤُكُمْ بُخَلَاؤُكُمْ وَاُمُوْرُكُمْ اِلٰى نِسَائِكُمْ فَبَطْنُ الارضِ خَيْرٌ لَّكُمْ مِنْ ظَهْرِهَا *

اَن بَن — بگاڑنا۔ ناموافقت *

اِنھیں کو ہے پھبتی خلافت خدا کی — اِس میں قرآن کی اُس آیت کی طرف اشارہ ہے جس میں خدا تعالیٰ نے انسان کو اپنا خلیفہ اور جانشین فرمایا ہے یعنی اِنّی جاعِلٌ فی الارض خلیفہ

اوفس انگریزی میں دفتر کو کہتے ہیں *

اَہم نہایت ضروری *

ایتھنز یونان کا قدیم دار الحکومت جس میں بڑے بڑے حکیم اور مقنن گزرے ہیں۔ عرب اس شہر کو مدینۃ الحکمار کہتے تھے *

ایلچی — پیغامبر۔ تُرکی میں۔ ایل پیغام

کو کہتے ہیں۔ اور حی نسبت کا فائدہ دیتا ہے +

ب

بات پر اڑنا۔ اصرار کرنا۔ ہٹ کرنا اپنی بات سے نہ ٹلنا +

باغ چھانٹنا باغ کو آراستہ کرنا۔ درختوں سے خشک اور بیکار ٹہنیاں اور پتے دور کرنے +

باغِ رضواں۔ بہشت +

باغِ رعنا۔ باغِ زیبا +

بانو۔ گھر کی بیوی۔ خاتون +

بپھرنا۔ بگڑنا۔ خشمناک ہونا +

بچا یا بُرائی سے اُنکو یہ کہکر۔ الخ۔ اس بند میں حدیث ذیل کی طرف اشارہ ہے۔ ذُکِرَ رجلٌ عِندَ رسُول اللہ بعبادۃٍ و ذُکِرَ اٰخر برعۃ فقال النبیؐ لاتعدل بالرعۃ یعنی الورع +

بچھڑنا۔ میلا بچھڑنا۔ اس کا ٹوٹ جانا پراگندہ اور متفرق ہوجانا +

بڑھا کر بہت تم نہ مجھ کو گھٹانا۔ یعنی امّتِ مسیحیہ کی طرح تم مجھ کو بڑھا کر الوہیت کے درجہ تک نہ پہنچا دینا۔ کیونکہ اس سے دین کے مخالفوں کو طعن کا موقع ملتا ہے اور دین کی تحقیر ہوتی ہے پس انبیا کو اُنکی حد سے بڑھا دینا گویا اُن کے رتبے کو دُنیا کی نظر میں گھٹا دینا ہے +

بدن کے نگہبان بستر کے دربان۔ یعنی ہر وقت یا بدن کی حفاظت اور خود آرائی میں مصروف رہتے ہیں۔ یا نرم نرم بچھونوں میں پڑے اینڈتے ہیں گویا بستر کے دربان ہیں +

بدّیا۔ علم۔ ہنر۔ فضیلت +

بَر۔ لڑکا جس سے لڑکی کا ازدواج ہو سکے بر نہیں ملتا۔ یعنی کوئی ایسا لڑکا نہیں ملتا جس سے اُسکی شادی کیجاتی +

برِّ اعظم۔ ایشیا۔ افریقہ۔ یورپ

امریکا۔ آسٹریلیا۔ ان میں سے ہر ایک کو برِّ اعظم کہتے ہیں۔ مگر مسدس میں صرف اول کے تین برِّ اعظم مراد ہیں۔ کیونکہ عرب کی ترقی کے وقت صرف وہی معلوم تھے +

برہمن کا پہنے اگر شُدر بانا ہندوؤں کے ہاں منوشاستر میں چار ذاتیں مقرر ہیں اور ہر ایک ذات کے لئے خاص خاص کام مخصوص کئے ہیں اور برہمن کو سب سے افضل اور شدر کو سب سے ارذل قرار دیا ہے یہاں تک کہ اگر وہ برہمن کے خاص کاموں میں مداخلت کرے تو اس کے لئے سخت سزائیں مقرر کی ہیں۔ آجکل کے مورخ یہ سمجھتے ہیں کہ آریا قوم نے تنگدلی سے ہندوستان کے قدیم باشندوں کو شُدر قرار دیا تھا اور تمام ذلیل کام اُنکے واسطے مخصوص کئے تھے۔ یہاں تک کہ اگر شدر برہمن کا بانا یعنی لباس پہن لیتا تھا تو منو جب سزا ہوتا تھا۔ مسدس میں ظاہر کیا گیا ہے کہ اس زمانہ میں وہ حال نہیں ہے بلکہ قانون میں حاکم و محکوم میں کچھ فرق نہیں رکھا گیا۔

بسیرا۔ اصل میں پرندوں کے رات کو آرام کرنے کو کہتے ہیں مگر مجازاً انسان کے رہنے اور بود و باش کرنے کو بھی کہتے ہیں۔ خصوصاً جبکہ وحشیوں کی بود و باش کا ذکر ہو +

بقراط۔ یہ شخص قدیم دارالخلافہ شام یعنی شہر حمص میں سکندر سے تقریباً سو برس پہلے گذرا ہے۔ عربی طب میں سب سے پہلے اسی کی کتابیں ترجمہ ہوئی ہیں

بکر و تغلب عرب کے دو قبیلوں کے نام ہیں جو بکر اور تغلب کی اولاد سے تھے عرب اکثر جد اعلےٰ کے نام سے تمام قبیلہ کو پکارتے ہیں جیسے بنی عدی۔ بنی تیم بنی فہر۔ بنی غالب بولنے کی جگہ عدی۔ تیم۔ فہر۔ غالب بولتے ہیں +

بگڑ کر سنبھلنا۔ یعنی سخت بیمار ہو کر اچھا ہو جانا +

بَل (۱) رنجش جیسے ؎ سدا اہل تحقیق سے
دل میں بل ہے (۲) سہارا جیسے ؎
ترے بل پہ خوش خوش ہیں اس
طرح جاتے +

بِنا۔ بنیاد عمارت +

بَیْع۔ تجارت۔ لین دین۔ بیوپار +

بنی نوع۔ ہم جنس +

بُو پھوٹنا۔ خوشبو پھیلنا +

بُوجہل۔ مشرکین قریش کا سردار تھا جو رسول خدا سے سخت عداوت رکھتا تھا +

بُوقبیس۔ عرب کے پہاڑ کا نام ہے جس کے نیچے جانب عرب شہر مکہ آباد ہے +

بول بالا ہونا۔ غالب ہونا۔ اُس کا بول بالا ہو۔ یعنی اُس کی بات بڑی ہو یا دوسرے پر غالب ہو جائے +

بُونصر محمد بن محمد بن ترخان جو ابونصر فارابی اور معلم ثانی کے لقب سے مشہور ہے۔ حکماء اسلام میں اس کے رتبہ کا کوئی حکیم جامع فنون حکمت نہیں ہوا۔ اس کی تقریباً ساٹھ کتابیں شمار کی گئی ہیں۔ یونانیوں اور عربوں کا کوئی علم ایسا نہیں جس میں اس نے کتاب نہیں لکھی۔ اس کی اکثر تصانیف مقبول اور برگزیدہ ہیں۔ فاراب کا رہنے والا تھا جو کہ ماوراء النہر کا ایک شہر ہے۔ مقتدر باللہ کے عہد میں عراق عرب میں جا کر سکونت اختیار کی تھی۔ اور وہیں تحصیل علم کی۔ پھر سیف الدولہ حاکم حلب کے پاس دمشق میں چلا گیا اور وہیں ۳۳۹ھ ہجری میں وفات پائی +

بہ اندیش۔ خیر خواہ۔ خیر اندیش +

بہائم جمع بہیمہ۔ چوپائے۔ جیسے گھوڑا اونٹ۔ گائے وغیرہ +

بہتات۔ کثرت۔ افراط +

بہت خوان بے اشتہا تم نے کھائے الخ۔ اس بند میں بے اشتہا خوان کھانے اور بندہ بندہ کے بوجھ اٹھانے اور ساز کے سہارے پر راگ گانے اور عارضی جلوے دکھانے سے مراد یہ ہے کہ اب تک جس قدر انگریزی تعلیم تم نے

حاصل کی ہے کہ گورنمنٹ کی ترغیب سے کی ہے - اپنی تعلیم کا آپ فکر نہیں کیا +

بکھرے - اُنکے پیلے بچھڑنے لگے اب یعنی اُنکی جماعتیں پراگندہ اور اُنکی مجلسیں درہم و برہم اور اُنکی سلطنتیں تہ و بالا ہونے لگیں +

بہم ہے کبھی کاہ برہم ہے محفل ہم مجتمع اور برہم متفرق +

بیوار - بیوہار کا بگڑا ہوا ہے معاملہ اور لین دین کو کہتے ہیں +

بھیڑ یا چال - اور ونکی دیکھا دیکھی بے سمجھے بوجھے کوئی کام کرنا - یہ لفظ بھیڑ چال سے بگڑ کر بھیڑ یا چال ہو گیا ہے -

بیڑا - کئی جہاز جو مجتمع ہو کر کسی مہم پر جائیں +

بے محابا - بے دھڑک - بیخوف و خطر - اگرچہ اصل لغت میں محابا کے یہ معنی نہیں لیکن اردو میں اسی طرح مستعمل ہے +

پ

پاک شُہدا - آزاد - بیباک جس کو کسی کا لحاظ اور شرم نہ ہو +

پایاب - اترا ہوا دریا - جس میں بغیر کشتی کے جا سکیں +

پبلک - جمہور - رعایا انگریزی لفظ ہے +

پتّے کا کھڑکا - ذرا سی آہٹ - ادنے سا خطرہ +

پربت - پہاڑ +

پرجا - رعیت +

پڑے ہیں اک امید کے ہم سہارے یعنی صرف اس امید پر کہ مسلمان مر کر نجات پائیں گے اپنے دلوں کو تسلی دے لیتے ہیں +

پس از مرگ سمجھتے تھے وہ آشکارا - قدیم یونانیوں کے ہاں دستور تھا کہ جو شخص اہل کمال میں سے مرجاتا تھا اُسکو دیوتا قرار دیکر اُسکی پرستش

کیا کرتے تھے +

پود ۔ چھوٹے درخت ۔ اولاد ۔ نسل

پھبکنا ۔ درخت کا جھٹ پٹ بڑھنا اور نشوونما پانا +

پھبنا ۔ زیب دینا +

پے سپر کرنا ۔ طے کرنا +

پیوند ۔ رشتہ ۔ نسبت ۔ ازدواج +

ت

تازیانہ ۔ کوڑا مجازاً تعزیر +

تاکنا ۔ پہلے سے خیال کر رکھنا جیسے
ع ازل میں مشیت نے تھا جسکو تاکا ۔

تانا گھی کو گرم کر کے چھاچھ وغیرہ سے صاف کرنا مجازاً تنقیح و تحقیق کرنا ۔ جانچنا +

تانتا ۔ قطار ۔ سلسلہ +

تدرو اور شہباز ۔ سب اوج پر ہیں ۔ تدرو یعنی چکور ۔ چکور سے محکوم قومیں اور شہباز سے حاکم قومیں مراد ہیں +

ترارا بھرنا گھوڑے یا ہرن وغیرہ کا جست کرنا ۔ مجازاً فکر و خیال کی بلند پروازی

ترقی یہ صنعت کو دی ہے بلا کی ۔ یہ یعنی ایسی اور بلا کی یعنی غضب کی یا انتہا درجہ کی +

تعصب ۔ اصل میں بیجا حمایت کرنیکو کہتے ہیں مگر چونکہ بیجا مخالفت اُسکو لازم ہے اس لئے دونوں پر تعصب کا اطلاق ہوتا ہے +

تعیش میں جینا نمایش پہ مرنا ۔ تعیش اصل لغت میں کسب معاش ہونا ہے مگر اُردو میں عیش و کامرانی کے معنی میں مستعمل ہے جیسے عیش اصل میں زندگی کو کہتے ہیں مگر فارسی اور اردو میں اُسکے معنی کچھ اور ہوگئے ہیں ۔ نمایش پہ مرنا یعنی خود نمائی پر فریفتہ ہونا +

تفحص ۔ کریدنا ۔ جستجو کرنا +

تقویم پارینہ ۔ پرانی جنتری جو کسی کام کی نہیں رہتی +

تلقین ۔ سمجھانا ۔ تعلیم کرنا +

تم اوروں کی مانند دھوکا نہ کھانا ۔ اس میں عیسائیوں کی طرف اشارہ ہے

جو مسیح کو خدا اور خدا کا بیٹا سمجھتے ہیں +

تمدن - شائستگی یا تہذیب جس کو انگریزی میں سویلیزیشن کہتے ہیں +

توحیدِ مطلق - وہ توحید جس میں شرک کا بالکل لگاؤ نہو اور خدا کے سوا کسی کی پرستش جائز نہو - مطلق کے معنی بے قید اور آزاد کے ہیں +

تورع - پرہیزگاری - بدی سے بچنا +

تو سمجھے کہ گویا ہم ابتک تھے گونگے - عرب کے لوگ اپنی طلاقت اور فصاحت کے آگے سب کو عجم یعنے گونگا کہتے تھے - اس مصرع میں اسی مضمون کی طرف اشارہ ہے +

تہامی - تہامہ کا رہنے والا - جس سر زمین میں مدینہ منورہ ہے اُس کا نام تہامہ ہے اسی لئے آنحضرت کو تہامی کہتے ہیں +

تھُڑ جانا - تھوڑا ہوجانا - یا کم ہوجانا +

تہمت تراشنا - کوئی جھوٹی بات دل سے گھڑ کر نکالنی +

ٹ

ٹمٹمانا - چراغ کا بجھتے وقت کم کم روشنی دینا +

ٹھٹکنا - چلتے چلتے رک جانا +

ٹھننا - کسی کام کا پختہ طور سے قرار پانا +

ج

جادہ - رستہ - پگ ڈنڈی - بٹیا +

جائزہ - جانچ - پڑتال +

جتانا - مطلع یا خبردار کرنا +

جچنا - جانچ میں پورا اترنا +

جچی تلی - اندازہ سے کم نہ زیادہ +

جرح و تعدیل - محدثین کی اصطلاح میں راوی کے عیب ظاہر کرنے کو جرح اور اُس پر سے اعتراض دفع کرنے کو تعدیل کہتے ہیں +

جرگہ - گروہ - جماعت +

جزیرہ نما - خشکی کا وہ قطعہ جسکے تین طرف

پانی اور ایک طرف خشکی ہو*

جسے راج رد کر چکے تھے وہ پتھر ۔ الخ
اس میں اُس پیشین گوئی کی طرف
اشارہ ہے جو انجیل متی کے باب ۲۱
میں ہے اور جس کو مسلمان بنی اسمٰعیل
کے حق میں سمجھتے ہیں ۔ معمار کا پتھر کو
رد کرنا یعنی اُسکو بیکار سمجھ کر پھینک دینا*

جعفری ۔ شیعی*

جتانا ۔ تسلّی دینا ۔ یقین دلانا ۔ ارادہ
پر مُضبُوط کرنا*

جُوا ۔ (۱) قمار (۲) وہ لکڑی جو گاڑی
کے بیلوں کی گردن پر رکھی جاتی ہے*

جوبن ۔ حُسن ۔ جمال ۔ خوبی ۔ خوبصورتی*

جوتا ۔ بواو مجہول کاشتکار*

جو ٹیگس پہ گرجی تو گنگا پہ برسی ۔
ٹیگس اُندلس یعنی اسپین میں سب سے
بڑی ندی ساڑھے پانسو میل لمبی ہے
مطلب یہ ہے کہ اسلام ٹیگس سے گنگا
تک یعنی اسپین سے ہندوستان تک
پھیل گیا*

جوکھوں ۔ خطرہ*

جو لنکا میں ڈیرا تو بربر میں گھر تھا ۔
مقصود یہ ہے کہ جن کا ڈیرا یعنی خیمہ جو سفر
کی علامت ہے لنکا میں تھا ۔ اُن کا
گھر بربر میں تھا ۔ جو افریقہ کے شمالی حصہ
میں ہے یعنی اتنی اتنی دور جاکر بود و باش
اختیار کرتے تھے ۔ چنانچہ لنکا میں ابتک
عرب کی نسلیں موجود ہیں*

جہاز اہل روما کا تھا ڈگمگاتا ۔ الخ روم والے
چونکہ تمام بحرِ روم پر حکمران تھے اِسلئے
اُنکی سلطنت کو جہاز سے ۔ اور ایرانیوں
کی سلطنت کو آتش پرستی کی رعایت سے
چراغ کے ساتھ تشبیہ دی ہے*

جہاں کو ہے یاد اُنکی رفتار ابتک ۔ الخ
اس بند میں کئی نام ہیں (۱) ملایا مشرقی
بحرِ ہند میں ایک جزیرہ نما ہے (۲) ملیبار
بحرِ ہند کے مغربی ساحل پر واقع ہے (۳)
ہمالہ مشہور ہے (۴) جبرالٹر انگریزی میں
جبلِ طارق کو کہتے ہیں ۔ عبد الرحمٰن
موسیٰ ابن نصیر نے جب اپنے غلام

طارق کو اندلس کی مہم پر بھیجا تو وہ اول
اسی پہاڑ پر پہنچا تھا۔ اور اسی لئے اس پہاڑ
کو جبل الفتح بھی کہتے تھے +

جہاں کی وراثت اسی کو سزا ہے
جو کسی کے مرنیکے بعد باقی رہے اسکو
وارث کہتے ہیں۔ اسی لئے خداتعالے نے
اپنے تئیں قرآن میں خیر الوارثین کہا
ہے یعنی جب سب فنا ہو جائیں گے
تو وہی باقی رہجائیگا +

جھجکنا۔ چلتے چلتے خوف سے رُک
جانا +

جھُنڈ۔ بہت سے درختوں کا مجمع +

جی چُرانا۔ جان بچانا۔ کوتاہی کرنا۔

جی چھُڑانا۔ ہمت توڑنا +

جی سے گزرنا۔ مرجانا۔ مرنے پر
آمادہ ہو جانا +

چ

چار پیسے۔ تھوڑی سی دولت۔ یا مقدور

چال۔ رفتار۔ داؤ۔ فریب +

چال ڈھال چال چلن۔ روش طریق +

چٹکنا۔ چاندنی کا کھلنا +

چٹکیوں میں اُڑانا۔ آسانی سے زک دینا

چراغاں۔ روشن +

چرکس۔ سرکیشیا کے باشندے +

چھاننا۔ تحقیق و تفتیش کرنا +

چھٹنا۔ معزول و برطرف ہونا +

چڑانا۔ ایسی بات کہنی جس سے کوئی
بُرا مانتا ہو +

چکھاتا ہے دُردِ قدح سب کو ساقی۔
یہاں ساقی سے مراد زمانہ ہے +

چیند۔ کھیل یا بازی میں بدمعاملگی کرنی +

ح

حاشیہ چڑھانا۔ اصل بات میں اپنی
طرف سے کچھ بڑھا دینا +

حجازی۔ حجاز عرب میں ایک پہاڑی سلسلہ
ہے جو یمن سے شام تک چلا گیا ہے۔
چونکہ مکہ معظمہ اسی سلسلہ میں ہے اس لئے
اہل مکہ کو حجازی کہتے ہیں +

حجرا۔ دیکھو (کیا چاندنے)

حِکَم۔ حکمت کی جمع ٭

حکمِ ناطق۔ روزمرہ کی بول چال میں ضروری اور تاکیدی حکم کو کہتے ہیں ٭

حکومت تھی گویا کہ اک جھول تھی ٭ الخ

یعنی جس طرح جھول یعنی ملمع کے اُڑ جانیسے دھات کی اصلیت ظاہر ہوجاتی ہے اسی طرح حکومت کے جاتے رہنے سے تمہارے جوہر یعنی عیب ظاہر ہوگئے۔ عیبوں کو بطریق استہزا جوہر بولتے ہیں جیسے حماقت کو عقلمندی کہتے ہیں ٭

حکومت ملی اُنکو صفّار تھے جو ٭ الخ

خراسان میں صفّاریوں کی حکومت تیس برس رہی ہے۔ یعقوب بن لیث اُن کا پہلا بادشاہ ہے۔ صفّار ٹھٹھیرے کو کہتے ہیں یعقوب اول یہی کام کرتا تھا۔ پھر حاکم سیستان کے ہاں نوکر ہوگیا۔ یہانتک کہ رفتہ رفتہ خراسان و نیمروز۔ کرمان و فارس وغیرہ ممالک ایران پر متسلط ہوگیا۔ قصّار دھوبی کو نجّار بڑھئی کو سرّاج زین گر کو حلّاج دُھنئے کو کہتے

ہیں۔ بڑے بڑے ائمہ دین اور علما و مشائخ یہ تمام پیشے کرتے تھے ٭

اولوالفضل۔ اصحاب فضل و کمال

اَبُوالوقت اور ابن الوقت اہل سلوک کی اصطلاح میں عُرفا کے دو مرتبے ہیں جن میں اَبُوالوقت اعلے مرتبہ ہے ٭

حمیم آب و زقّوم کھانا ہے جنکا ٭ حمیم گرم پانی جو دوزخیوں کو پلایا جائیگا اور زقّوم تھوہر جو اُنکو کھلایا جائیگا ٭

خ

خازنِ علمِ دیں۔ صاحب علم حدیث۔ خازن گنجور اور خزانچی کو کہتے ہیں اور علم دین علم نبی اکثر علم حدیث کو کہا جاتا ہے ٭

خاکا اُڑانا۔ مٹی خراب کرنی ہنسی ہنسی میں ذلیل کرنا ٭

خاکداں۔ دنیا۔ زمین ٭

خبر۔ اور اثر حدیث کی دو قسمیں ہیں ٭

خدائی۔ دنیا۔ کائنات جلوہ قدرت الہی ٭

خدا کی زمیں بن جُتی سر بسر تھی۔ طبع

بشری کو جبکہ وہ تہذیب و تربیت سے عاری تھی بن جُتی زمین سے تشبیہ دی ہے +

خَرابات - شراب خانہ +

خس کم جہاں پاک - جب کوئی نالائق یا نکما آدمی مرجاتا - یا کہیں چلا جاتا ہے تو یہ مثل بولی جاتی ہے +

خُطبہ - تقریر - سپیچ +

خِلاف آشتی سے خوش آیندہ تر تھا - یعنی نیک نیتی اور صفائی سے جو وہ آپسمیں دین کی باتو نپر جھگڑتے تھے یہ اُس آشتی سے زیادہ خوشنما اور بہتر تھا جسمیں اکثر دل صاف نہیں ہوتے +

خلیفہ سے لڑتی تھی ایک ایک بڑھیا - ایک بار حضرت عمرؓ بڑے بڑے مہر باندھنے کی ممانعت ممبر پر چڑھ کر کر رہے تھے کہ ایک بڑھیا نے کھڑے ہوکر یہ آیت پڑھی اِن اٰتیتُم احدٰھُنَّ قِنطاراً فَلَا تَاخُذُوا مِنہُ شَیئاً اور کہا کہ خلیفہ ہوکر قرآن نہیں سمجھتا حضرت عمرؓ نے کہا عمرؓ سے سب کا علم زیادہ ہے یہانتک کہ بڑھیوں کا بھی" اور پھر کبھی بڑے مہر باندھنے کی ممانعت نہ کی +

خوارزم خراسان کے شمال میں بحیرۂ خوارزم یعنی جھیل یورال تک ایک مُلک ہے جس کا دار الحکومت اِس زمانہ میں خیوا ہے ابتداے اسلام سے سلطان محمد خوارزم شاہ تک جسکا خاتمہ چنگیز خاں نے کیا بڑے بڑے جلیل القدر مسلمان بادشاہ یہاں حکمراں رہے ہیں اور اب روس کے ماتحت ہے کرکانج جرجانیہ - خیوا زمخشر اور ہزار اسب اسکے بڑے شہر ہیں +

خَیرُ الاُمَم - سب امتوں سے بہتر اُمّت یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف - کُنتُم خَیرَ اُمّۃٍ اُخرِجَت لِلنَّاسِ

خَیرُ القُرُون - سب زمانوں سے بہتر زمانہ - یہ اشارہ ہے اس حدیث کی طرف خَیرُ القُرُونِ قَرنِی ثُمَّ الَّذِینَ یَلُونَھُم ثُمَّ الَّذِینَ یَلُونَھُم +

خیر الوریٰ - بہترین عالم +

دِرا۔ جرس۔ گھنٹال جو قافلوں کے ساتھ رہتی ہے تاکہ بھولے بھٹکے مسافر اُسکی آواز پر قافلے سے آملیں +

درایت۔ حدیث کی پرکھ +

دَرِیڑا۔ سخت بارش +

دست و گریباں رہنا۔ خصومت و نزاع رکھنا +

دشت و در۔ جنگل اور پہاڑ +

دعاے خلیل اور نوید مسیحا۔ اِس مصرع میں اُس حدیث کی طرف اشارہ ہے جسمیں آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ مَیں اپنے دادا ابراہیم کی دعا اور اپنے بھائی عیسیٰ کی بشارت ہوں'' کیونکہ ابراہیم نے جیساکہ سورۂ بقر کے رکوع ۱۵ میں مذکور ہے دعا کی تھی کہ الٰہی مکہ والوں میں ایک نبی اُنھیں میں سے بھیج اور عیسیٰؑ نے جیساکہ سورۂ صف کے پہلے رکوع میں اور انجیل یوحنّا کے سولھویں باب میں ہے اپنی قوم کو بشارت دی تھی کہ میرے بعد ایک نبی آوے گا جس کا نام فارقلیط یا احمد ہوگا

دفتر اُلٹنا۔ ادبار آنا +

دفتر گاؤ خورد ہونا۔ دفتر کا برباد اور ضائع ہونا +

دل اکھڑنا۔ مایوسی سے دل برداشتہ ہونا +

دل اُمنڈنا۔ رقّت سے دل کا بھر آنا +

دل بڑھانا۔ حوصلہ دلانا۔ ہمّت بڑھانا +

دَم پر بننا۔ تنگ حالت میں گرفتار ہونا +

دَم تُڑانا۔ بے دم کر دینا +

دم دینا۔ فریب دینا +

دمشق۔ شام کا قدیم اور مشہور اور بڑا شہر ہے +

دنگل۔ پہلوانوں کی کُشتی گاہ۔ میلا۔ میدان۔ تماشاگاہ +

دھت۔ جو حالت اعتدال سے بڑھ جائے +

دھڑلّے سے کام کرنا۔ بے خوف و خطر کام کرنا +

دُھن۔ جو خیال ہر وقت بندھا رہے +

دُھندلکا۔ تاریکی اور روشنی کے درمیان ایک تیسری حالت جسمیں چیز اچھی طرح محسوس نہو اور مجازاً تاریکی کو بھی کہتے ہیں +

دیا۔ چراغ +

ڈیلم۔ گیلان کے پاس ایک پہاڑی ملک بحیرۂ کیسپین کے جنوب میں واقع ہے جو پہلے ایران میں شامل تھا۔ اور اب روس میں داخل ہے۔ اُس ملک کے باشندوں کو بھی ڈیلم کہتے ہیں۔ جن کے بال اکثر گھونگروالے ہوتے ہیں +

دیوان مازندرانی۔ ولایت مازندراں ڈیلم اور گیلان کے مشرق میں ہے اُس نواح کے اکثر باشندے اب روس کے ماتحت ہیں۔ جن کو فردوسی نے شاہ نامہ میں مازندراں کے دیو کہا ہے۔ مگر اب یوروپ کے فنون جنگ نے ان کو بھی مغلوب کر دیا +

ڈ

ڈرایا تعصب سے اُنکو یہ کہہ کر۔ الخ

اس بند میں حدیث ذیل کی طرف اشارہ ہے

لَیْسَ مِنَّا مَنْ دَعَا اِلَی الْعَصَبِیَّةِ وَلَیْسَ مِنَّا مَنْ قَاتَلَ عَصَبِیَّةً وَلَیْسَ مِنَّا مَنْ مَاتَ عَلٰی عَصَبِیَّةٍ حُبُّکَ الشَّیْءَ یُعْمِی وَیُصِمُّ

ڈرو ایسے چپ چاپ لٹیائیوں سے۔ لٹیا لوٹا۔ اور لٹیائی لٹیرا۔ کاہل اور نکمے آدمی اگرچہ ظاہر میں ملک کو نہیں لوٹتے مگر چونکہ اُنکا اثر سوسائٹی پر بُرا پڑتا ہے اس لئے اُنکو چپ چاپ لٹیائی کہا گیا گویا وہ چپکے ہی چپکے ملک کو تاراج کر رہے ہیں +

ڈھور۔ چوپائے۔ بہائم +

ذ

ذمی۔ غیر مسلم جو مسلمانوں کی امان میں رہیں +

ذرا بھر کے پیچھے وہ جب دیکھتے ہیں۔ یعنی جب زمانہ گذشتہ میں اپنے بزرگوں کی حالت پر نظر ڈالتے ہیں +

ر

رازی۔ رے کا باشندہ۔ رے عراق عجم کا قدیم نامی شہر ہے۔ یہاں ازی سے

مُراد امام فخر الدین رازی ہے جسکی ولادت
۵۴۳ھ ہجری میں ہوئی ہے۔ مسلمانوں
میں یہ بڑا جلیل القدر عالم گذرا ہے اسکی
تصانیف مختلف علوم و فنون اور مذہب میں
پچاس کے قریب شمار کیگئی ہیں جنمیں سے قرآن
کی تفسیر بارہ جلدوں میں ہے +

راس۔ موافق۔ سازگار +

رأس الاطبا۔ یعنی سب سے بڑا طبیب +

رأس البضاعت۔ راس المال۔
عمدہ پونجی۔ اعلےٰ سرمایہ +

راعی۔ چرواہا۔ ریوڑ کا رکھوالا۔ اس
لفظ کا اطلاق اکثر انبیاء پر کیا گیا ہے +

راوی۔ اس سے مراد حدیث کا
راوی ہے +

راہب۔ عیسائیوں کا درویش

ربع مسکوں۔ کرہ زمین میں ایک
چوتھائی خشکی اور تین چوتھائی پانی مانا
جاتا ہے۔ ایک چوتھائی خشکی کو ربع مسکوں
کہتے ہیں +

ریپبلک۔ سلطنت جمہوری جس میں تمام
رعیت کو انتظام ملک اور وضع قانون وغیرہ
میں مداخلت ہوتی ہے۔ جیسے بالفعل
فرانس اور امریکا میں ہے +

رجال اور اسانید کے جو ہیں دفتر۔
رجال سے مراد علم رجال ہے جس میں
حدیث کے راویوں کا حال بہت صحت
کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ اسانید سے
مراد علم حدیث ہے (دیکھو اسانید)

ردا۔ چادر +

رسیا۔ شوقین +

رصد۔ پہاڑ یا نہایت بلند جگہ پر ایک
عمارت بناتے ہیں جس میں بیٹھ کر ستارہ
شناس اوضاع و حالات کواکب کو
دیکھتے۔ اور معلوم کرتے ہیں اس کو رصد
کہتے ہیں +

رصدگاہ۔ رصد کا مقام +

رعونت۔ اردو میں بمعنی تکبر اور غرور
کے مستعمل ہے +

رکھوال۔ نگہبانی +

رمق۔ بقیہ جان مجازاً قدر قلیل +

رمنا۔ سیرگاہ۔ گذرگاہ *

رو دینا۔ عاجز ہو جانا۔ جیسے ع
جہاں جا کے دیتا ہے روا برنیساں *

روحانی۔ جو لوگ مذہب کو صرف روحانی باتوں میں حصر کرتے ہیں جیسے عیسائی *

رُوکھ۔ درخت *

روگی۔ بیمار *

روما۔ قدیم رومیوں کا دارالسلطنت جو اب اٹلی میں واقع ہے *

رہا سر پہ باقی نہ سایہ ہما کا * ہما کے سایہ سے مراد اسلام کی برکت ہے *

رُہبان واحبار۔ رہبان جمع راہب عیسائیوں کے درویش۔ احبار جمع حبر یہود کے علماء *

رہے اُس سے محروم آبی نہ خاکی * آبی سے جزیروں اور بندرگاہوں کے باشندے مراد ہیں اور خاکی سے اندرونی خشکی کے باشندے مراد ہیں *

رہی حق پہ باقی نہ بندوں کی حجت۔ یعنی جب نبی کی تعلیم سے خدا نے بندوں کو دین حق سے مطلع کر دیا اور کسی کو یہ کہنے کا منصب نہ رہا۔ کہ ہم پر خدا نے نبی نہ بھیجا *

رہیگی نئی پود پامال کب تک * نئی پود یعنی نسل اولاد۔ یعنی کب تک اولاد کو اپنے تعصبات سے زمانہ کے لائق نہ بننے دوگے *

ریشہ دوانی۔ درخت کی جڑ دُنکا زمین میں دور تک پھیل جانا۔ مجازاً دلوں میں اثر پہنچانا *

ز

زابلی۔ قدیم زمانے میں زابل کے نام سے وہ ملک مشہور تھا جس کے مشرق میں کابل مغرب میں سیستان۔ جنوب میں سندھ اور شمال میں کوہستان ہزارہ ہے قندہار۔ غزنین۔ میمند۔ اور فراہ وغیرہ اس کے مشہور شہر تھے۔ کیانیوں کے زمانہ میں یہ ملک رستم کے خاندان کی حکومت میں تھا۔ وہانکے باشندونکو

زابلی اور زابلستانی کہتے ہیں +
زَورق ۔ چھوٹی کشتی +

س

ساتوں سمندر ۔ اِس لفظ سے
ازروے محاورہ اکثر کل سمندر مراد
لئے جاتے ہیں ۔ اِس کا ماخذ ظاہرا
سَبْعَةُ اَبْحُرٍ کا لفظ ہے جو قرآن میں
آیا ہے اور وہاں اس سے وہ ساتوں
سمندر مراد ہیں جو عرب کے اِردگرد ڈُوڈیا
نزدیک واقع ہیں ۔ جیسے بحیرۂ شام بحر
قلزم ۔ بحر عرب ۔ بحر ہند ۔ بحر عُمان ۔ بحر
فارس ۔ بحر اسود +
ساسانی ۔ ساسان پسر بہمن بن اسفندیار
کی اولاد میں جو بادشاہ ہوئے ہیں وہ
ساسانی کہلاتے ہیں +
سَام ۔ رُستم کے دادا کا نام ہے +
سبب و علامت ۔ طب کی اصطلاح
میں سبب وہ چیز ہے جس سے مرض
پیدا ہو اور علامت وہ ہے جس سے مرض پہچانا جائے +

سَپُوت ۔ لائق اور رشید بیٹا طعناً
نالائق بیٹے کو بھی کہتے ہیں +
سراب ۔ صحرا کی ریت جو دھوپ میں
ذرّوں کی چمک کے سبب دُور سے
مسافر کو بہتے ہوئے پانی کی شکل نظر آتی ہے
سر پر ہونا ۔ عہدہ پر آ پہونا +
سرِّ تکوین ۔ آفرینش کا بھید +
سر دُھننا ۔ تعجب سے بار بار سر ہلانا +
سِکندر کو دارا پہ ہے توجہ ہاتی +
یعنی سکندر جو دارا کے مقابلہ میں بہت
کم طاقت تھا اُس کو دارا جیسے زبردست
بادشاہ پر چڑھائی کرنیکا حوصلہ صرف
اُمید کے سہارے پر ہوا تھا +
سِکھائی اُنھیں نوعِ انساں پہ شفقت ۔
اِس بند میں حدیث ذیل کی طرف اشارہ ہے
اَحْسِنْ اِلٰی جَارِکَ تَکُنْ مُؤْمِنًا وَ
اَحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِکَ
تَکُنْ مُسْلِمًا اُس سے اگلے بند میں ان
دونوں حدیثوں کا ترجمہ ہے
لَا یَرْحَمُ اللّٰہُ مَنْ لَا یَرْحَمُ النَّاسَ اِرْحَمُوا

مَنْ فِی الْاَرْضِ یَرْحَمْکُمْ مَنْ فِی السَّمَاءِ

سُکھی - آسودہ - خوشحال ✣

سِسلرنو - صوبۂ اٹلی کا مشہور شہر ہے
وہاں مسلمانوں کا ایک نامی مدرسہ تھا کہ
جسمیں طب کی علمی و عملی تعلیم ہوتی تھی
اور یوروپ کے اکثر لوگ طب سیکھنے کو
یہاں آتے تھے ✣

سَلسَبِیل - جنت کی ایک نہر کا نام ہے

سُلیمان نے کی حق سے جسکی تمنا - اس میں سلیماں کی اُس دعا کی طرف
اشارہ ہے جس کے الفاظ قرآن میں یہ
ہیں وَهَبْ لِیْ مُلْکًا لَّا یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ
مِّنْ بَعْدِیْ ”‘ ✣

سماں - (۱) کیفیت - عالم - حالت
(۲) ارزانی ✣

سمٹنا - (۱) کم ہونا - ختم ہو جانا - جیسے
ع یہ جب پھیلتے ہیں سمٹتی ہے دولت
(۲) مجازاً دست کش ہونا - کمی کرنا -
جیسے ع گئے پھیل جب پھر سمٹتے نہیں وہ
یعنی جب وہ کسی کام کے پیچھے پڑ جاتے ہیں
پھر اُسمیں کمی نہیں کرتے ✣

سمجھتے ہیں گمراہ جن کو مسلماں ✣ الخ - اِس بند میں مسلمانوں کو غیرت
دلائی گئی ہے کہ جن قوموں کو وہ مذہب
کی رو سے گمراہ اور اہل باطل سمجھتے
ہیں اُنکے ہاں ہمدردی انسانی اور
خیر خواہی قوم و ملک جو کہ اعلےٰ درجہ
کی نیکی ہے ایسی اور ایسی ہے ✣

سمرقند سے اندلس تک برابر - الخ
سمرقند اور اندلس کی رصدگاہوں کے
کھنڈر اب تک موجود ہیں مراغہ آذربائیجان
میں مرواں بن محمد کا آباد کیا ہوا شہر ہے
اس شہر کے باہر ایک بلندی پر ہولاکو
خان نے اپنے عہد میں محقق طوسی وغیرہ
سے ایک رصدگاہ بنوائی تھی - قاسیون
دمشق کے شمال میں ایک پہاڑ ہے
کہتے ہیں کہ قابیل نے ہابیل کو یہیں قتل
کیا تھا - مامون رشید نے ۲۱۵ھ ہجری
میں قاسیون اور بغداد میں خالد بن
عبدالملک وغیرہ سے رصدگاہیں بنوائی

شروع کی لیکن ۱۲۱۷ھ میں تب یہ مرگیا
تو درستی [illegible] ناتمام چھوڑ دی گئی۔ پھر
[illegible] الدولہ [illegible] نے دوبارہ [illegible]
میں دغلت [illegible] دستم کو [illegible] وغیرہ سے
بسد نوائی +

سمندر کی آئی [illegible] ماتک
[illegible] مراد [illegible] اس وقت
تک علیہ کا قدم وہاں نہیں آیا تھا +

سنجار - یہ دجلہ و فرات کے مابین دیار
ربیعہ میں ایک شہر ہے - یہاں ایک بڑا
لق و دق میدان ہے جسکو عرب بریہ
کہتے ہیں ایکبار اس میدان میں اور دوسری
بار کوفہ کے میدان میں مامون کے حکم سے
مہندس جمع ہوئے تھے اور کرہ ارض
کے ایک درجہ دائرہ عظیمہ کی پیمائش کی اور
محیط کرہ کو چوبیس ہزار میل مشخص کیا -
موسے کے چاروں بیٹے ابو جعفر محمد احمد اور
حسین جنکی کتاب حیل بنی موسی مشہور ہے
اس کام پر بھیجے گئے تھے +

سیاحت کی گوں ہیں مرد سفر ہیں -
سیاحت کی گوں یعنی سیاحت کے قابل اور
یہی یعنی مرد سفر کے ہیں +

سیاست - انتظام ملک +

سیانی - یاے مخلوط بروزن پانی
صفت مونث ہوشیار۔ صاحب تمیز سمجھدار +

سیلون - جزیرہ لنکا +

ش

شاذ - نادر قلیل الوجود +

شامات - ملک شام کو اسکے مختلف
حصوں کے لحاظ سے شامات بھی کہتے ہیں
جیسے گیلانات اور شروانات گیلان اور
شروان کو کہتے ہیں +

شہرت ہوئی ہے نکو نام اُسے
الخ - اس مصرع میں طنز کے طور پر نکو نام سے
مراد بدنام اور دوسرے مصرع میں فخر کرنے سے
شرمانا مراد ہے +

شش جہت - دائیں - بائیں آگے
پیچھے - اوپر نیچے - یہ چھ سمتیں ہوئیں اِس
لفظ سے اکثر تمام دُنیا مراد لیتے ہیں +

شِفا۔ بو علی سینا کی کتاب کا نام ہے جو تمام فنونِ حکمت کو جامع ہے۔ اور ۱۸ جلدیں ہیں +

شماتت۔ جس طرح کسی کو اچھے حال میں دیکھکر جلنے کو حسد اسیطرح بُرے حال میں دیکھ کر خوش ہونے کو شماتت کہتے ہیں +

شُوب۔ دھوب۔ کپڑے کا ایکبار دھلنا +

شوشہ۔ ریزہ حرف کا سرا۔ مسدس میں اس لفظ سے انجیل کی اس عبارت کیطرف تلمیح کی گئی ہے جسمیں کہ عیسیٰ فرماتے ہیں کہ جبتک آسمان اور زمین نہ ٹلیں گے۔ توریت کا ایک لفظ یا ایک شوشہ نہ ٹلیگا یعنی حکماء یونان کی کتابونکو مسلمان بھی گویا ایسا ہی سمجھتے ہیں جیسا عیسیٰ نے توریت کی نسبت فرمایا ہے +

شیر مادر۔ مباح و حلال +

شیوا بیانی۔ فصاحت و بلاغت +

ص

صاحبقرانی۔ صاحب قراں وہ بادشاہ جسکی ولادت کے وقت زہرہ و مشتری ایک برج میں ہوں یہ بڑی اقبال مندی کی بات سمجھی جاتی ہے مجازاً ہر اقبال مند اور کامراں بادشاہ کو بھی کہتے ہیں +

صائم۔ روزہ دار +

صدّیق۔ نہایت سچا +

صُراحی نہ طنبور مطرب نہ ساقی + چونکہ مسلمانوں کے علوم اور کمالات وغیرہ کو ایک بزم سے تمثیل دیگئی ہے اس لئے اُس کے لوازمات کو سامانِ مجلس یعنی صراحی و طنبور وغیرہ کے ساتھ تعبیر کیا گیا ہے +

صنم۔ بت +

صُور۔ بحر شام کے کنارے پر شام کا ایک نہایت قدیم شہر ہے۔ کہتے ہیں کہ یونان کے اکثر حکماء اسی شہر کے تھے۔ مسلمانوں نے یہ اور عکا ۶۳۶ھ میں فتح کیا تھا اور اب مدت سے ویران ہے +

صَیدا۔ دمشق سے ۲۷ میل بحر شام کے کنارے پر ایک مضبوط و مستحکم شہر تھا۔ جسمیں متعدد قلعے تھے +

ض

ضحاک۔ قدیم ایران کا ایک مشہور ظالم اور زبردست بادشاہ ہے جو جمشید کے بعد فرمانروا ہوا اور جسکو فریدوں نے باوجود بے سروسامانی کے کاوہ آہنگر کی حمایت سے مغلوب اور ہلاک کیا اور خود اُسکی جگہ فرمانروا ہوا +

ط

طبق۔ اس سے روئے زمین یا نصف کُرہ زمین جس کو انگریزی میں ہمسفیر کہتے ہیں مرادلی ہے۔

طبقہ۔ ہمعصر لوگ +

طُغرل۔ سلجوقیوں کے سلسلے کا پہلا بادشاہ الپ ارسلاں کا چچا اور سلجوق کا پوتا جو ۴۵۲ھ میں تخت نشین ہوا +

طفیلی۔ وہ شخص جو مہمان کے ساتھ بن بلائے دعوت میں جائے۔ مجازاً وہ لوگ جن کے کام اوروں کے صدقے میں چلتے ہیں +

طلسمِ ورع ہر مقدس کا توڑا۔ یعنی محدثین اسلام نے راویوں کے حالات کی تنقیح نہایت آزادی اور انصاف سے کی ہے مقدس یعنی بزرگ لوگ جن کے بشری عیوب تقوے اور ورع کے پردے میں چھپے ہوئے تھے انکو خوب ظاہر کر دیا تاکہ طالبانِ علمِ حدیث دھوکا نہ کھائیں اور اُن بزرگوں کی روایتوں کو جانچ لیں +

طوسی۔ طوس مشہد مقدّس کا قدیم نام ہے۔ یہاں طوسی سے مراد خواجہ نصیر الدین محقق طوسی ساتویں صدی ہجری کا اسلامی حکیم ہے جو ہولاکو خان کا مصاحب خاص اور وزیر تھا۔ اور جسکی تصانیف اکثر علوم و فنون میں ابونصر اور بوعلی کی تصنیفات کے بعد سمجھی جاتی ہیں +

ع

عاری۔ اردو میں بمعنی عاجز و قاصر مستعمل ہے +

عاریت۔ مستعار۔ مانگے کی چیز +

عَبا۔ کمبل +

عبّاسی۔ آنحضرتؐ کے چچا عباسؓ کی اولاد جن کی خلافت بغداد میں مدت دراز تک رہی ہے +

عبرانی۔ یہودی +

عبرت۔ زمانہ کے واقعات سے نصیحت حاصل کرنی +

عترت۔ اولاد +

عراقِ عرب۔ جو ملک جلہ کے دونوں طرف خلیج فارس تک چلا گیا ہے اور جس میں عباسیوں کی دار الخلافت یعنی بغداد واقع ہے +

عراقین۔ دونوں عراق یعنی عراق عرب اور عراق عجم جو کہ ایران کا پہاڑی حصہ ہے اور جسکو بلاد الجبل کہتے ہیں +

عِلمِ اِنشا۔ اس کا اطلاق نظم و نثر دونوں پر ہوتا ہے مگر چونکہ مشرقی علم ادب میں شاعرانہ خیالات نظم و نثر دونوں میں برابر ہیں اسلئے مسدس میں علم انشا اور شعر ایک چیز کو قرار دیا ہے +

عَلم اک تھا شش جہت میں درفشاں۔ عَلم جھنڈا۔ دُرفشاں پھیرانیوالا۔ یعنی اسوقت تمام دُنیا میں صرف اسلام ہی کا جھنڈا بلند تھا۔

عِلمِ قضا و قدر۔ علمِ الٰہی +

عِلمِ نبی۔ علمِ حدیث +

عُمّاں۔ بحر عُمّاں عرب اور بلوچستان کے درمیان ہے اُسی کو عُمّاں بھی کہتے ہیں +

عُنوان۔ انداز۔ طریقہ +

غ

غریبوں کو محنت کی رغبت دلائی۔ الخ۔ اس میں حدیث ذیل کی طرف اشارہ ہے

مَن طلبَ الدُّنیا حلالاً اِستعفافاً عَنِ المَسئلَۃِ وَسَعیاً عَلیٰ اَھلِہٖ وَ تَعَطُّفاً علیٰ جارِہٖ لقِیَ اللّٰہَ تعالیٰ یَومَ القِیٰمَۃِ وَجھُہٗ مِثلُ القمرِ لَیلَۃَ البَدرِ +

غزلخواں۔ چونکہ عرب پر بستان کا اطلاق کیا گیا ہے۔ اسلئے اُسکے عاشقوں اور قدردانوں کو استعارہ کے طور پر بلبل غزلخواں کہا گیا ہے +

غسّال - مُردہ کو غسل دینے والا +
غش - اُردو میں بمعنی فریفتہ و مفتون مستعمل ہے
غلام اور آزاد ہیں رفتنی سب - یعنی
حاکم اور محکوم سب کوئی دن کے مسافر ہیں +
غنیمت - لوٹ کا مال - فتوح برد +
غنیمت ہے صحت علالت سے پہلے +
الخ - اس میں حدیث ذیل کا ترجمہ ہے -
اغتنم خمسا قبل خمس شبابک قبل
ھرمک - وصحتک قبل سقمک - و
غناک قبل فقرک و فراغک قبل
شغلک وحیوتک قبل موتک" +

ف

فاران - دیکھو (قبیلے قبیلے کا بت)
فاش کرنا - ظاہر کرنا +
فتاوے - فقہ کی مبسوط کتاب جس میں
ہر قسم کی جزئیات فقہیہ بلا دلیل بیان
کی گئی ہوں +
فتوح - اُردو میں اُس منفعت کو کہتے ہیں جو
محنت کے معاوضہ سے علاوہ حاصل ہو +

فدائی - فدا اور قربان ہونے والا +
فرع و اصل - فرع وہ دینی مسئلہ جو عمل
سے متعلق ہو اور اصل وہ جو اعتقاد سے
علاقہ رکھتا ہو +
فریدوں - دیکھو (ضحّاک)
فصاحت علم دفتر سے سب گاؤ خوردہ -
الخ - یورپ کے مصنف کہتے ہیں کہ عرب کے علم
ادب نے روم اور یونان کے ادب میں
از سر نو جان ڈالی تھی اورنیٹل ٹرینسلیشن
کمیٹی کی پہلی تجویز میں اس بات کا اقرار کیا گیا
تھا - کہ فن ادب اور خصوصاً قصص و حکایات
میں اب تک کوئی عرب سے بڑھ کر نہیں ہوا +
فضائل (۱) نیک اور پسندیدہ خصلتیں -
(۲) کمالات +
فطرت - اصل خلقت +
فلاحت بیج بونے اور درخت لگانے کی صنعت
فلاح ماہر علم فلاحت +
فلاطوں - ایتھنز دار الخلافہ یونان کا
رہنے والا سقراط کا شاگرد مشہور حکیم ہے -
۸۱ برس کی عمر میں عیسیٰ سے ۳۴۸ برس

پہلے فوت ہوا*

فلاکت - افلاس*

ق

قالب - جسم - محلِ روح - اردو میں کسرہ لام کے ساتھ بولا جاتا ہے*

قبلۂ کج - یعنی قبلۂ باطل*

قبیلے قبیلے کا بت اِک جدا تھا - الخ - ہبل صفا - عزیٰ - نائلہ - لات - منات - اساف وغیرہ وغیرہ بہت سے بت تھے اور ہر اِک بت کسی خاص قبیلے سے مخصوص تھا - مہر انور سے مراد جلوۂ حق ہے - فاران سے مراد مکہ کا پہاڑ ہے - اِس بند کے اخیر شعر میں اُس بشارت کی طرف اشارہ ہے جو بعثتِ آنحضرتؐ کی بابت توریت اور حبقوق نبی کی کتاب میں مسطور ہے توریت میں اُس کے ترجمہ کے الفاظ یہ ہیں خُدا سینا سے نکلا اور ساعیر سے چمکا اور فاران سے ظاہر ہوا - کوہ سینا کو موسیٰ سے اور کوہ ساعیر کو عیسیٰ سے اور کوہ فاران کو آنحضرت سے نسبت دی ہے -

قدم - اُردو کے محاورہ میں وجود - ذات جیسے ع ہمارا قدم ننگ اہل وطن ہے*

قریہ - بستی - قصبہ - گانو*

قسم کھائیے اِن کی خوش قسمتی کی - بدقسمتی کو طنزاً خوش قسمتی کہا گیا ہے*

قسیس - عیسائیوں کے علماء دین*

قلتین - اُردو کے محاورہ میں نہایت مستعمل اور مشتبہ اور مکروہ پانی یا اُس کے ظرف یا حوض کو کہتے ہیں یہ محاورہ متعصب حنفیوں کا تراشا ہوا ہے کیونکہ شافعیوں کے ہاں قلتین وہی حکم رکھتا ہے جو حنفیوں کے ہاں دہ در دہ حوض - مگر حنفی اُس کو نجس سمجھتے ہیں*

قلزم - جو سمندر عرب اور افریقہ کے بیچ میں واقع ہے*

ک

کائنات - اُردو کے محاورہ میں سرمایہ پونجی اور بضاعت کو کہتے ہیں*

کائی - سبزی جو پانی کی نمی سے چونے

کی دیواروں وغیرہ پر جم جاتی ہے +
کہ اسلام پر جن سے قائم ہو برہان یعنی
جن کے چال چلن دیکھ کر اسلام کی حقیقت
اور سچائی کا یقین ہو +
کانٹا سا آنکھوں میں کھٹکنا محسوس ہونا
کان دھر کر سننا ۔ غور سے سننا +
کایا ۔ اردو میں بمعنی ماہیت کے
مستعمل ہوتا ہے +
کہ بگڑا ہوا یہاں ہے آوے کا آوا ۔
آوہ کمہاروں کی بھٹی کو کہتے ہیں + جسمیں وہ
برتن پکاتے ہیں ۔ آوا بگڑنا تمام برتنوں
کا بگڑ جانا مجازاً تمام خاندان یا تمام قوم کا
بگڑ جانا ۔ آوے کا آوا یعنی تمام آوا جیسے
گھر کا گھر یعنی تمام گھر +
کتاب ہدیٰ ۔ قرآن ۔ شریعت اسلامیہ
کٹھن مشکل ۔ اکثر سخت منزل اور رستے
کو کٹھن کہتے ہیں +
کہ حب الوطن ہے نشاں مومنیں کا ۔
اس میں حدیث ذیل کی طرف اشارہ ہے
حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِیْمَانِ +

کہ **حکمت** کو اک گم شدہ لال سمجھو + اسمیں
حدیث ذیل کی طرف اشارہ ہے +
اَلْحِکْمَۃُ ضَالَّۃُ الْمُؤْمِنِ حَیْثُ وَجَدَھَا
فَھُوَ اَحَقُّ بِھَا +
کد ۔ اردو میں بمعنی اصرار اور ہٹ کرنے
کے مستعمل ہے +
کرتبی سپہ گری کے فن میں مشاق و ماہر
کرشمہ ۔ اردو میں کوئی تعجب انگیز بات
جیسے جہان ہستی کا تماشا ۔ مجازاً جلوہ یا
شعبدہ +
کرو ختم بندوں پہ مالک کی حجت ۔
یعنی شریعت اسلام کو دنیا میں اس قدر
پھیلا دو کہ پھر کسی کو یہ عذر باقی نہ رہے کہ
خدا کا پیغام ہم کو نہیں پہنچا +
کڑھنا ۔ رنج کرنا +
کسرے ۔ نوشیرواں +
کسی کو اتارا کسی کو چڑھایا ۔ اتارنا نیچے
سے گرانا اور چڑھانا حد سے زیادہ بڑھا دینا
یعنی جیسا موقع ہوتا ہے ویسی باتیں کر کے
لوگوں کو دام میں لاتے ہیں +

کشف و کرامت۔ کشف دل کی صفائی
کے سبب غیب کا حال معلوم ہو جانا کرامت
اولیاء سے خرق عادت ظاہر ہونا +

کہ گویا ہم اپنے کو پہچانتے ہیں۔ یہ قاعدہ
ہے کہ جب کسی کے واقعی عیب بیان کئے
جاتے ہیں تو وہ بہ نسبت ابہام کے زیادہ برا
مانتا ہے۔ اس شعر میں بھی یہی مطلب ہے یعنی
ہم نصیحت سے ایسا برا مانتے ہیں کہ گویا ہم کو
اپنے عیبوں کا علم ہے۔ جب کبھی ازراہ نصیحت
ہمارے عیب ظاہر کئے جاتے ہیں ہم کو سخت
ناگوار گزرتا ہے +

کل۔ آرام۔ چین +

کلبلانا۔ سوتے میں کسیقدر جنبش کرنی۔

کمیرا۔ مزدور جو باغبان کے ماتحت کام کرتا ہے

کنگلا۔ محتاج +

کنول جس سے کھل جائیں دل کے سراسر
یعنی عرب میں سبزہ باغ اور آب جاری وغیرہ
میں سے کوئی چیز ایسی نہ تھی جس سے
قوائے انسانی میں شگفتگی پیدا ہو +

کنوڈا۔ شرمندہ احسان +

کوفہ۔ عراق عرب کا مشہور شہر ہے +

کوہ آدم۔ لنکا میں جو سلسلہ پہاڑوں
کا ہے اسمیں سب سے اونچی چوٹی قلۂ آدم
یا کوہ آدم ہے +

کوہ بیضا۔ یہ پہاڑ اندلس میں ہے اس کا
قدیم نام سیرا ہے۔ چونکہ اس کی چوٹی
اکثر برف سے سفید رہتی ہے اسلئے
عرب اس کو قلۂ بیضا کہتے تھے اور اب
اسپین والے اسکو سیرا البیڈا کہتے ہیں +

کوہ صفا۔ صفا اور مروہ مکہ میں دو
پہاڑیاں ہیں جن کے بیچ میں حاجیوں کو سات بار
دوڑنے کا حکم ہے +

کوئی قرطبہ کے کھنڈر جا کے دیکھے۔
قرطبہ یعنی (کارڈوا) اندلس میں بہت بڑا
اور نامی شہر ہے جسکی فصیل پتھر کی اور
جس میں سولہ سو مسجدیں اور نو سو حمام اور
پچاس شفاخانے اور اسی عام مدرسے
خلفائے امویہ کے عہد میں تھے۔ ناصر
اموی نے اسکے غرب میں ایک شہر بالائے
کوہ آباد کیا تھا جسکا نام زہراء تھا۔ اور

جب کا ذکر سعید یحییٰ قرطبی نے اپنے مرثیۂ
اندلس میں کیا ہے *

کہا چھوڑ دیں گے سب آخر رفاقت
اس میں حدیث ذیل کی طرف اشارہ ہے
یَتْبَعُ الْمَیِّتَ ثَلٰثَۃٌ یَرْجِعُ اثْنَانِ وَیَبْقٰی
مَعَہٗ وَاحِدٌ۔ یَتْبَعُہٗ اَھْلُہٗ وَمَالُہٗ وَ
عَمَلُہٗ یَرْجِعُ اَھْلُہٗ وَمَالُہٗ وَیَبْقٰی عَمَلُہٗ

کہانت جن اور شیاطین کے ذریعہ سے
لوگوں کو غیب کی خبریں دینی یا جانوروں
کی آواز سے شگون لینا۔ جاہلیت میں
اور ابتدائے اسلام میں کاہن لوگ
عرب میں بہت تھے مگر اسلام نے بہت
جلد اُن کو نیست و نابود کر دیا *

کہاں ہیں وہ اہرامِ مصری کے بانی۔
الخ۔ اہرام مصری مصر کے مثلث نما پہلو
مینار ہیں جو دریائے نیل سے پانچ میل کے
فاصلے پر واقع ہیں اِن میں سے ایک مینار
دنیا کے سات عجائبات میں شمار ہوتا ہے
اِن سے زیادہ کوئی قدیم عمارت شاید دنیا
میں موجود نہیں ہے *

کَرِدان زابلستانی سے مراد رستم کا
خاندان ہے۔ پیشدادی ایران کے
گیارہ بادشاہ جو ہوشنگ کی اولاد میں
ہوئے ہیں۔ کیانی بادشاہوں کیکاؤس
کیخسرو کیقباد اور گشتاسپ لہراسپ ادہیں
کلدانی کیانڑیا یعنی بابل و آسا سانیوں
کی شرح ردیف الف میں دیکھو *

کھتا۔ زمین دوز کوٹھا جس میں اناج بھرا جاتا
ہے اسی کو کھتی بھی کہتے ہیں *

کھٹکا۔ اندیشہ۔ خطرہ *

کہ ہم نے بگاڑا انہیں کوئی اب تک۔
الخ۔ اس شعر میں آیت ذیل کا ترجمہ ہے
اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا
مَا بِاَنْفُسِہِمْ *

کھنڈت۔ خلل اندازی *

کھنڈر۔ نہایت بوسیدہ مکان ٹوٹے
پھوٹے مکانوں کے نشان *

کھوٹ۔ چاندی سونے میں کسی کم قیمت
دھات کا ملاوٹ *

کھونٹ۔ سمت۔ جانب *

کھیل بگڑنا بنے ہوئے کام کا بگڑ جانا +

کہیں آگ بجھتی تھی وہاں بے محابا - الخ - عرب میں زمانہ جاہلیت میں مختلف مذاہب کے لوگ تھے - صابئین کا فرقہ آگ اور ستاروں کی تعظیم کرتا تھا - عیسائی تثلیث کے قائل تھے - قریش بتوں کو پوجتے تھے - راہب عیسائیوں کے درویش تھے جو دنیا کی لذتیں ترک کر دیتے تھے - کاہن غیب کی خبریں دیتے تھے +

کھیوا - کشتی - بیڑا +

کیا چاند نے کھیت غارِ حرا سے - چاند نے کھیت کیا یعنی طلوع کیا - کوہ حرا مکہ معظمہ سے تین میل ہے - اس میں ایک غار ہے جہاں آنحضرت بعثت سے پہلے جا کر ذکر و فکر کیا کرتے تھے اسی غار کو غار حرا کہتے ہیں سب سے پہلے وحی الٰہی اسی غار میں نازل ہوئی تھی +

کیش و کنش - مذہب اور عمل +

کئی - منسوب بہ کَی - کَی فارسی میں شہنشاہ کو کہتے ہیں - اور ملوک عجم کے دوسرے طبقہ کے چاروں بادشاہ کَی کہلاتے ہیں جسکی جمع کیاں اور یائے نسبت کے ساتھ کیانی ہے - پس کئی وہ چیز جو کیانیوں کی طرف منسوب ہو جیسے تاج کئی اور شان کئی +

گ

گپ - جو بات بے سر و پا اور بے اصل ہو +

گت - حالت اکثر اس کا اطلاق بری حالت پر ہوتا ہے +

گدلانا - پانی کا مکدر ہونا +

گر - اصول - قاعدہ +

گروہ ایک جو پیاسا تھا علمِ نبی کا +
اس گروہ سے مراد محدثین اسلام ہیں اور علمِ نبی علمِ حدیث کو کہتے ہیں +

گل و لالہ رہتے ہیں صحبت میں گنگی -
گل و لالہ سے مراد طوائف اور ارباب نشاط ہیں +

گن - ہنر - کمال +

گنوانا - ضائع کرنا - برباد کرنا +

گھاٹ دریا کے کنارے پر وہ مقام جہاں سے مسافر ناؤ میں سوار ہوتے ہیں یا دریا میں اُترتے ہیں ٭

گھائل - زخمی ٭

گھٹی - ایک معمولی جوشاندہ جو شیر خوار بچوں کو پلایا جاتا ہے - کسی چیز کے گھٹی میں پڑجانے سے یہ مراد ہوتی ہے کہ بچپن سے اُسکی عادت ہے ٭

گھرنا محصور ہونا ٭

گہنانا - چاند اور سورج کا خسوف اور کسوف میں آنا ٭

گیان گن - علم و فضل ٭

گیانی - علم والے ٭

گئے پھیل جب بھر سمٹتے نہیں وہ - (دیکھو سمٹنا)

گئیں بھول آگے کی بھیڑیں جو بٹیا - بھیڑوں کا قاعدہ ہے کہ سب سے اگلی بھیڑ جس رستے پر پڑجاتی ہے اُسی کے پیچھے سب بھیڑیں ہو لیتی ہیں اسلئے لوگوں کی اندھا دھند پیروی کرنیوالوں کی بھی یہی صورت ہے ٭

گئیں بھول صحرا کی جنکو فضائیں - بھول جانا دو معنوں میں آتا ہے - ایک فراموش کرنا جیسے مصرعہ گئیں بھول آگے کی بھیڑیں جو بٹیا - دوسرے فراموش ہو جانا - یہاں یہی دوسرے معنی مقصود ہیں یعنی جنکو صحرا کی فضائیں فراموش ہو گئیں ٭

ل

لاگ کسی طرح کا تعلق محبت کا یا عداوت کا -

لبرٹی - آزادی - انگریزی لفظ ہے -

لبرل - آزاد - ضرورت شعر کے لئے لبرل لایا گیا ہے ٭

لبیک - یہ ایک کلمہ ہے جو حاجی لوگ مقام عرفات میں بار بار کہتے ہیں - اسکے معنی یہ ہیں کہ میں حاضر ہوں اس سے مراد اطاعت اور انقیاد کا اظہار ہوتا ہے ٭

لبیں موچھوں کے بال جو ہونٹوں پر

کتر دئے جاتے ہیں +
لَپَٹ۔ آگ کا شعلہ یا خوشبو جو ہوا کے زور سے دور تک پہنچے +
لَتّ۔ (دیکھو وحت) +
لُچّپن۔ شہد پن +
لَگَن۔ تعلق لگاؤ +
للکارنا۔ رعب ناک آواز سے پکارنا +
لِوا۔ جھنڈا +
لَو لگانا۔ عاشق ہونا +
لہلہانا۔ ہری کھیتی یا درخت کا ہوا سے ہلنا +
لہنا۔ فائدہ۔ تمتع +
لے بڑہانا۔ ترقی دینا +
لے کھلنا چھپی بات کا معلوم ہوجانا +

م

ماسوا۔ صوفیہ کی اصطلاح میں ذات باریتعالیٰ کے سوا جو کچھہ ہے اسکو ماسوا کہتے ہیں اور مسدس میں طنزاً ماسوائے معشوق مجازی سے مراد لیگئی ہے +
مَأمَن۔ جائے امن۔ ٹھکانا +
ماں جائی بہن۔ سگی بہن +
ماوِیٰ۔ ٹھکانا +
مَاوَرائے شریعت۔ یعنی شریعت سے پرے۔ جیسے کہ جاہل صوفی سمجھتے ہیں کہ طریقت شریعت سے جدا ہے +
مُبتذل۔ ذلیل۔ بے قدر +
مُبرّا۔ پاک +
مبعوث ہونا۔ نبی کا بھیجا جانا +
مَثالِب۔ برائیاں +
مجسطی۔ حکیم بطلیموس کی کتاب یاضی میں ہے جسکو محقق طوسی نے عربی میں ترجمہ کیا ہے +
مَدَ۔ نوکری کا صیغہ +
مُدارا۔ یہ لفظ محاورہ میں اکثر ظاہر داری کی تواضع پر اطلاق کیا جاتا ہے +
مُدبِر۔ ادبار والا +
مُدّعی۔ اکثر جھوٹا دعوے کرنیوالے کو کہتے ہیں چنانچہ مشہور ہے ۔

باطل است آنچہ مدعی گوید +

مراد و مرید - صوفیہ کی اصطلاح میں مراد اور وہ شخص ہے جس نے مجاہدہ الہی سے کیا ہو اور سلوک اختیار کیا ہو اور مرید وہ جو سلوک کے لئے تہذیب کے مرتبے کو پہنچا ہو +

مرقد - قبر +

مُزمن - پرانا۔ اکثر امراض ہی پرانا ہوتا ہے +

مسّاح - پیمایش کرنے والا +

مستنبع - اشیاء سے ادنے یہیں آجاتا

مس خام - کان سے نکلا ہوا تانبا جو صاف نہ کیا گیا ہو +

مشایخ - دین کے اکابر اور بزرگ +

مصر کی روشنی - مصر کے علوم و فنون اس ملک کی ترقی ہند اور فارس کے سوا تمام دُنیا سے مقدم مانی گئی ہے چنانچہ یونان بھی مصر ہی کے پرتوے سے روشن ہوا تھا +

مُصلّی - نمازی +

مُضمَر - پوشیدہ +

معشری - ... زنجیر بنانے والا +

مشکل - تنفس +

مُقبِل - اقبال مند +

مکتوم - پوشیدہ +

مکینکس - کلوں کا علم یہ انگریزی لفظ ہے +

مگر اُس کے جہاں - ہے غزلخواں عرب کا - غزلخواں سے مراد مدح خواں ہے چونکہ عرب کو اس سے پہلے مصرع میں بوستاں کہا گیا ہے۔ اور باغ کے پھولوں پر بلبل کے چہچہانے کو غزلخوانی کہتے ہیں اس لئے عرب کی تعریف کرنے والوں کو غزلخواں کہا گیا ہے +

مگر خواب میں دیکھ لیتے ہیں سب کچھ - یعنی بڑوں کی بڑائی کا تصور کر کے خوش ہونا بھی ایسا ہی ہے جیسے کوئی مرغوب و مطلوب چیز خواب میں دیکھ کر تھوڑی دیر کے لئے خوش

ہو جاتا ہے +

مَلَاہی - لہو و لعب +

مِلّت قدیم عربی میں صرف مذہب کو کہتے تھے - مگر اب قوم کو بھی کہتے ہیں اور ہندی میں ملاپ کو ملت کہتے ہیں +

مَلجا - جائے پناہ +

مُناظِر - بحث اور مناظرہ کرنے والا +

مَناقِب - خوبیاں +

منڈلانا - گرد پھرنا - جیسے چیل قصائی کی دوکان پر منڈلاتی ہے +

منزلت - مرتبہ +

منزل کھوٹی ہونی - رستے میں اتنی دیر لگنی کہ منزل تک وقت معین پر نہ پہنچ سکیں - مجازاً منزل تک نہ پہنچ سکنا

منگتا - بھیک مانگنے والا +

منوا کے چھوڑنا - یعنی اپنی بات تسلیم کرائے بغیر پیچھا نہ چھوڑنا +

مَوالی - مولی کی جمع - دوست +

مورّخ ہیں جو آج تحقیق والے - ان سے مراد یورپ کے مورخ ہیں +

مُوَقّر - صاحب توقیر +

مُنہ خام ہونا - منہ بند ہونا +

مَویشی - ڈھور ڈانگر جیسے گائے بھینس وغیرہ - اصل میں یہ لفظ مواشی جمع ماشیہ ہے مگر اردو میں مویشی بولتے ہیں +

مہتر - خاکروب +

میاں مٹھو بنانا - میاں مٹھو طوطے کو کہتے ہیں - میاں مٹھو بنانے سے ایسا پڑھانا مراد ہے جیسا طوطے کو پڑھاتے ہیں کہ صرف الفاظ یاد کر لیتا ہے مگر سمجھتا بالکل نہیں +

مَیّت - اصل میں یہ لفظ مَیِّت ہے مگر اردو میں میت بولتے ہیں اور یہی فصیح ہے +

ن

ناثر - نثر لکھنے والا +

نہ اخلاق کی وضع ہوتی ترازو - ترازو کا وضع ہونا اس کا برپا اور قایم ہونا

جیساکہ قرآن میں ہے "وَنَضَعُ الْمَوَازِیْنَ الْقِسْطَ" مقصود یہ ہے کہ اگر علماء کوشش نہ کرتے اور علمِ اخلاق وسلوک مُدوّن نہوتا تو بُرے اور اچھے اخلاق کی کچھ تمیز نہ ہوتی +

ناسپُردہ۔ وہ رستہ جسپر کوئی چلا نہ ہو +

ناظم۔ شاعر +

ناک بھوں چڑھانا۔ ناراض ہونا۔

ناکسی۔ نالائقی +

نامِ خدا۔ یہ لفظ ماشاء اللہ یا چشم بددور کی جگہ بولا جاتا ہے۔ اور بطریق طنز و استہزاء بُری حالت پر بھی اِس کا اطلاق ہوتا ہے۔

نام کٹنا۔ معزول ہونا +

نام لیوا۔ کسی کے مرنے کے بعد اُسکو بھلائی سے یاد کرنے والے +

نئی روشنی۔ زمانہ حال کی شائستگی یا علوم و فنون جدیدہ +

نبوّت کا سایہ ابھی رہنموں تھا + نبوّت کے سایہ سے خلافت راشدہ مُراد ہے +

نپٹ۔ محض +

نجابت۔ شرافت +

نچلا۔ خاموش۔ بے جُنبش و حرکت

نرالا۔ انوکھا۔ عجیب۔ سب سے الگ +

نسخ و نسیان۔ نسخ اصطلاح شرع میں کسی پہلے حکم شرعی کو بدل کر اسکی جگہ دوسرا حکم مقرر کرنا۔ اور نسیان یعنی پہلے حکم کو بھلا کر دوسرا حکم بھیجنا اصل میں نسیان مصدر لازم ہے مگر بجائے متعدّی یعنی اِنساء کے استعمال کیا گیا ہے۔ یہ دونوں لفظ قرآن کی اِس آیت سے ماخوذ ہیں "مَا نَنْسَخْ مِنْ آیَةٍ اَوْ نُنْسِهَا" +

نشان۔ جھنڈا۔ علامت +

نشے میں چور رہنا۔ خوب مست اور مدہوش ہونا +

نِعْمَ الْبَدَل۔ اچھا بدلہ جو کسی شے کے عوض میں حاصل ہو +

نظامیہ نوریہ مستنصریہ۔ الخ
اس بند میں اگلے زمانے کے چند
مدارس اسلامیہ کا نام لیا گیا ہے۔ از انجملہ
نظامیہ کے نام سے پانچ مدرسے ہرات
نیشاپور۔ اصفہان۔ بصرہ اور بغداد
میں خواجہ نظام الملک طوسی وزیر
الپ ارسلان سلجوقی کے بنوائے
ہوئے مشہور تھے + اور نوریہ نور الدین
ارسلان شاہ صاحب موصل کا موصل
میں مستنصریہ خلیفہ مستنصر باللہ عباسی
کا بغداد میں۔ ستیہ یعنی مدرسہ
ست الشام خاتون بنت ایوب خواہر
صلاح الدین کا بنایا ہوا دمشق میں۔
صاحبیہ وزیر صفی الدین کا قاہرہ میں
رواحیہ۔ رواحہ کے پوتے زکی ابو
القاسم ہبۃ اللہ کا دمشق میں۔
ناصریہ ملک الناصر صلاح الدین کا قبرس
میں جاری تھے۔ اور لغنیہ عزیزیہ
زینبیہ۔ عزیہ۔ قاہریہ۔ وغیرہ جن کے
بانیوں کے نام معلوم نہیں ہیں

بیت المقدس موصل۔ بغداد۔ دمشق
اور اسکندریہ میں کھلے ہوئے تھے +
نفر۔ اردو میں سائیس قلی۔ کم درجہ
کا آدمی +
نکبت۔ خواری و ذلت +
نکبت کی زد۔ نکبت کا صدمہ
یا اسکے صدمہ کی پہنچ اور رسائی +
نمایش پہ دنیا کے بھولے ہیں سب ہیں
کسی چیز پر بھولنا اسکے سبب سے دھوکا
کھانا یا اسپر مغرور ہونا +
نہ محنت پہ مائل نہ قدرت کے قائل
یعنی نہ محنت کرتے ہیں اور نہ اس بات کے
قائل ہیں کہ کوشش سے خدا تعالے
اُن کو اُن کے مقاصد پر کامیاب
کر سکتا ہے +
نہوا ایک جبتک لہو اور پسینا۔
لہو اور پسینا ایک ہو جانیسے نہایت
کوشش اور جانفشانی مراد ہے +
نہیں جہل میں جس کے حصہ کسی کا۔
یعنی جسکی جہالت اس درجہ کو پہنچ گئی

ہے کہ کوئی اُس کا شائبہ یا ذرہ مثل جہالت
میں نہیں رہا +

نہیں چلتی توپوں میں تلوار اُن کی - یعنی اُن کی دلیلیں زمانہ حال کے طریقہ استدلال کے سامنے ایسی ہی بیکار ہیں جیسی توپ کے سامنے تلوار +

نیرنگ گردوں - افسون و شعبدہ گردوں - مجازاً انقلاب روزگار +

نیشن - انگریزی میں قوم کو کہتے ہیں +

نیم بسمل - فارسی میں تڑپنے والے ذبح کئے ہوئے جانور کو بسمل کہتے ہیں جو نہ بالکل مردہ ہوتا ہے نہ زندہ اُردو میں بسمل کو نیم بسمل بھی کہتے ہیں مسدس میں نیم بسمل سے مجازاً متوسط الحال لوگ مراد ہیں جو نہ امیر ہیں نہ فقیر +

و

وتیرہ - طریقہ، شیوہ +

ودیعت - امانت +

وقعت - عزت، عظمت +

وقف کرنا - کسی شے کے فوائد کو ہر شخص کے لئے مباح کر دینا +

ولا - دوستی، محبت +

وہابی - ہندوستان میں مسلمانوں کے اُس فرقہ سے مراد ہے جو صوفیہ کا طرف مقابل سمجھا جاتا ہے - اصل میں یہ لفظ ہائے مشددہ سے ہے مگر عام محاورے میں تخفیف کے ساتھ بولا جاتا ہے +

وہ بکر اور تغلب کی باہمی لڑائی + (دیکھو بکر و تغلب) یہ قدیم عرب کی ایک مشہور لڑائی کی طرف اشارہ ہے جو حرب بسوس کے نام سے مشہور ہے اس کا قصہ یہ ہے کہ بسوس کا اونٹ ایک کھیت میں چلا گیا کھیت والی عورت نے اُسے مارا - اونٹ والے نے عورت کی چھاتی کاٹ ڈالی - اس بات پر ۴۹۴ع سے ۵۳۴ع تک برابر لڑائی رہی - اول یہ لڑائی بنی بکر و بنی تغلب میں ہوئی

شروع ہوئی تھی۔ مگر رفتہ رفتہ ترقی ہو
سکے تمام [illegible] ہو کے
اور [illegible] آخر تک [illegible]
نام [illegible] گئے ہیں

وہ بلدہ کہ نفس [illegible] بغداد جہاں تھا۔
اس بلدہ [illegible] ۱۴۵ [illegible]
۶۵۶ھ [illegible] حضرات عباسیوں
کا دار الخلافہ رہا۔ اور آخر کو تاتاریوں
نے اسکو پامال کرکے وہاں اپنی سلطنت
قایم کی۔

وہ پھرتے تھے الخ چھپ چھپ کے
در مدینہ حضرت عمر کے عہد میں ایک بار
کچھ سوداگر آکر شہر سے باہر اترے
رات کو آپ اور عبد الرحمن عوف حسب
عادت گشت کرنیکے لئے وہاں گئے
اُنکو رات بھر میں تین بار ایک بچہ کے رونے
کی آواز آئی عمر فاروق ہر دفعہ اُس
خیمے پر جاتے تھے اور اُس کی ماں کو
ملامت کرتے تھے کہ تو کیسی بری ماں
ہے کہ تیرا بچہ اول شب سے بے چین
ہے۔ آخر اُس عورت نے کہا۔ اے
بندہ خدا [illegible] تو نے مجھے ساری
رات دق کیا۔ میں اس سے دودھ
چھڑانے کی عادت ڈالتی ہوں وہ
ضد کرتا ہے۔ کہا کیوں؟ کہا عمر دودھ
چھٹے بغیر بچوں کا وظیفہ مقرر نہیں کرتا
یہ سن کر آپ بہت روئے اور اپنے
جی میں کہا کہ خدا جانے مسلمانوں کے
کتنے بچے میرے سبب ہلاک ہوئے
ہونگے۔ اُسی وقت تمام ملک میں منادی
کرائی کہ کوئی اپنے بچے کا دودھ
نہ چھڑائے۔ ہر مسلمان کے ہاں بچہ پیدا
ہوتے ہی اُس کا وظیفہ بیت المال سے
مقرر کیا جائے گا۔

وہ خرگوش کچھووں سے ہیں زک
اُٹھاتے۔ امثال لقمان کی یہ کہانی
مشہور ہے کہ کچھوے اور خرگوش نے
ایک حد تک دوڑنے کی شرط بدی تھی
خرگوش شرط بد کر سو رہا اور کچھوا برابر
چلنے میں سرگرم رہا۔ آخر وہ تو اُس حد پر

پہنچ گیا اور خرگوش کی اُس وقت آنکھ کھلی جب وقت ہاتھ سے جاتا رہا*

وہ دنیا میں گھر سب سے پہلا خدا کا۔ الخ۔ اس گھر سے مراد خانہ کعبہ ہے جو کہ بنائے حضرت سلیمان یعنی بیت المقدس سے نوسو بچانوے برس پہلے اور مسیح کی ولادت سے دو ہزار برس پہلے تعمیر ہوا تھا*

وہ دیں جس نے اعدا کو اخوان بنایا۔ یہ قرآن مجید کی آیت ذیل کی طرف اشارہ ہے کُنْتُمْ اَعْدَاءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖ اِخْوَانًا یعنے تم دشمن تھے سو خدا نے تمھارے دلوں میں الفت پیدا کی اور ہو گئے تم اُس کے فضل سے بھائی بھائی*

وہ لقمان وسقراط کے ذریکنوں سے الخ۔ لقمان ایک مشہور حکیم ہے جو مسیح سے تقریباً چھہ سو برس پہلے یونان میں ہوا ہے۔ لقمان کی امثال یعنی کہانیاں مشہور ہیں جن کی نسبت یوروپ کے مورخ کہتے ہیں کہ اُنھوں نے وحشیوں کو شائستہ ظالموں کو رحمدل اور سرکشوں کو فرمانبردار بنایا ہے۔ کہتے ہیں کہ لقمان پر مقام ڈلفی میں بے دینی کا الزام لگایا گیا تھا۔ اس لئے پہاڑ پر سے گرا کر مارا گیا۔ سُقراط ایتھنز کا مشہور حکیم ہے جس کو مسیح سے چار سو برس پہلے زہر دیکر مارا گیا۔ سولن یونان کا مشہور مقنن ہے۔ یہ بھی ایتھنز کا باشندہ تھا۔ بقراط۔ ارسطو اور افلاطون کو ردیف ب اور الف میں دیکھو*

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانیوالا۔ اس مصرع میں قرآن کی آیت ذیل کی طرف اشارہ ہے۔ "وَمَا اَرْسَلْنَاکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ"*

ہ

ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھنا۔ دکان نہ چلنے کے سبب بیکار بیٹھنا*

ہجرت۔ وطن کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ دینا*

ہچکچانا۔ کسی کام کرنے میں پس و پیش
یا تردد کرنا *

ہذیان۔ بیہودہ یا بے سروپا باتیں۔
ہر اِک راہ رو کا زمانہ ہے ساتھی
یعنی آجکل جو شخص منزل ترقی کا راہرو
ہوتا ہے خود زمانہ اُس کا ممدّ و معاون
ہے۔ کیونکہ سلطنت کی طرف سے
اُسکے لئے کوئی صریح روک ٹوک نہیں
ہے اور رسم و رواج وغیرہ کی مزاحمتیں
بھی رفتہ رفتہ کم ہوتی جاتی ہیں *
ہر اِک میکدے سے بھرا جاکے
ساغر * الخ۔ اس بند میں ہر میکدہ سے
ساغر بھرنے اور ہر گھاٹ سے سیراب
ہونے اور ہر روشنی پر پروانے کی طرح
گرنے سے یہ مراد ہے کہ وہ ہر موقع
سے علم و حکمت حاصل کرتے تھے *
ہُزالِ بَدَن۔ لاغری بدن *
ہَفْ نظر۔ چشم بد دور اور ہف نظر
دونو محاورے ایک ہی موقع پر بولے
جاتے ہیں۔ انکا اصل استعمال

خوبیوں کی جگہ کیا جاتا ہے۔ مگر طنز اً برائیوں
پر بھی کرتے ہیں اور یہ زیادہ بلیغ ہے
جیسے مسدس میں شاعری کی نسبت
ہے وہ ہے ہف نظر علم انشا ہمارا *
اور بد اخلاق عالموں کی نسبت ہے
ستون چشم بد دور ہیں آپ دیں کے
ہمتا۔ مثل۔ مانند *
ہُن۔ ایک سونے کا سکّہ دکھن میں رائج
تھا اور محاورے میں ہن برسنے
سے دولت کی کثرت اور افراط مراد
ہوتی ہے۔ یہاں دولت علم مقصود ہے
ہوا اُندلس اُنسے گلزار یکسر۔ الخ
اِن دو بندوں میں چند الفاظ شرح
طلب ہیں (۱) اُندلس۔ یہ نام سپین کا
مسلمانوں نے رکھا تھا یہاں سات سو برس تک
مسلمانوں کی حکومت قوت یا ضعف کے ساتھ رہی
ہے (۲) بیت حمرا۔ یہ عمارت گرینڈا میں ابتک
مسلمانوں کی یادگار ہے۔ اُندلس کے دوسرے خلیفہ کے
عہد میں بنی تھی اور اٹھارھویں خلیفہ کے عہد میں
مسلمانوں سے چھن گئی۔

دوسرے بند میں وہاں کے مشہور شہروں اور مقامات کے نام ہیں گرینڈا کو وہاں کے مسلمان غرناطہ والنسیہ کو بلنسیہ - بدجوز کو بطلیوس کیڈس کو قادس - سویل کو اشبیلیہ اور کارڈوا کو قرطبہ کہتے تھے +

ہونہار - وہ لڑکا یا پودا جس میں رشید یا سرسبز ہونے کی علامتیں پائی جائیں +

ی

یزدانی - اس سے مراد پارسی لوگ ہیں جو ایک خیر کا اور دوسرا شر کا خالق مانتے ہیں اور پہلے کو یزداں اور دوسرے کو اہرمن کہتے ہیں +

یغمائی - لٹیرا +

یکایک جو برق آکے چمکی عرب کی - عرب کی برق سے مراد اُن کی زبان آوری اور فصاحت و بلاغت ہے

یکایک ہوئی غیرتِ حق کو حرکت - الخ - یعنی خدا کی غیرت کا دریا جوش میں آیا اور وہ اپنی مخلوق کو گمراہی اور ضلالت میں نہ دیکھ سکا - دوسرے مصرع میں جبل بوقبیس کیطرف ابر رحمت کے بڑھنے سے یہ مراد ہے کہ رحمت الٰہی عرب کیطرف متوجہ ہوئی - تیسرے مصرع میں خاک بطحا سے مراد مکہ کی زمین اور ودیعت سے مراد آنحضرتؐ کا وجود مسعود ہے جسکی شہادت انبیاے سابقین دیتے چلے آتے تھے - اخیر کے دو مصرعوں کی شرح دیکھو (دعاے خلیل) میں +

یکہ تاز - جو سوار گھوڑا دوڑانے میں بے مثل ہو +

یمانی - یمن کے باشندے +

یہ پہلا سبق تھا کتاب ہدیٰ کا - اس میں حدیث ذیل کی طرف اشارہ ہے "اَلْخَلْقُ عِیَالُ اللّٰہِ فَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَی اللّٰہِ مَنْ اَحْسَنَ اِلٰی عِیَالِہٖ"

یہ تھی موج پہلی اُس آزادگی کی - یعنی جو آزادی آخر کو یورپ و امریکا

میں پھیلی اور جس نے دنیا کے اس بڑے
حصہ کو سرسبز کیا۔ اُس کی بنیاد اول
خلافت راشدہ کے زمانے میں پڑی
تھی جیسا کہ مختصر طور پر مسدس میں بیان
کیا گیا ہے ؎

یہ کہہ کر کیا علم پر اُن کو شیدا۔

اِس میں حدیث ذیل کی طرف اشارہ ہے
"اَلَا اِنَّ الدُّنْیَا مَلْعُونَۃٌ مَلْعُونٌ
مَا فِیْھَا اِلَّا ذِکْرُ اللہِ وَمَا وَالَاہُ
اَوْ عَالِمٌ وَمُتَعَلِّمٌ" ؎

یہ ہموار سڑکیں یہ راہیں مُصفّا۔

شیر شاہ نے ایک سڑک بنوائی تھی
جو چار مہینے کے رستے میں پھیلی ہوئی تھی
اور جس پر سات سات کوس کے فاصلے
سے ایک ایک پختہ سرائے بنوائی تھی
لب سڑک جابجا کنوئیں اور مسجدیں اور
مسجدوں میں امام اور موذن مقرر
کئے تھے۔ سراؤں میں مسلمان اور
ہندو نوکر تھے۔ تاکہ مسافروں
کو آرام ملے۔ سڑک کے دونو طرف
درخت لگوائے تھے کوس کوس بھر
پر ایک ایک منارہ بنوایا تھا جس
سے رستے کا اندازہ ہو ؎

یہی ہیں جنید اور یہی بایزید

اب۔ حضرت جنید بغدادی اور
بایزید بسطامی تیسری صدی ہجری
کے مشہور عرفا و کاملین میں
سے ہیں ؎

تمت

اشتہار

مفصلہ ذیل کتابیں مولوی سیّد عبدالعلی صاحب کے مکان واقع دہلی - قاسم جان کی گلی سے مل سکتی ہیں - قیمت بذریعہ منی آرڈر آنی چاہیے - یا ویلیو پے ایبل روانہ کی جائے گی +

نام کتاب	قیمت	محصول
مسدس حالی	۱۲ار و ۹ر	۱ر
حیات سعدی	عصہ	۱ر
بیوہ کی مناجات	۲ر	۰ر
شکوہ ہند	۰۲ر	۰ر
مثنوی حقوق اولاد	۰۲ر	۰ر
دیوان ورقعات نواب مصطفٰے خاں حسرتی مرحوم	عہر	۱ر

المشتہر خاکسار الطاف حسین پانی پتی مقیم دہلی کوچۂ پنڈت